کفّارہ کا اسلامی تصوّر

شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق
اہمیت اور فضیلت، ایک تحقیقی جائزہ



مؤلف

ڈاکٹر محمد اویس معصومی

تلاش حق فاؤنڈیشن



پی۔او بکس 8778 صدر کراچی
فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599
E-mail : talashehaq@yahoo.com

کفارہ کا اسلامی تصور

(شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق،
اہمیت اور فضیلت، ایک تحقیقی جائزہ)

تحریر و تحقیق
ڈاکٹر محمد اویس معصومی

تلاشِ حق فائونڈیشن
پی۔او بکس 8778 صدر کراچی
اسلامی جمہوریۂ پاکستان
فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599
E-mail : talashehaq@yahoo.com



نام کتاب : کفارہ کا اسلامی تصور

(شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق، اہمیت اور فضیلت، ایک تحقیقی جائزہ)

تحقیق : ڈاکٹر محمد اویس معصومی

اشاعت اوّل : اگست ۲۰۱۶ء

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : محمد نور عالم

طباعت : حافظ محمد عابد سعید

ناشر : تلاشِ حق فاؤنڈیشن

قیمت : ۔/۴۰۰ روپے

ملنے کا پتہ:

۱۔ جامع مسجد العمر، پتھر روڈ، گرین ٹاؤن، کراچی۔

0300-7255711, 0345-2255080

۲۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اُردو بازار، کراچی۔

۳۔ مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی۔

۴۔ مکتبہ غوثیہ، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل عسکری پارک، کراچی

۵۔ مکتبہ نعیمیہ، جامع مسجد رحمانیہ، گوہر آباد، بلاک نمبر ۱۵، فیڈرل بی ایریا، کراچی

۶۔ مکتبہ قادریہ، پرانی سبزی منڈی، نزد فیضانِ مدینہ، کراچی

فہرست

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے قرآن پڑھانے والے اساتذہ کرام حضرت جناب حافظ اُستاد سرکی، حضرت جناب حافظ لالیاں والے، حضرت جناب مولوی صادق، حضرت قاری فضل حسین شجاع آبادی، شیخ القراء حضرت علامّہ قاری عبدالرحمٰن شجاع آبادی، حضرت علامّہ قاری غلام مصطفیٰ سیالوی، اُستاذ القراء حضرت علامّہ قاری غلام حسین شجاع آبادی رحمہم اللہ علیہم اجمعین، حضرت شیخ القراء قاری المقری خیر محمد چشتی مدظلہ العالی، حضرت قاری حافظ علی قلی خان رحمۃ اللہ علیہ، قاری القراء حضرت علامّہ قاری حبیب الرحمٰن نقشبندی مدظلہ العالی اور حضرت علامہ قاری محمد صدیق قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نام سے منسوب کرتا ہوں جنہوں نے مجھے حروف کی پہچان، مخارج کی مشق، صفات کی ادائیگی، لب ولہجہ کی تحسین، آواز ولحن کے اُتار چڑھاؤ کے فن اور قواعدِ تجوید کے ساتھ حدر، تدویر اور ترتیل میں قرآن پڑھنے کے اسرار و رموز سکھائے۔ اور مجھے قرآنِ کریم صحیح پڑھنے اور صحیح سمجھنے کے قابل بنایا۔

اللہ پاک میرے اِن سب اساتذۂ کرام کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر حافظ قاری محمد اویس معصومی عفی اللہ عنہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی وفقنا توفیقا لنصرة الدین. وجعل کفارةً بشری للمذنبین وجعل کتابه ھدی للعلمین وجعل نبیه ماوی للمسلمین والصلوٰة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آله و اَصحابه اجمعین.

ابتدا میں جب ہمیں پی ایچ ڈی کا نیا نیا شوق چرایا تھا۔تو ہم اندھیرے میں راستہ ٹٹولتے پھر رہے تھے۔ اچانک ہمارا ہاتھ جناب پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری سے ٹکرا گیا۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں ہمارے ''سراپے پُراز خرابے'' پر ایک ترشی نگاہ ڈالی۔مختصر سے انٹرویو کے بعد سرراہ ہی ہمارا ہاتھ جناب ڈاکٹر عبدالجبار قریشی کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا: ''یہ تمہارا شاگرد ہے''۔ ڈاکٹر عبدالجبار قریشی صاحب ہمیں اپنی شاگردی میں قبول کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری ہمیں اپنے آفس کے کمرے میں لے گئے اور پوچھا: آپ کس موضوع پر ریسرچ کرنا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا: آپ ہی موضوع تجویز فرمادیں۔تب انہوں نے ذرا سا سوچا اور کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ''شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق و تطبیق ایک تحقیقی جائزہ'' لکھ کر ہمارے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: اس پر دو چار صفحات لکھ کر لائیے ! پھر دیکھتے ہیں۔ہمیں اندھیرے میں روشنی کی کرن دکھائی دی تو ہم اپنے ایک قابل فخر دوست کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ وہی

دوست ہے جب ایک دفعہ ہم اپنے اُستاذ گرامی، اُستاذ القراء جناب قاری فضل حسین شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنے اِس قابلِ فخر دوست کی خوبیاں گنوار ہے تھے تو اُستاذ گرامی نے فرمایا: بیٹا! محتاط رہا کرو! اِس طرح کے لوگ اپنے سامنے کسی دوسرے کو بڑا ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے۔ جیسے ہی برگد کے ٹھنڈے سائے میں کوئی بیج، پودا بننے کے لیے سر اُٹھاتا ہے۔ یہ اس کی سرکوبی کے لیے کُھرپے، کلہاڑے اور بیلچے اُٹھا کر چلے آتے ہیں اور کچھ نہ کرسکیں تو محفلِ یاراں میں اُس کو رُسوا کر کے اپنے اندر کی آگ بجھانے لگ جاتے ہیں''۔

ہمیں اِن باتوں سے شدید رنج ہوا مگر بعد کے حالات و واقعات نے اُستاذ گرامی مرحوم کی باتوں کو حرف بحرف سچ ثابت کردیا۔ آج ہمارا وہ سابق قابلِ فخر دوست ''انا ولا غیری'' کی سولی پہ لٹکا ہوا ہے۔ اُفسوس کہ ہم دُعائے خیر کے سوا اُس کی کوئی مدد کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ بہرحال اُس دوست نے اس موضوع کو ناقابلِ عمل قرار دے دیا تھا۔ ہم نے اُس کاغذ کے ٹکڑے کو سنبھال کے رکھ لیا اور ایک نیا و سنجیدہ موضوع ''قیاس کی شرعی حیثیت وضرورت ایک تحقیقی جائزہ'' چُن کر، لاجواب و بے مثال مقالہ لکھا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرلی۔

پی ایچ ڈی کا معرکہ سر کرنے کے بعد، ہم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ہماری نظر اُسی کاغذ کے ٹکڑے پہ پڑگئی جس پہ لکھا تھا ''شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق وتطبیق ایک تحقیقی جائزہ'' ہم نے وہ کاغذ اُٹھایا اور قلم و قرطاس کے حوالے کردیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس میں سے، غیبت، بدشگونی اور فال کی شرعی حیثیت، اور مزاج کے تیور، جیسی علمی، تحقیقی اور ادبی شاہکار کتابیں قطار در قطار یوں برآمد ہونے لگیں جیسے موسم بہار میں، لگاتار کھلتے اور مہکتے پھول!! ہماری قناعت پسندی ہی آڑے آگئی ورنہ مزید رسائل بھی برآمد ہوسکتے تھے۔

بعد ازاں! ہم نے ''شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق ایک تحقیقی جائزہ'' مکمل کیا اور نہایت عاجزی کے ساتھ اُس کا مسودہ ایک ممتاز و محترم عالم دین کی خدمت میں پیش کیا۔ اِس نیت سے کہ وہ اسے پڑھ کر اِصلاح بھی فرمادیں اور ایک عدد تقریظ بھی تحریر فرمادیں۔ انہوں نے عدیم الفرصتی کا اظہار کیا اور ایک خط کے ذریعے تقریظ لکھنے سے معذرت فرمالی۔

ہم نے حوصلہ نہیں ہارا اور ایک مسودہ اُستاذ گرامی اُستاذ العلماء حضرت علامہ پروفیسر محمد یوسف فاروقی الازہری مدظلہ العالی کی بارگاہ میں بھیجا۔ آپ نے مسودہ پڑھ کر خوب سراہا، مفید مشورے دیئے اور مفتی اہلسنت آزاد کشمیر جناب مفتی ناصر جاوید سیالوی دامت برکاتھم العالیہ سے تقریظ لکھوا کر whatsapp کے ذریعے مجھے بھجوادی۔ ڈاکٹر حامد علی علیمی زید علمہ نے مسودے پر ایک محققانہ نظر ڈالی اور پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا اجمالی نام ''موسوعۃ الکفارہ'' تجویز فرمایا۔ اس مسودے کی اہمیت کے پیش نظر، انہوں نے ایک تحقیقی مجلّہ ششماہی ''اِکلیل'' میں قسط وار شائع کروانے کا بھی مشورہ دیا ہے جس کے بعد ہی مزید اضافے کے ساتھ کتابی صورت میں آپکی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریظ کا نام ''رحمت حق بہانہ می جوید'' رکھا ہے۔ عظیم محقق اور مترجم، صاحبِ تصانیف کثیرہ، حضرت علامہ مفتی اعجاز احمد قادری زید مجدہٗ نے نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا بلکہ نہایت ہی عمدہ تقریظ بعنوان ''بہارگلستان'' سپردقلم فرما کر ہمارے خانۂ ویراں کے تپتے صحرا میں حوصلوں کے پھول کھلا دیئے ہیں۔

میں اِن تمام صاحبانِ علم کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ جن کے بڑے پن نے ہمارے حوصلوں کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دیا ہے۔ یہی وہ عظیم لوگ ہیں جو اُحباب کی محفلوں میں اپنے ایک شاگرد، دوست اور چھوٹے بھائی کی بڑائی بیان کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ان کی کامیابی و کامرانی کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ پاک اِن صاحبانِ

علم کو دین اور دُنیا کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اِن نیک، صالح، مخلص اور پاکباز بندوں کے تاثرات وتقاریظ ''ترتیب نزولی'' کے اعتبار سے کتاب کی زینت ہیں۔

آخر میں اپنے اُن دوستوں کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی فیاضانہ طبیعت کی بدولت یہ علمی خزانہ قارئین کرام تک پہنچا ہے۔

میں نور بھائی کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے خوبصورت کمپوزنگ سے کتاب کو چار چاند لگادیئے ہیں اور محترم جناب حافظ عابد سعید صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے **''کفارہ کا اسلامی تصور''** کی تزئین و اوراق بندی اور طباعت کا کام نہایت تندہی و محنت سے انجام دیا ہے۔

اللہ کریم جملہ اُحباب کو دین اور دنیا کی دولت سے مالا مال کرے۔ (آمین)

(ڈاکٹر **محمد اویس** معصومی عفی اللہ عنہ)

مقدمہ

رحمتِ حق 'بہانہ' می جوید

فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر حامد علی علیمی صاحب زید مجدہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡأَرۡضِيۡنَ وَالسَّمٰوٰتِ جَاعِلِ الۡحَسَنَاتِ بِفَضۡلِهٖ لِلذُّنُوۡبِ كَفَّارَاتٍ غَافِرِ الۡمَعَاصِى وَاللَّلَمِ وَالسَّيِّئَآتِ، رَافِعِ الۡمُسۡتَغۡفِرِيۡنَ بِالدَّرَجَاتِ مُبَدِّلِ سَيِّئَاتِ التَّوَّابِيۡنَ حَسَنَاتٍ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيۡنَ مُبَلِّغِ الرِّسَالَاتِ، قَاسِمِ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الۡعِلۡمِ وَالۡحِكۡمَةِ وَالۡجَنَّاتِ، وَعَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيۡنَ وَذُرِّيَّاتِهِ الطَّاهِرَاتِ، وَصَحۡبِهٖ ذَوِى الۡفَضۡلِ وَالۡكَرَامَاتِ.

أَمَا بَعۡدُ

قرآن وسنت میں گُناہ کو معصیت، ذنب، سیئت اور لَمَم وغیرہ کلمات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آسان الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کو 'گُناہ' کہتے ہیں۔ 'نافرمانی' کرنے کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر عمل نہ کیا جائے، بلکہ اگر کسی حکم پر عمل کرتے ہوئے اس میں بے جا کمی یا زیادتی کی جائے، جب بھی نافرمانی ہی قرار پائے گا اور یہ عمل 'گناہ' ٹھہرے گا۔

علماءِ کرام نے قرآن وسنت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ گُناہ دو قسم کے ہیں:

۱۔**کبیرہ یعنی**: بڑے گناہ۔ ۲۔**صغیرہ یعنی**: چھوٹے گناہ۔

پھر ان دونوں قسموں کا تعلق یا تو 'حقوق اللہ' سے ہوگا یا 'حقوق العباد' سے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں، جن پر شریعت میں 'سزا' مقرر کی گئی ہے اور کچھ ایسے ہیں، جن پر سزا مقرر نہیں، چنانچہ امام احمد رضا خاں حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گُناہ بحیثیتِ گناہ کہ جس پر حدِ شرعی لازم ہوتی ہے، جیسے ہاتھ کاٹنا، قصاص لینا، کوڑے مارنا وغیرہ، یا تعزیر لازم ہوتی ہے، تین قسم کے ہیں:

۱۔ ایک ہلکے کہ حد یعنی مثلِ رجم، کوڑے مارنا اور قصاص وغیرہ کی حد تک نہ پہنچے، جیسے کسی شخص کا اَجنبیہ عورت سے بوس و کنار کرنا وغیرہ، اس قسم کے گناہوں پر حد مقرر نہیں ہو گی کہ یہ حد اِن گناہوں کی مقدار سے زیادہ ہے اور مولیٰ عزّ وجل اس سے پاک ہے کہ کسی مُجرم کو اُس کی حدِ جرم سے زیادہ سزا دے، ہاں ایسے گناہوں پر تعزیر ہے۔

۲۔ دوسرے وہ اَخبث درجے کے گناہ ہیں کہ حد کی حد سے گزرے ہوئے ہیں، مثلاً جیسے معاذ اللہ اپنی سگی بہن یا ماں سے جان بوجھ کر نکاح اور صحبت کرنا۔ اِن پر بھی حد نہیں رکھی جاتی، اس لیے کہ حد تو کیے گئے گناہ سے پاک کر دینے کے لیے ہوتی ہے اور مذکورہ خبیث گناہ اس حد سے پاک نہیں ہوتا۔

۳۔ تیسرے متوسّط درجے کے گناہ ہیں، اِن پر شریعت مطہرہ میں حُدود نافذ ہوتی ہیں۔ اس کی مثال پیشاب اور شراب سے سمجھیے کہ پیشاب، شراب سے خبیث تر ہے، کیونکہ کبھی شریعتِ مطہرہ میں اِس کی ایک بوند بھی حلال یا طاہر نہ ٹھہر سکی، یہی وجہ ہے کہ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حد نہیں، یونہی مثلاً اَجنبیہ عورت سے زنا کرنے پر حد ہے اور اپنی محارم سے نکاح پر نہیں، کیونکہ یہ وہ خبیث کام ہے، جسے حد سنبھال نہیں سکتی۔ (امام احمد رضا خان قادری، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ج ۱۳، ص ۶۲۵، ملخصاً)

تعزیر کی تعریف:

کسی گناہ پر تادیب کی غرض سے جو سزا دی جاتی ہے اُس کو تعزیر کہتے ہیں، شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِس کیلئے کوئی مقدار معیّن نہیں فرمائی ہے، بلکہ اِس سزا کو قاضیِ وقت یا بادشاہِ اسلام کی رائے پر چھوڑ دیا ہے، لہٰذا جیسا موقع ہو قاضی اُس کے مطابق عمل کرے۔تعزیر کا اختیار صرف مذکورہ افراد ہی کو نہیں بلکہ شوہر اپنی بیوی کو، آقا اپنے غلام کو، ماں باپ اپنی اولاد کو اور اُستاد اپنے شاگرد کو تعزیر کرسکتا ہے،(ردالمحتار وغیرہ)۔(مفتی امجد علی اعظمی، بہارِشریعت، مکتبۃ المدینہ کراچی ۲۰۰۸ء، ج۲، حصہ۹، ص۴۰۳)

کفارہ کی اقسام اور مشروع ہونے کی وجہ:

کفارہ میں اصل 'توبہ اور ندامت' ہے اور یہی اس کا رکنِ اعظم ہے، تاہم شریعت مطہرہ گناہ کی نوعیت کے اعتبار سے کبھی توبہ کے ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلانے، کپڑے پہنانے، غلام آزاد کرنے یا ساٹھ دن کے مسلسل روزے رکھنے کا یا حدود قائم کرنے کا حکم دیتی ہے اور کبھی توبہ کے ساتھ کوئی نیک کام کرنے کا اور کبھی توبہ کے ساتھ کئے گئے جُرم کی تلافی کیلئے اقدام کا۔ہم ذیل میں ہر ایک کو مثال سے واضح کرتے ہیں:

۱۔ جیسے قسم توڑنے یا کسی مسلمان کے براہِ خطا قتل پر توبہ کے ساتھ مقررہ کفارہ وحد ہے۔

۲۔ جیسے کوئی لغو بات کہی یا اور کوئی صغیرہ گناہ کا کام کیا تو وہ فوراً توبہ کے بعد کوئی نیکی کرنا، اسی کے جانب قرآن کریم میں اشارہ ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (135) أُولَئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ(136)﴾[آل عمران:۳:۱۳۶۔۱۳۵]

ترجمہ: ''اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں، اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اَڑ نہ جائیں، ایسوں کو بدلہ اُن کے رب کی بخشش اور جنّتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا نیگ ہے''۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (200) إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ﴾۔[ال اعراف: ۲۰۰۔۲۰۱]

ترجمہ: ''اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی وسوسہ ڈالے، تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے، بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں''۔

اور ۳۔ جیسے کسی کا مال دبایا یا رشوت لی تو اب توبہ کے ساتھ مال واپس کرنا لازم، یا جیسے معاذ اللہ نماز قضا کی تو توبہ کے ساتھ قضا کی ادائیگی کرنا لازم۔

شریعت مطہرہ میں جن گناہوں میں کفارہ رکھا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کفارہ اُن گناہوں کا معاوضہ اور بدلہ ہو جائے اور بندہ گناہوں سے پاک ہو جائے، چنانچہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال ہوا کہ 'جب آدمی مرتد ہو جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ لہٰذا التماس حضور میں ہے کہ جواب سے پورے طور سے خلاصہ مطلع فرمائیں کہ کفارہ کیا ہے کس قدر ہونا چاہیئے؟' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب تحریر فرمایا:

''کفارہ ان گناہوں میں رکھا گیا ہے جن کا معاوضہ اس سے ہو جائے اور جو گناہ حد سے گزرے ہوئے ہیں، ان کے لئے کفارہ نہیں ہوتا، مثلاً صحیح مقیم بلا عذرِ شرعی ماہ مبارک کا ادا روزہ، جس کی نیت رات سے کی ہو، دوا یا غذا یا جماع سے قصداً بلا اِکراہ توڑ دے، تو اس کا کفارہ ہے اور سرے سے رکھے ہی نہیں کہ یہ جرمِ اعظم ہے، اس کا کوئی کفارہ نہیں، مگر توبہ اور اس روزے کی قضا، یونہی اگر معاذ اللہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان براہ خطا مارا جائے، مثلاً شکار پر فائر کرے اور اس کے لگ جائے، تو اس کا کفارہ ہے، لیکن اگر عیاذاً باللہ قصداً قتل کرے کہ یہ جرمِ اعظم ہے، اس کا کوئی کفارہ نہیں مگر توبہ وقصاص، معاذ اللہ مرتد ہونا سب سے بدتر جرم ہے، اس کا کیا کفارہ ہوسکتا مگر توبہ واسلام، اور اگر توبہ نہ کرے اور اسلام نہ لائے، تو دنیا میں سلطان اسلام کے یہاں اس کی سزا قتل ہے اور آخرت میں ابد الآباد کے لئے جہنم، والعیاذ باللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۴، مسئلہ ۵۴، ص ۔۔۔۔)

ادائیگی کے اعتبار سے کفارہ کی اقسام:

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم کہتے ہیں کہ ادائیگی کے اعتبار سے کفارہ کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ **اختیاری،** کہ اُس کی ادائیگی مکلّف کے اختیار وبس میں ہو، جیسے کھانا کھلانا، کپڑا پہنانا، غلام آزاد کرنا یا روزے رکھنا وغیرہ۔

۲۔ **غیر اختیاری:** اس کی مزید دو قسمیں ہیں: اول وہ کہ جس کی ادائیگی مکلّف کے اختیار میں نہ رہی۔

مثال: صحاح ستہ وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا: کیا ہوا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے قربت کی۔

فرمایا: غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، اتنے میں کھجوریں خدمت اقدس میں لائی گئیں، رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: انہیں خیرات کر دے، عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں، رحمت عالم ﷺ یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے"۔ (صحیح البخاری کتاب الصوم باب اذا جامع فی رمضان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص۲۵۹۔ وصحیح مسلم کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۱، ص۳۵۴)۔

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں: "مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی نہ سُنا ہوگا سوا دومن خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہوگیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں! یہ بارگاہ بیکس پناہ ﴿فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ﴾ (القرآن الکریم ۲۵: ۷۰) کی خلافت کبریٰ ہے۔

ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو 'حسنات' کر دیتی ہے، جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہگاروں، خطاواروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ ﴿وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ﴾ الآیۃ۔ گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں، والحمد للہ رب العٰلمین"۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۳۰، ص۔۔۔۔)

آتا ہے فقیروں پہ اُنہیں پیار کچھ ایسا!
خود بھیک دیں اور خود کہیں: منگتا کا بھلا ہو

(مولانا حسنؔ رضا خان علیہ الرحمۃ)

دوم وہ کہ جس کی ادائیگی سرے سے مکلّف کے بس میں نہیں، مثلاً مسلمان کا بڑھاپا، موت آنا اور مرنے کے بعد اس کی قبر پر ہوا چلنا اور بارش برسنا وغیرہ۔ **بحمد اللہ** موت کا یہ کفارہ ہر سُنّی مسلمان کو فضلِ خداوندی اور رحمتِ مصطفوی ﷺ کے سبب میسّر ہو گا، چنانچہ حدیث میں وارد ہوا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: **(اَلْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)** ترجمہ: ''موت کفارۂ گناہ ہے، ہر سُنّی مسلمان کے لیے''۔ امام ابونعیم اور امام بیہقی نے اسے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن العربی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(شعب الایمان، حدیث: ۹۸۸۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ج۷، ص۱۷۱۔)

امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں:

''**فائدہ جلیلہ:** محاورۂ قرآن وحدیث میں مومن ومسلم خاص 'اہلسنّت' کو کہتے ہیں، زمانہ نزولِ قرآن عظیم و ارشاد حدیث کریمہ میں صرف اہل سنت وجماعت ہی تھے، اس زمانے برکت نشان میں کسی بد مذہب ومبتدع کا ہونا محال تھا کہ بد مذہبی شبہ وتاویل سے پیدا ہوتی ہے، جسے یقین قطعی سے بدلنے والے حضور اقدس ﷺ دنیا میں جلوہ فرما تھے، اگر شبہ گزرتا حضور کشف فرماتے، شبہ والا مانتا تو سُنّی ہوتا، نہ مانتا تو کافر ہو جاتا، یہ بیچ کی شق وہاں ممکن ہی نہ تھی، ولہٰذا آیہ کریمہ ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سے جب علماء نے حجیتِ اجماع پر استدلال کیا، تصریح فرمادی کہ مبتدعین کا اتفاق اجماع میں ملحوظ نہیں کہ مومنین سے مراد اُمتِ اجابت ہیں۔ مبتدعین اُمتِ اجابت نہیں اُمت دعوت ہیں، دیکھو توضیح وتلویح بحث اجماع وغیرہ۔ یہ فائدہ نفیسہ یاد رکھنے کا ہے کہ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ وغیرہا آیات واحادیث میں مومنین سے اہلسنت ہی مراد ہیں، انھیں کے باہم اتفاق واتحاد کا حکم ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۴۵۳)

ایک حیرت انگیز کفارہ:

بکثرت روایات میں آیا کہ ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان دوسرے رمضان تک اور ایک عمرہ یا حج دوسرے عمرہ یا حج تک کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے، لیکن **مَا مِنْ عَامٍّ اِلَّا خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ** کے مصداق بعض گناہ ایسے ہیں، کہ مذکورہ اعمال بھی ان کا کفارہ نہیں ہوتے، بلکہ اُن گناہوں کے لیے کفارہ حلال روزی کی تلاش کی پریشانیاں اور اس کی مشقت قرار دیا گیا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا يُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَلَا الصِّيَامُ وَلَا الْحَجُّ وَلَا الْعُمْرَةُ، يُكَفِّرُهَا الْهُمُوْمُ فِيْ طَلَبِ الْمَعِيْشَةِ)،

ترجمہ: کچھ گناہ ایسے ہیں، جن کا کفارہ نہ نماز ہو، نہ روزے، نہ حج اور نہ عمرہ، اِن کا کفارہ وہ پریشانیاں ہوتی ہیں، جو آدمی کو حلال روزی کی تلاش میں پہنچتی ہیں۔

حافظ ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں اور امام ابونعیم نے حلیہ میں اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ترجمہ ۳۸۶، مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دار الکتاب العربی بیروت، ج۶، ص۳۳۵)۔

خاص کفارہ کے موضوع پر کُتب وتصانیف:

فقہاءِ دین نے اپنی کُتب میں کتاب الکفارات شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، تاہم اس عنوان پر مستقل کُتب بھی تصنیف فرمائی ہیں، چنانچہ تلاش وجستجو کے بعد ہمیں چند کے نام ملے ہیں، جنہیں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ **اَلْقَوْلُ الْمَقْبُوْلُ فِيْ كَفَّارَةِ ذَنْبِ الْمَقْتُوْلِ:** شیخ محمد حجازی بن محمد بن عبد اللہ مصری شافعی معروف بہ واعظ قلقشندی متوفی ۱۰۳۵ھ کی تصنیف ہے۔ (ہدیۃ العارفین)

۳۔ **غُرَرُ الْاَمَانِی الْمُسْفِرَات فِیْ نَظْمِ الْمُکَفِّرَات:** شیخ ابوحجاج یوسف بن موسیٰ جذامی متوفی ۷۶۷ھ کی تصنیف ہے۔(ایضاح المکنون)

۴۔ **کِتَابُ الْکَفَّارَات:** شیخ ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجی حنفی متوفی ۲۶۷ھ کی تصنیف ہے۔(کشف الظنون، ج۲ر ص۱۴۵۳)

۵۔ **کِتَابُ الْمَرَضِ وَالْکَفَّارَات:** امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔ (کشف الظنون، ج۲، ص۱۴۵۸)

۶۔ **کَفَّارَاتُ الْخَمْسِ:** شیخ عبدالمجید بن محرد بن ابوالبرکات محمد بن عارف مجد الدین ابوالخیر سیواسی حنفی صوفی متوفی ۱۰۴۹ھ کی تصنیف ہے۔ (ہدیۃ العارفین)

۷۔(**کفارہ کا اسلامی تصور**) اور یہ زیرِ نظر کتاب، جو اس موضوع پر اردو زبان میں لکھی جانے والی غالبًا پہلی جامع کتاب ہے، اسے محقق و ماہر قلم کار مولانا حافظ ڈاکٹر محمد اویس معصومی حفظہ اللہ نے تالیف کیا ہے۔

گُناہوں کی بخشش پر عمومی کُتب و رسائل:

عربی اور اردو زبان میں اس موضوع پر لکھی جانے والی کُتب کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہمیں جو نام میسر آئے ان میں سے چند کو ذیل میں لکھا جاتا ہے:

۱۔ **أَعْجَبُ الْإِمْدَادِ فِیْ مُکَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ:** امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

۲۔ **بَشَارَۃُ الْمَحْبُوْبِ بِتَکْفِیْرِ الذُّنُوْبِ:** شیخ عبدالرحمٰن بن خلیل قابونی اذرعی متوفی ۸۶۹ھ نے باب اول میں اس عنوان کے تحت احادیث ذِکر کی ہیں۔

(الأعلام، ج۳، ص۳۰۶)۔

۳۔ **تَفْرِیْحُ الْقُلُوْبِ بِالْخِصَالِ الْمُکَفِّرَۃِ لِمَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ مِنَ الذُّنُوْبِ:** شیخ

ابو عبد اللہ محمد بن محمد حطاب مالکی (902ھ۔954ھ) کی تصنیف ہے جو تا دم تحریر (فروری ۲۰۱٦ء) مخطوط ہے۔ (أعلام، ج ۷، ص ۵۸)۔

۴۔ **جُــــزْءٌ:** حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ٦۵٦ھ صاحبِ 'ترغیب وترہیب' نے اس جزء میں اگلے اور پچھلے گُناہوں کی بخشش کے بارے میں وارد احادیث، جمع کی ہیں۔

۵۔ **اَلْخِصَالُ الْمُكَفِّرَةُ لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْمُتَأَخِّرَةِ:** حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ الحمد للہ راقم الحروف نے اس کا اردو ترجمہ مع اضافہ جات کے **"بخشش کے بہانے"** کے نام سے کیا جو جمعیت اشاعتِ اہلسنت، پاکستان سے شائع ہو چکا ہے۔

٦۔ **رِسَالَةٌ: مَا تُغْفَرُ بِهِ الذُّنُوْبُ مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ:** شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد ناجی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے، جو ہنوز مخطوط ہے۔

۷۔ **اَلذَّخِيْرَةُ الْكَثِيْرَةُ فِيْ رَجَآءِ الْمَغْفِرَةِ لِلْكَبِيْرَةِ:** علامہ ملّا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کا رسالہ ہے۔ جس میں مزدلفہ کی رات حاجیوں کی بخشش کے بارے میں احادیث جمع کی گئی ہیں۔

۸۔ **شَرْحُ الصُّدُوْرِ وَتَنْوِيْرُ الْقُلُوْبِ فِي الْأَعْمَالِ الْمُكَفِّرَةِ لِلْمُتَأَخِّرِ وَالْمُتَقَدِّمِ مِــنَ الـــذُّنُــوْبِ:** شیخ علی بن عبد القادر بن محمد طبری حسینی شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷۰ھ) کی تصیف ہے۔ (ہدیۃ العارفین، باب العین، ج ۱، ص ۴۰۴)۔

۹۔ **شِفَاءُ الْأَسْقَامِ وَالْآلَامِ بِمَا يُكَفِّرُ مَا تَقَدَّمَ وَمَا تَأَخَّرَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْآثَامِ:** شیخ محمد بن جعفر کتانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

۱۰۔ **ضِيَآءُ الشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ عَلَى الْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَالْآتِيَةِ:** شیخ عبد الحمید قُدس بن محمد علی خطیب کی تصنیف ہے۔

١١۔غَایَةُ الْمَطْلُوْبِ وَأَعْظَمُ الْمِنَّة فِیمَا یَغْفِرُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِ الذُّنُوْبَ وَیُوْجِبُ الْجَنَّةَ: شیخ عبد الرحمٰن بن علی بن محمد معروف بہ ابن دِبیع متوفی ۹۴۴ھ کی کتاب ہے، اس کے باب ثانی کی فصل اول میں اس ضمن میں احادیث نقل کی ہیں۔(ہدیۃ العارفین، باب العین، ج۱، ص۲۸۸)۔

١٢۔اَلْمُقَالاَتُ الْمُسْفِرَة عَنْ دَلائِلِ الْمَغْفِرَة (فصول فی غفران الذنوب): امام نور الدین علی بن عبد اللہ بن احمد سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، جو ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی تلخیص کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

١٣۔ مَنْظُوْمَةٌ: طیب بن عبد المجید بن کیران نے اسے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے موطأ پر حواشی سے اخذ کیا ہے۔

١٤۔مَنْظُوْمَةُ الْمُکَفِّرَاتِ لِکُلِّ ذَنْبٍ سَابِقٍ وَآتٍ: شیخ عبد اللہ بن محمد بیتوشی کردی کا منظوم کلام ہے، اس کی شرح '**اَلْمُبَشَّرَاتُ لِکُلِّ ذَنْبٍ سَابِقٍ وَآتٍ**' کے نام سے کی ہے۔

١٥۔مَنْظُوْمَةٌ: امام جلال الملۃ والدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر ہے۔

١٦۔مَنْظُوْمَةٌ: شیخ عبد اللہ بن الحاج ابراہیم علوی شنقیطی نے تیس ابیات لکھ کر اس کی شرح کی ہے۔(مخطوط) (ہدیۃ العارفین، باب العین، ج۱، ۲۵۶)۔

١٧۔اَلنّبْذَةُ الْمُخْتَصِرَة فِیْ مَعْرِفَةِ الْخِصَالِ الْمُکَفِّرَةِ لِلذُّنُوْبِ الْمُقَدَّمَةِ وَالْمُؤَخَّرَة: شیخ جمال الدین محمد بن عمر یمنی معروف بہ بحرق متوفی ۹۳۰ھ کی تصنیف ہے، انہیں ہندستان میں زہر دے کر شہید کیا گیا۔(ہدیۃ العارفین، باب اللام، ج۲، ۶۹)۔

١٨۔اَلْوُجُوْهُ الْمُسْفِرَة عَنْ تَیْسِیْرِ أَسْبَابِ الْمَغْفِرَة: محمد بن عبد الدائم بن سلامہ معروف بہ ابن بنت الملیق کی تصنیف ہے۔

کچھ زیرِ نظر کتاب کے بارے میں:

یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے اب تک لکھی جانے والی تصانیف میں جامع ونافع ہے، فاضل محقق نے اس میں کفارہ سے متعلق مالہا وما علیہا کو ایک منفرد انداز میں بیان کیا ہے۔ کفارہ کی لغوی واصطلاحی تعریف، کفارہ کی ابتدا، غرض وغایت، دیگر ادیان میں اس کا تصور، اس کی ممکنہ ملنے والی اقسام اور اُن کی تفصیل کو قرآن وسنت اور ائمہ اُمت کے اقوال کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ سب سے اہم یہ کہ آیا حدود، کفارہ ہوتی ہیں یا نہیں؟ یہ بحث فاضل مولف کے میدانِ تحقیق میں رسوخ کا پتہ دیتی ہے۔ الغرض یہ کتاب عوام وخواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔

اس کا مطالعہ کرتے وقت ایک بات کی حقیقت واضح ہوئی، وہ یہ کہ امام احمد رضا خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ایک جگہ لکھا ہے کہ "اے عزیز! اس زمانہ فتن میں لوگوں کو احکامِ شرع پر سخت جرأت ہے، خصوصاً ان مسائل میں جنہیں حوادثِ جدیدہ سے تعلق ونسبت ہے جیسے تار برقی وغیرہ، سمجھتے ہیں کہ کتبِ ائمہِ دین میں ان کا حکم نہ نکلے گا جو مخالفت شرع کا ہم پر الزام چلے گا، مگر نہ جانا کہ علمائے دین **شکر اللہ تعالی مساعیھم الجمیلۃ** نے کوئی حرف ان عزیزوں کے اجتہاد کو اٹھا نہیں رکھا ہے، تصریحاً تلویحاً تفریعاً تاصیلاً سب کچھ فرما دیا ہے، زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ فہم ہے اور ان شاء اللہ العزیز زمانہ بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوگا جو مشکل کی تسہیل، معضل کی تحصیل، صعب کی تذلیل، مجمل کی تفصیل سے ماہر ہوں۔ بحر سے صدف، صدف سے گوہر، بذر سے درخت، درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ تعالیٰ قادر ہوں۔ زمانہ ان فضلاء سے خالی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہمارے علاقوں میں زیادہ کرے، **آمین برحمتک یا أرحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خاتم النبیین سیّدنا**

محمد و آلہٖ وصحبه أجمعين واللّٰه سبحانه وتعالىٰ أعلم وعلمه جل مجده أتم وحكمه عزّ شأنه أحكم''۔

فاضل محقق نے جس عرق ریزی سے ائمہ دین کی کُتب سے اس موضوع سے متعلق مواد جمع کیا ہے، اُس سے مذکورہ عبارت کی درست تصویر سامنے آتی ہے، اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فاضل محقق کو بھی ہمارے زمانے میں اُنہیں میں سے کیا ہے، جو بحر سے صدف، صدف سے گوہر، بذر سے درخت، درخت سے ثمر نکالنے پر باذن اللہ تعالیٰ قادر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھے، فاضل مؤلف، ناشر، تأثرات لکھنے والے، قارئین اور راقم الحروف کو دارین کی بھلائیوں سے بہرہ مند فرمائے، ہماری جان، مال، عزت وآبرو، آل واولاد اور ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائے اور ہماری دینی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے۔آخر میں فاضل محقق کا شکریہ کہ راقم الحروف کو چند سطور لکھنے کا حکم دیا، جس کی تعمیل کے لیے یہ چند سطور لکھیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

الراجي الىٰ لطفه ربّه العميمي

الدکتور حامد علی العلیمی

۲۹/فروری ۲۰۱۶ء، بروز پیر بعد نمازِ عشاء

بہارِ گلستاں!

عظیم محقق ومترجم حضرت علامہ مفتی اعجاز احمد قادری صاحب دام فیوضہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی سَیِّدِ الْأَوَّلِیْنَ وَالآخِرِیْنَ .

عصرِ رواں کے علمی دبستان وگلستاں پر اگر ایک نگاہ ڈالیں تو چشم اوّلیں میں ہی یہ احساس واضح ہوتا چلا جاتا ہے کہ اس دور میں علمی درماندگی اپنے عروج وشباب جبکہ قلم وقرطاس کی بہاریں موسم خزاں کی لپیٹ میں ہیں،خزاؤں کا یہ ڈیرا اپنے طبعی موسم ودورانیہ سے کہیں طویل تر ہوتا جارہا ہے اوراب تو قلب حزیں اپنے اُجڑے ہوئے گلستاں کو دیکھ کر اس تشویش میں مبتلا دکھائی دیتا ہے کہ کہیں رفتارِ زمانہ تھم تو نہیں گئی جس کی وجہ موسم میں تبدیلی کے آثار مرتب ہی نہیں ہورہے،چشم حسرت! اب بھی گلستانِ علم کے گوشوں میں اُن ہاتھوں کو تلاش رہی ہے جنہوں نے اسکی تزئین وآرائش میں اپنے خونِ جگر سے آبیاریاں کی تھیں۔۔لیکن۔۔اب۔۔! کہاں وہ فصل بہاری۔۔۔کہاں گلستاں۔۔کہاں ترانۂ بلبلانِ علم۔۔۔کہاں رونق دبستاں۔۔؟

ہمارے اس علمی انحطاط کے واقعی بلکہ یقینی زمانے میں قلم وقرطاس سے تعلق محض فضل خداوندی ہی ہے اور بالخصوص جبکہ قلم وقرطاس کا دائرہ ہ کار مذہبی ودینی ہوتو ایسے میں کسی فرد کا اپنے مشاغل حیات میں سے فرصت پاکر دین کی اقدار وتعلیمات کے لیے نقوش مرتب کرنا بلاشبہ نعمت ربانی اور انتخاب خداوندی ہی ہے جس کے شکرانہ میں جبین نیاز اپنے ربّ کے حضور جتنی بھی جھکی رہے کم ہے۔

کتاب ہٰذا اسلامی عبادات ومعاملات وغیرہ کے مشترکہ اُمور میں سے اہم عنوان ’’**کفارات**‘‘ کے تفصیلی عناوین وتحقیقات پر مشتمل نیز اُردوزبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتب میں سے ایک ہے،عربی زبان میں اگرچہ اس بارے میں بہت سی جدید وقدیم کتب موجود ہیں،مثلاً معاصر کتب میں سے شیخ محمد حسن فقیہ کا تحقیقی مقالہ ”اَلْكَفَّارَات فِيْ شَرِيْعَةِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَات“، ڈاکٹر محمد قیاتی کی کتاب ”فِقْهُ الْكَفَّارَات،أنواعها وأحكامها“ اور پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ طیار کی مختصر کتاب ”اِشَارَاتٌ فِيْ أَحْكَامِ الْكَفَّارَاتْ“ وغیرہ قابل ذکر ہیں،لیکن اُردوزبان میں کوئی خاطر خواہ اور تحقیقی کتاب غالبًا اس موضوع پر موجود نہیں تھی تو اس کمی کو ہمارے ممدوح نے بخوبی دور کردیا ہے جس پر وہ مبارک باد کے حقدار ہیں،ان کی یہ کاوش تحقیقی لوازمات اور معروضی انداز پرمبنی ہونے کی وجہ سے عوام کے ساتھ ساتھ اہل علم کیلئے بھی مفیدتر ہوگئی ہے،اب گویا کتاب ہٰذا ”مُعْجَمُ الْكَفَّارَات“ یا ’’اشاریۂ کفارات‘‘ کی حیثیت اختیار کرچکی ہے،وَلِلّٰهِ الْحَمْد ،محرر کتاب کی خوبی ہے کہ انہوں نے دورانِ تحریر اپنے زیورِعلم کو طاق دیوار کے حوالے نہیں کیے رکھا بلکہ زینت علمی سے آراستہ ہوکر تحقیقات کو چشم زمانہ کے لیے واضح کیا ہے، اپنی تحقیق کو دلائل کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی ہے جو کہ بلاشبہ قابل تحسین ہے، یہ بات بجا ہے کہ ان کی تحقیقات سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے اور اتفاق بھی ،لیکن مجموعی طور پر عصر حاضر کی تنگ نظری کے ماحول میں یہ جرأت کرنا ایک مستحسن اَمر ہے، کتاب کے مندرجات اور اس کی تفصیلات کو دیکھ کر یہ اندازلگانا چنداں دشوار نہیں ہے کہ۔۔۔

ؔ ہم نے خیرات میں پھول نہیں پائے ہیں
خونِ دل صرف کیا ہے ، تو بہار آئی ہے

اس تحقیقی کتاب کے مضامین وعنوانات کو مزید خوب تر اور نافع طلباء وعوام بنانے کے لیے تأثرات سے زیادہ اہم چند گزارشات تھیں جو موصوف سے براہِ راست

عرض کر دیں ہیں، اُمید واثق کہ انہیں زیرِ غور لائے ہوں گے،البتہ ایک گزارش یہ ہے کہ مزید سہولت کے لیے اگر چارٹ کی صورت میں تمام ہی کفارات کا ایک صفحہ حسب ترتیب وتحقیق شامل کر دیا جائے تو ایک ہی نظر میں کتاب کا خلاصہ بھی واضح ہو جائے گا اور عوام کو تلاش مطلب میں بھی بہت آسانی ہوگی۔

بہر کیف ''بہانے'' کو بنیاد بنا کر اس پر عمارت کھڑی کرنے کا فن انہیں خوب آتا ہے ،میرے ممدوح کی یہ صفت نگاہِ زمانہ میں تو خامی ہی کہلائے گی لیکن میرے نزدیک یہ ان کی خوبی ہے،اس بہانے سازی کے فن سے میری مراد ان کا وہ وقیع وقابل قدر کارنامہ ہے جس پر ہمارے جیسے پرانی کتب وفنون کے دلدادہ انہیں صد مبارک پیش کرتے رہیں گے، وہ گراں قدر کام ان کے ڈاکٹریٹ کا مقالہ بنام **''قیاس کی شرعی حیثیت وضرورت ،ایک تحقیقی جائزہ''** ہے،اس میں قیاس کی تفصیلات کو بہانہ بنا کر انہوں نے اُردو زبان میں گویا اُصول فقہ کے ابواب کو نیا پیراہن دے دیا ہے،عصری لوازمات تحقیق سے مزین کر کے کلیات واُصول کو مزید سہل الحصول کر دیا ہے بلکہ عوام تو عوام آج کل کے اچھے خاصے اہل علم کے لیے اُصول فقہ جیسے خشک موضوع پر اُردو زبان میں نہایت سلیقہ کا مواد مہیا کر دیا ہے جس سے مبتدی طلباء کو اب کم از کم اس فن شریف کے حصول میں کہیں بھی کوفت ودشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

میری آرزو ہے کہ خداوندکریم انہیں ایسے ہی ایک مستقل بہانے کی توفیق بخشے اور یہ اپنی زندگی میں مزید **''کفارے''** اَدا کرنے،**''تیور''** دِکھانے کے بجائے **''بسم اللہ کی برکتیں''** اور **''نیک فال''** لیتے ہوئے عمر رواں کی اگلی **''اربعین''** میں سے اَوقات فرصت نکال کر علمی دنیا کے **''بوڑھے لوگوں''** کیلئے **''روشن فکر''** کی صورت میں ایسے **''کلیات''** مرتب کر جائیں جو اِن کے بعد بھی لوگوں کی زبانوں کو **''غیبت''** و **''بدشگونی''** کی آفات سے محفوظ رکھیں تا کہ **''قیوم زماں''** کا یہ فیضان اپنی آب وتاب کے ساتھ دَہر بہ دَہر چمکتا ہی رہے۔

اور وہ مستقل بہانہ بایں معنی کہ عرق ریزی سے اُصول فقہ میں اپنی مہارت تامہ کو بروئے کار لاتے ہوئے نا صرف عصر حاضر کے لیے بلکہ آنے والوں کے لیے جدید تقاضوں کے مطابق اُردو زبان میں ایک تحقیقی کتاب **''اُصول فقہ''** مرتب کر جائیں تا کہ متقدمین ومتأخرین کی کتب کا اُردو زبان میں ایک جامع مواد تیار ہو جائے جسے تخصص کرنے والے یونیورسٹی، جامعات اور مدارس کے طلباء وغیرہ اپنے درسی نصاب میں شامل کر کے با آسانی مستفید ہو سکیں۔

ے دریا آوردم گوھر لعل و صدف
گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

بہارِ دبستانِ علم، رونق بزم سخن، محقق ومصنف، علامہ ڈاکٹر محمد اویس معصومی حفظہ اللہ ایسی شخصیت جس سے میرا تعلق اب تک صرف دو ملاقاتوں پر محیط ہے لیکن اُن کے تحریری کام اور علمی خدمات کے نقوش نے طویل ملاقاتی دورانیہ کی کمی والے خانوں کو بھی مثلث کی تمام عروجی چالوں سمیت بھر دیا ہے، خلوص، محبت، احترام کے عناصر ثلاثہ نے ان کی علمی شخصیت کو مزید نکھارا ہے، آج کے زمانے کے خودساختہ علمی وروحانی لاحقوں، سابقوں کے متعلقین سے مل مل کر جی تھک تو کیا۔۔۔ مرجھانے لگتا ہے۔۔۔ لیکن بحمد اللہ ابھی ایسے حضرات موجود ہیں جن سے مل کر یہ احساس ہوتا ہے کہ اَسلاف کی تصویریں گردِ زمانہ کی بدولت صرف دُھندلائیں ہیں، یکسر مٹی نہیں، انہیں میں بلاشبہ ممدوح گرامی قدر جیسے بلند ہمت ومتواضعانہ اخلاق کے حامل افراد ہیں، خدائے ذوالجلال انہیں سلامت با کرامت رکھے اور انہیں یوں ہی علم وفن اور اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

اعجاز احمد غفرلہ

کراچی، پاکستان، ۱۳/ مارچ ۲۰۱۶ء

مہینوں کا سفر گھنٹوں میں!!

مفتی، اہلسنّت آزاد کشمیر، حضرت علامہ مفتی ناصر جاوید سیالوی صاحب مدظلہ العالی
ایم اے (عربی واسلامیات)، پنجاب۔ ایم۔او۔ایل (پنجاب)
فاضل بھیرہ شریف، صدر شعبہ فقہ، جامعۃ الحراء، نیو پنڈرال ٹاؤن، میرپور، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

کفارات ومکفرات کا اسلامی تصور ادیان عالم کے مقابلے میں زیادہ مبنی براعتدال، وسیع وآسان ہے۔ اس کی مشروعیت انعامات الٰہی میں سے ایک خاص انعام ہے۔ یہی چیز بنی اسرائیل میں ''فاقتلوا انفسکم'' کی سخت ترین صورت میں نظر آتی ہے جبکہ اسلام میں ''اِن الحسنات یذھبن السیئات'' (القرآن) اور ''ففی کل مَا یصاب بہ المسلم کفارۃ'' (الحدیث) کی خوبصورت وآسان شکل میں دکھائی دیتی ہے۔ اس کے احکامات وتفصیلات قرآن وحدیث میں بیسیوں مقامات پہ بکھرے ہوئے ہیں جن تک عام قاری کی رسائی بہت مشکل ہے۔ لیکن محترم جناب ڈاکٹر محمد اویس معصومی صاحب نے اس مشکل کو بہت آسان کر دیا ہے۔ مصنف وسیع المطالعہ، پختہ کار اہل قلم میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ رب العزت نے صرف جمع کا شوق نہیں بلکہ فن ''تالیف وتصنیف'' کی باریکیوں کا درک اور قرینے سے سجانے کا سلیقہ بھی عطا کیا ہے۔ ساڑھے سات سو سے زائد آیات واحادیث اور کتب متفرقہ کے حوالے سے کفارات ومکفرات کی تقریباً جملہ انواع کو یکجا کر کے قارئین پر احسان فرمایا اور مہینوں کے سفر کو گھنٹوں میں بدل دیا ہے۔

شرعی احکام کے بیان کے ساتھ لغوی واصطلاحی تفہیم نے کتاب کی جامعیت میں اضافہ کر کے اسے زیادہ مفید اور نفع بخش بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ معصومی صاحب کی کاوش کو شرف قبولیت عطا کر کے ان کی کتاب کو دائم النفع بنائے۔

(ناصر سیالوی)، جامعہ حراء الاسلامیہ، میرپور آزاد کشمیر

باب نمبر ۱:

لفظِ کفارہ کی تعریف و تفہیم

کفارہ کی لغوی بحث:

لفظ ''کفارہ'' عربی زبان سے مشتق اِسم ہے۔ اس کا مصدر (ک۔ف۔ر) ہے۔ کفارہ واحد ہے۔ اس کی جمع کفارات آتی ہے۔ اُردو میں لفظ کفارہ اپنے اصل معنی وساخت کے ساتھ بطور اِسم استعمال ہوتا ہے۔ اُردو زبان میں سب سے پہلے 1798ء کو ''یوسف زلیخا فگار'' میں مستعمل ملتا ہے۔

اُردو میں کفارہ کے متعدد معنی ہیں۔ مثلاً:

i) گناہ کے بدلے کی چیز
ii) گناہ کو دھو دینے والا عمل
iii) کسی غلط کام کی تلافی کرنا
iv) کسی عمل کا بدلہ یا عوض

شرعاً کسی گناہ کا عوض دینا جس سے گناہ، گناہ نہ رہے۔ کفارہ کہلاتا ہے جیسے: ''رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے''۔(۱)

انگریزی میں ''کفّارہ'' کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے:

i- "Penitence" توبہ کرنا، کسی عمل پر ندامت و پشیمانی کا اظہار کرنا۔
ii- "Penance" کفارہ ادا کرنا۔
iii- "Expiation" کسی غلط عمل کی تلافی کرنا۔ کفارہ ادا کرنا۔
iv- "Atonement" تاوان بھرنا یا جرمانہ ادا کرنا۔
v- "by almsfasting" خیراتی روزہ رکھنا۔(۲)

چنانچہ الیاس انطون الیاس ''کفارہ'' کا انگریزی معنی یوں بیان کرتے ہیں:

کَفَرَ / کَفَّر : To cover: hide یعنی کسی چیز کو چھپانا یا ڈھانپ دینا

صَارَ کَافِراً بِاللّٰه : to deny God یعنی اللہ کا انکار کرنا

صَارَ کَافِراً بِالنعمة : to be ungrateful یعنی کسی نعمت کی ناشکری یا ناقدری کرنا

صَارَ کَافِراً : to become an infidel یعنی کسی شخص کا بے دین یا کافر ہونا

کَفَّرَعن : Atone for یعنی تاوان یا جرمانہ دینا

کَفَّارَةٌ : i- Sin offering یعنی گناہ سے باز آنا۔

ii- expiation یعنی توبہ کرنا۔(۳)

فارسی میں ''کفارہ'' کا معنی ہے، گناہ کا بدلہ(صدقہ اور خیراتی روزہ وغیرہ)۔(۴)

لوئس معلوف لکھتے ہیں:

الکَفَّارَةُ ۔ کفار کا مؤنث ہے۔ جس کا معنی ہے وہ نیکی جو کسی گناہ کے بدلے میں کی جائے۔ مثلاً صدقہ یا روزہ جو کفارہ میں ادا کیا جائے۔(۵)

''کفارۃ'' کا مصدر (ک۔ف۔ر) ہے۔ کَفَرَ یا کَفَّرَ کے معنی ہیں ''چُھپانا''۔ چنانچہ اِمام محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں:

والکفر، الستر ومنه سمّی الزراع کافراً لِأنّه یستر البذر فی الأرض فیغطیه بالتراب۔(٦)

ترجمہ: ''یعنی الکفر چھپانے کو کہتے ہیں اور اسی لئے کسان کو بھی کافر کہتے ہیں کیونکہ وہ بیج کو زمین میں چھپاتا ہے اور اُس کو مٹی سے ڈھانپ دیتا ہے۔''

اِصطلاحی تعریف:

اِصطلاحِ شریعت میں ''کفارہ'' ایسے فعل، خصلت یا عمل کو کہتے ہیں جو کسی غلطی، گناہ یا جرم کے بدلے میں اِس لیے انجام دیا جائے تا کہ یہ عمل اُس غلطی، گناہ اور جرم کو چھپالے یا مٹادے چنانچہ علامہ مرتضٰی الزبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں:

وَھِی عبارَۃ عَنِ الغَفلۃِ وَالخَصلَۃِ الَّتِی مِن شَأ نِھَا أَ ن تُکَفِّرَ الخَطِیئَۃَ اَن تمحوھَا و ھِیَ فعّا لَۃُ لِلمُبَالَغَۃِ کَقَتَّا لَۃُ وَ ضَرَّ ابَۃُ مّن الصفات الغالبۃ فی باب الاسمیۃ۔(۷)

ترجمہ: ''یعنی کفارہ ایسے فعل اور خصلت سے عبارت ہے جس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ خطاؤں کو چھپالیتا ہے اور ان کو مٹا دیتا ہے اور کفارۃ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے ''قتّالَۃُ'' اور ''ضرَّابَۃُ'' یہ ایسے اُسماء ہیں جن میں اپنے فعل کی صفت غالب طور پر پائی جاتی ہے۔لہٰذا کفارہ کا معنی ہوگا ''بہت زیادہ مٹانے اور گناہوں کو چھپانے والا عمل''۔

علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

''وَالمرادُ بالکفارۃ المعنی المصدری وھی الفعلۃ الّتی من شأ نھا أ ن تکفر الخطیئۃ و تستر ھا، والمراد بالستر المحولأ ن الممحو لایری کالمستوروبھذا وجہ تانیثھا''۔(۸)

ترجمہ: ''یعنی کفارہ سے مراد اُس کا معنی مصدری ہے اور وہ ایسا فعل ہوتا ہے جو خطاؤں کو چھپاتا اور انہیں مٹاتا ہے اور ''ستر'' سے مراد مٹانا ہے۔ جو چیز مٹادی جائے وہ چھپی ہوئی چیز کی طرح نظر نہیں آتی ہے۔ اِسی وجہ سے ''کفارۃ'' کے آخر میں تائے تانیث آئی ہے''۔

معلوم ہوا کہ کفارہ وہ عمل ہے جو خطا و گناہ یا جرم کے بعد ادا کیا جاتا ہے۔ جس سے گناہ خطاء اور جرم مٹ جاتا ہے۔ گویا اُس نے کبھی جرم یا گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

''وقال الراغب: الكفارة مايعطى الحانث فى اليمين واستعمل فى كفارة القتل والظهار، وهو من التكفير وهو ستر الفعل وتغطيته فيصير بمنزلة مالم يعمل''۔(۹)

ترجمہ: ''اور امام راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ کفارہ وہ چیز ہے جو قسم توڑنے والا ادا کرتا ہے۔ اور یہ ظہار و قتلِ خطا میں بھی مستعمل ہے۔ اور یہ تکفیر (مٹانے والا) سے نکلا ہے، اور یہ فعل کو چھپاتا اور ڈھانپ لیتا ہے تو وہ فعل ایسا ہو جاتا ہے جیسے کہ کبھی انجام ہی نہ دیا گیا ہو''۔

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

''وَسُمِّيَت الكَفَّارَاتُ كَفَّارَاتٍ لِأَنَّهَا تُكَفِّرُ الذُّنُوبَ اى تَستَرها مثل كفارة الأيمانِ وكفارة الظِّهار وَالقَتلِ الخَطَاءِ''۔(۱۰)

ترجمہ: اور کفارات کو کفارات اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کو چھپا دیتے ہیں جیسے قسم کا کفارہ، ظہار کا کفارہ اور قتل خطا کا کفارہ۔ (اِن گناہوں کو چُھپا کر کالعدم کر دیتا ہے)

امام محمود بن عمر الزمخشری متوفی ۲۸۰ھ لکھتے ہیں:

''والكفارة: الفعلة التى من شأنها أن تكفر الخطيئة أى تسترها''۔(۱۱)

ترجمہ: یعنی اور کفارہ ایسا عظیم و اہم کام ہے جو گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔

اور یہ کفارہ کبھی صدقہ، کبھی روزہ اور کبھی کسی اور عمل کی ادائیگی سے انجام دیا جاتا ہے۔

چنانچہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"الکفارَۃ، ماکُفِّرَ به من صدقةٍ أو صومٍ اونحو ذالک"۔(۱۲)

ترجمہ: یعنی کفارہ کی ادائیگی صدقہ یا روزہ یا اِسی طرح کی کسی چیز سے کی جاتی ہے۔

لفظِ ''کفارہ'' قرآن میں:

لفظ ''کفارہ'' اپنی اصل شکل میں قرآن کریم میں ایک ہی سورۃ کے اندر چار (۴) دفعہ استعمال ہوا ہے جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِم فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بالأ نْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاص فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ۔(۱۳)

ترجمہ: اور ہم نے یہودیوں کے ذمہ تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے۔

۲۔۳۔ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُم۔(۱۴)

ترجمہ: اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے۔ اوسط درجے کا جو اپنے

گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔

۴۔ ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاءٌ مِّثلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَم یحکم بہٖ ذوا عدلٍ منکم ھدیًا بٰلِغَ الکَعْبَۃ اَو کَفَّارَۃٌ طعامُ مَسٰکِینَ اَوْ عَدْلُ ذالک صِیَامًا لِّیَذوقَ وَبَالَ اَمْرِہٖ۔(۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص تم میں سے اس کو (وحشی جانور) جان بوجھ کر قتل کرے گا (احرام کی حالت میں) تو اُس پر فدیہ واجب ہوگا جو کہ مساوی ہوگا اُس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں۔ خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے اور خواہ وہ کفارہ مساکین کو دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے۔

لفظ کفارہ اپنے معنی و مفہوم اور اختلاف صیغہ کے اعتبار سے قرآن کریم کی متعدد سورتوں میں کئی بار آیا ہے۔ مثلاً

کَفَّارٍ. کُفَّارًا. کُفَّارُ : وحدانیت و رسالت کو چھپانے والا

اور کافِرٌ

کَفَّرَ : گناہ مٹا دیئے/محو کر دیئے/ برائیاں معاف کر دیں۔

کَفَرْنا : انکار کرنا/ بیزار ہونا

اس کے علاوہ یکفر، تَکْفُرُ، لَا ُکَفِّرَنَّ، اِکفار، کَفِّرْ اور کَفَّرتُ کے صیغوں میں بھی اِستعمال ہوا ہے۔

لفظ ''کفّارہ'' حدیث میں :

لفظ ''کفّارہ'' قرآن کریم کی طرح احادیث میں بھی متعدد بار آیا ہے ۔ کبھی مفرد، کبھی جمع، کبھی اسم اور کبھی بطور فعل استعمال ہوا ہے چنانچہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وتکرر ذکر الکفارۃ فی الحدیث اِسمًا و فعلاً، مفردًا و جمعًا ۔(۱۶)

صرف بخاری شریف میں لفظ کفارہ بتیس (۳۲) مرتبہ استعمال ہوا ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں خود بخود آ جائے گی۔

''کفارۃ'' کے مترادفات :

کفارہ کے اٹھارہ (۱۸) مترادف الفاظ مجھے ملے ہیں۔ ممکن ہے مزید بھی ہوں ۔ اِن مترادفات میں کہیں نہ کہیں کفّارہ کا معنی و مفہوم ضرور پایا جاتا ہے جو کفارہ کی تعریف پر پورا اُترتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم اِن مترادفات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ **اَجْرٌ: اَلْا َجْرُ: الجزاء علی العمل، والجمع أجورُ ۔(۱۷)**

ترجمہ: یعنی اَجر کسی کام پر ملنے والے معاوضہ کو کہتے ہیں اور اس کی جمع اُجور آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

''کُلُوا وَادَّخِرُوا وَأْتَجِرُوا'' ۔(۱۸)

ترجمہ: یعنی کھاؤ اور صدقہ کرو اور اجر حاصل کرو۔

ابوالحسن السید اشریف الجرجانی متوفی ۸۱۶ھ أجرٌ کی تعریف میں لکھتے ہیں:

ھُو مال الذی بعوضٍ أو نفع بعوض ۔(۱۹)

ترجمہ: یعنی اُجر اُس مال کو کہتے ہیں جو کسی شئ کے عوض میں ملے یا وہ نفع ہے جو کسی عوض کے طور پر ملے۔

فارسی میں اَجَرْ: ثواب، اُجرت، بدلہ یا مزدوری کے لئے آتا ہے اور اِس کی جمع اُجور آتی ہے۔(۲۰)

۲۔ اَلتَّعْزِیرُ: ھُوتأدِیبُ دُوْنَ الحَدِّ، وَأَصْلُهُ مِنَ العُزْرِ وَھُوَالْمَنْعُ۔(۲۱)

ترجمہ: تعزیر اُس سزا کو کہتے ہیں جو کسی کو ادب سکھانے کیلئے دی جائے اور یہ حد کے علاوہ ہو اور اِس کا اصل عُزَرْ ہے۔جس کے معنی ہے منع کرنا یا منع ہونا۔

۳۔ توبیخ بھی کفارہ کا مترادف ہے۔جس کے معنی ہے جھڑکنا یا ڈانٹنا۔(۲۲)

۴۔ ''تاوان'' بھی کفارہ کا مترادف ہے۔جس کے معنی ہیں جرمانہ، بدلہ اور عوض ہے۔(۲۳)

۵۔ اَلْجزاءُ : المکافأة عَلَی الشَّیُ ءِ۔(۲۴)

ترجمہ: یعنی کسی شئی پر ملنے والے اِنعام ، معاوضہ اور بدلہ و مزدوری کو جزاء کہتے ہیں۔اور کفارہ بھی کسی عمل کا بدلہ ہوتا ہے۔

قرآن میں ہے:

هل جزآءُ الاحسان اِلا الاحسان۔(۲۵)

ترجمہ: کیا اِحسان کا بدلہ اِحسان نہیں ہے؟

۶۔ الجِنایة : اَلذَّنبُ وَالْجُرْمُ وَمَا یفعله الانسان ممّا یوجب علیه العقاب أو القصاص فی الدنیا والآخرة۔(۲۶)

یعنی جنایة، گناہ اور جرم کو کہتے ہیں اور انسان کوئی ایسا کام کرے جس سے اُس پر سزا یا قصاص دنیا و آخرت میں واجب ہو جائے وہ جنایت ہے۔

ابوالحسن السید اشریف الجرجانی متوفی ۸۱۶ھ لکھتے ہیں:

الجنایَةُ ھو کُلُّ فعلٍ محظور یتضمن ضررًا علی النفس أو غیرھا۔(۲۷)

ترجمہ: یعنی ہر وہ ممنوع عمل جو خود عامل کو یا کسی دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہو وہ جنایۃ ہے۔

۷۔ **دَمٌ** : اِسم ہے اس کی جمع دِمآءُ ہے اور اس کا معنی خون ہے۔(۲۸)

اصطلاح فقہ میں ''دم'' حج کے دوران کسی غلطی کے بدلے میں خون بہانے یا قربانی کرنے کو ''دم'' کہتے ہیں۔ چنانچہ فارسی میں ''دم'' کا معنی ہیں حیلہ کرنا۔ اور کفارہ میں بھی گناہ یا جرم کے اثرات زائل کرنے کا حیلہ کیا جاتا ہے۔(۲۹)

۸۔ **اَلدِّیَۃُ : المالُ الّذی ھو بدل النفس۔(۳۰)**

یعنی دیت وہ مال ہے جو کسی جان کے بدلے میں ادا کیا جائے۔ جیسے کہ قتل میں ہوتا ہے۔ اور کفارہ بھی قتل خطا میں جان کے بدلے میں ادا کیا جاتا ہے۔

۹۔ **اَلرَّحمۃُ : المغفرۃ۔(۳۱)**

ترجمہ: یعنی رحمت کے معنی ہیں ''بخشش''

اللہ فرماتا ہے:

''ھُدیً وَّ رَحمۃً اللِّقَوم یُّؤ مِنُونَ''(۳۲)

ترجمہ: یعنی ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والی قوم کے لیے۔

قرآن میں یہ لفظ زندگی، رزق، نبّوت، شفقت وغیرہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

الرّحمۃُ ھِیَ اِرَادَۃُایصالِ الخیر۔(۳۳)

ترجمہ: یعنی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرنا رحمت ہے۔

کفارہ بھی دراصل جرم ونقصان کے بعد خود کو یا اوروں کو بھلائی پہنچانے کا نام ہے۔

۱۰۔ **الزّکاۃُ : اَلصَّلاحُ، وَھُوَ تَطْھِیُرُہُ وأصلُ الزکاۃ فی اللغۃ الطھارۃ والنَّماءُ والبرکۃُ والمِدْحُ۔(۳۴)**

ترجمہ: یعنی زکاۃ کے معنی اِصلاح ہے اور اِصلاح صفائی کرنے کو کہتے ہیں۔ اور لغۃ میں زکاۃ کا لفظ پاکیزگی، بڑھوتری، برکت اور تعریف کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

قرآن میں ہے: خیراً منه زکاۃً۔(۳۵) أی خیراً منه عملاً صالحاً۔

ترجمہ: یعنی اس سے بہتر تو عمل صالح ہے۔

فاالزکاۃ طُهرۃٌ للاموال و زکاۃ الفطر طُهرۃٌ للابدانِ.

زکاۃ الارض یُبْسُهَا۔(۳۶)

ترجمہ: یعنی زکاۃ مال کی پاکیزگی ہے اور فطرہ بدن کی پاکیزگی ہے اور زمین کی زکاۃ اُس کا خشک ہونا ہے۔

زکاۃ کے شرعی معنی یہ ہیں:

وفی الشرع عبارۃ عن ایجاب طائفة من المال فی مال مخصوص لمالک مخصوص۔(۳۷)

ترجمہ: اور شریعت مطہرہ میں زکاۃ کسی گروہ سے مخصوص مال میں سے مخصوص مال طلب کرنا زکاۃ کہلاتا ہے۔

۱۱۔ زَجْرٌ: اس کا معنی ہے منع کرنا، روکنا، ڈانٹنا اور دھتکارنا۔(۳۸)

اِسی سے زاجر بنا ہے اور زاجر کی تعریف میں السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

واعظ اللّٰه فی قلب المؤمن، وهو النور المقذوف فیه الداعی له الی الحقّ۔(۳۹)

ترجمہ: یعنی اللہ مؤمن کے دل میں نصیحت ڈالتا ہے اور وہ ایسا نور ہوتا ہے جو اللہ پھینکتا ہے اُس کے دل میں جو اُس کو اللہ کی طرف بُلاتا ہے۔

کفارہ میں ڈانٹ بھی ہے اور دھتکار بھی! جبکہ کفارہ بندے کو اللہ کی طرف دعوت بھی دیتا ہے۔

الزَّجْرُ : المنعُ والنهی والانِتھاء۔(۴۰)

ترجمہ: زجرٌ کا معنی ہے منع کرنا، روکنا اور اِنتہاء کرنا۔

قرآن میں آیا ہے۔وَازدُجِرُ۔(۴۱)

ترجمہ: اور وہ جھڑک دیا گیا۔

اور حدیث میں بھی یہ لفظ آیا ہے:

كَاَنَّهُ زَجَرَ أی نَهیٰ عنه۔(۴۲)

ترجمہ: گویا کہ اُس نے منع کیا یعنی روکدیا۔

۱۲۔ اَلصَّدَقَةُ : مَا تَصَدَّقْتَ به علی الفقراءِ وماأَ عطيتَهُ فی ذات اللّٰه للفقراءِ۔(۴۳)

ترجمہ: یعنی صدقہ وہ جو تم نے فقراء پر خرچ کیا اور جو اللہ کی ذات کے لیے فقراء کو تم نے دیا ہے۔

قرآن میں ہے:

"وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا"(۴۴)

ترجمہ: اور تو نے ہم پر صدقہ کیا ہے۔

السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

هیَ العطيةُ تبتغی بها المثوبة من اللّٰه تعالیٰ۔(۴۵)

ترجمہ: یعنی صدقہ وہ عطیہ ہے جس کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ سے ثواب چاہتے ہو۔کفارہ سے بھی ثواب وتوبہ درکار ہوتی ہے۔

۱۳۔ اَلضَّمَانُ : هُو بدلُ الشئی أوعوضه۔(۴۶)

ترجمہ: یعنی ضمان کسی شئی کے بدل یا عوض کو کہتے ہیں اور کفارہ بھی یقیناً کسی عمل کا بدل یا عوض ہی ہوتا ہے۔

ابن منظور اُفریقی لکھتے ہیں:

اَلضَّمَانُ: الداءُ فی الجسد من بلاء اَو کِبر رجلٌ ضَمَنٌ (رجلٌ مَریضٌ) لایثنیٰ ولا یجمع ولا یؤنث۔(۴۷)

ترجمہ: یعنی ضمان، جسم کے اندر کسی بیماری کے پیدا ہونے کو کہتے ہیں چاہے یہ بیماری کسی آفت و وباء کا نتیجہ ہو یا بڑھاپے کا جیسے کہ کسی مریض شخص کو (رجلٌ ضمنٌ) کہا جاتا ہے۔اس کا تثنیہ نہیں آتا اور نہ ہی جمع آتی ہے اور نہ ہی مؤنث آتی ہے۔

کفارہ بھی گناہ اور جرم کی بیماری کی وجہ سے ہی لاحق ہوتا ہے اور گناہ و جرم کی بیماری کا ازالہ کرتا ہے۔

۱۴۔ **اَلْغُرَّ ةُ: هوالذی یکون ثمنه نصف عشر الدیة(الغرة من العبید)۔(۴۸)**

ترجمہ: یعنی اَلْغُرَّ ةُ وہ شئی ہے جس کی قیمت دیت کا نصف عُشر ہو۔(یہ غلام کی غفلت سے لاحق ہوتا ہے)

غُرَّ ةُ کے معنی دھوکہ دینا اور غلط بات کہنا ہے۔

غُرَّ ةُ کے معنی غفلت و بے خبری ہے۔(۴۹)

ابن منظور اُفریقی لکھتے ہیں:

اَلْغُرَّ ةُ : بیاض فی الجبهة۔(۵۰)

غُرَّة پیشانی کے سفید داغ کو کہتے ہیں۔بالخصوص گھوڑے کی پیشانی میں جو سفیدی ایک درہم کے برابر ہو وہ غُرَّ ة ہے۔

کفارہ بھی کسی غفلت و بے خبری اور دھوکے سے لاحق ہوتا ہے اور کفارہ سفید داغ کی طرح چمکتا رہتا ہے۔

۱۵۔ اَلْفِدْيَةُ وَالْفِداءُ : البدل الذی يتخلص به المكلف من مكروهٍ توجه اليه۔(۵۱)

ترجمہ: فدیہ یا فداء ایسا بدل ہے جس کے ذریعے کوئی مکلّف کسی ناپسندیدہ کام یا صورتحال سے نجات پالے اُس کی ادائیگی سے۔

کفارہ میں بھی یہی بات ہوتی ہے کہ کفارہ ادا کرنے والا اپنی غفلت و لاپرواہی اور گناہ و جرم کے بدلے کچھ ادا کر کے اپنی غلطی کا ازالہ کرتا ہے۔

ابن منظور اُفریقی لکھتے ہیں:

الفدية والفَدَى والفِداء كله بمعنی : الفداء : أن تستريه فديتهُ بمالی فداء و فديتهُ بنفس۔(۵۲)

ترجمہ: یعنی فدیہ، فدی اور فداء سب کا معنی قربانی دینا یا مشکل سے نکالنا ہے۔ فداء کے معنی اُسے خریدنا بھی ہے۔ عربی میں کہتے ہیں میں نے اُس پر اپنا مال لُٹایا اور میں نے اُس پر اپنی جان لُٹائی۔

قرآن میں ہے:

وإن يأتوكم أسارای تُفادوهم۔(۵۳)

ترجمہ: اور اگر تمہارے پاس قیدی آ جائیں تو اُن سے فدیہ لے لو۔

اِسی سے مفادات بنا ہے باب مفاعلہ کے وزن پر جس کا معنی ہے۔ ایک شخص کا دینا ایک کا لینا۔(۵۴)

۱۶۔ القَصَاصُ : اَلْقَوَدُ وَهُوَالْقَتْلُ بِالقَتْلِ أوِالجَرْحُ بالجَرْحِ۔(۵۵)

ترجمہ: یعنی قصاص کہتے ہیں قود (راہنمائی کرنے) کو اور وہ قتل کے بدلے قتل یا زخم کے بدلے زخم کی طرف راہنمائی کرنے کو کہتے ہیں۔

السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

القَصَاصُ : هُوَ أنْ يُّفْعَلَ بالفاعل مثل ما فَعَلَ۔(۵٦)

ترجمہ: یعنی قصاص یہ ہے کہ فاعل کے ساتھ وہی عمل کیا جائے جو اُس نے کیا ہے۔جس طرح قصاص، قتل کی طرف رہنمائی کرتا ہے اِسی طرح کفارہ بھی کسی غلطی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

۱۷۔ **اَلْقُرُبَةُ : اَلْخَاصِرَة۔(۵۷)**

ترجمہ: قربہ کے معنی ہیں ''پہلو''۔''ساتھ''

عربی کا مقولہ ہے: **من لدُنِ الشاكِلَةِ الٰی مَرَاق البطن۔(۵۸)**

ترجمہ: یعنی اتنا نرم ہونا کہ وہی (مصاحب کی) شکل اختیار کر لینا بلکہ پیٹ میں گھس جانا۔

السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

القُرْبُ : القِيامُ بالطاعات، والقرب المصطلح : هوقرب العبدمن اللّٰه تعالٰی بکل ماتعطيه السعادة لاقرب الحق من العبد فانه من حيث الدلالة: وهومعكم أين ماكنتم (الحديد. ۴) قربٌ عامٌ سواءٌ كانَ العبدُ سعيداً أوشقيّاً۔(۵۹)

ترجمہ: یعنی قرب کے لغوی معنی ہیں فرمانبرداری کے ساتھ کھڑے رہنا اور اصطلاحاً بندے کا اللہ سے قریب ہونا ہر اُس عمل کے ساتھ جس ے اُسے سعادت مندی عطا کی جائے کہ اللہ خود بندے سے قریب ہے جس کی طرف اِس آیت میں اِشارہ ہے۔''اور وہ

(اللہ) تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو"۔ اللہ کا بندے سے یہ قرب عام ہے بندہ چاہے نیک ہو یا بد!!

کفارے میں بھی اطاعت وقرب خداوندی کا مفہوم پایا جاتا ہے اور کفارہ بھی عام "نیک و بد یا امیر وفقیر سب کو یکساں لاحق ہوتا ہے۔

۱۸۔ اَلْهَدِيَّة : ماأَتُحفُتُ بِهٖ۔(٦٠)

ترجمہ: یعنی ہدیہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی کا استقبال، آؤ بھگت یا اعزاز واکرام کیا جائے۔

قرآن میں ہے:

وَاِنِّی مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ۔(٦١)

ترجمہ: اور میں نے اُن کی طرف ہدیہ/تحفہ بھیجا ہے۔

جبکہ السید الشریف الجرجانی لکھتے ہیں:

الهَدْیُ : هُوَ ماینقل للذبح من النعم اِلی الحرام۔(٦٢)

ترجمہ: یعنی ھدی وہ چوپایہ جسے ذبح کے لیے حرم شریف کی طرف روانہ کیا جائے۔

گویا جانور کی خرید پر مال خرچ کیا جاتا ہے اور ذبح میں قربانی ہے جو کفارے میں بھی موجود ہے کہ کفارہ مال کا بھی ہوتا ہے اور جان کا بھی !!

کفارے کا آغاز:

زندگی میں اور موت کے بعد حرکت وعمل کی اہمیت مسلم ہے۔ حرکت وعمل ہی کی بنیاد پر زندگی جنت یا جھنم بنتی ہے۔ حرکت وعمل کے بغیر زندگی ایسے ہی ہے جیسے بنیادوں کے بغیر گھر کی عمارت !! کفارہ بھی ایک نیک عمل ہے۔ جو برائی یا گناہ کے ردعمل کے طور پر وجود میں آتا ہے اور بُرے اعمال وغلطیوں کے اثرات بد کو دور کرتا ہے

اور کسی اچھے عمل کے ثمرات، کشف و کرامات، عبادات و ریاضات میں اخلاص، پاکیزگی، طہارت اور روحانی مہارت عطا کرتا ہے جبکہ دفع غم ومضرات اور دفع آفات و بلیات میں بھی اکسیر ہے۔

کفارے کا آغاز کب ہوا؟ اس بارے میں کوئی پختہ معلومات نہیں ہیں۔ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ کفارے کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود حضرت انسان کی !! چنانچہ انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کے نہاں خانۂ دِل میں جو سب سے پہلا احساس جاگا وہ یہی تھا کہ غلطی، خطا، لغزش اور گناہ کا ازالہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا الہامِ الٰہی نے راہنمائی کی کہ کفارہ (عمل کے بدلے عمل کرو) ادا کرو!! پس آدم علیہ السلام نے ''دانہ گندم'' کھانے کی لغزش کا کفارہ، جنت سے خروج کے ذریعے ادا کیا۔ علم ومعرفت کا کفارہ ''لباس پہن کر'' ادا کیا۔ حوا سے نکاح کا کفارہ نبی علیہ السلام پر درود پڑھ کر ادا کیا۔ قابیل نے قتلِ ہابیل کا کفارہ توبہ وندامت سے ادا کیا۔ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ سے دوستی کا کفارہ ذبح اسمٰعیل علیہ السلام سے کیا۔ یونس علیہ السلام نے قوم کو تنہا چھوڑنے کا کفارہ دریا بُرد ہوکر ادا کیا۔ زکریا علیہ السلام نے مشکل میں اللہ کی بجائے درخت کو پکارنے کا کفارہ سر آرے سے چِروا کر ادا کیا۔ یحیٰی علیہ السلام نے اللہ سے محبت کا کفارہ بھرے مجمع میں سر قلم کروا کے ادا کیا اور سید عالم ﷺ نے اعلانِ رسالت کا کفارہ ہجرتِ مدینہ سے ادا کیا۔ ختم نبوت کا کفارہ شعب ابی طالب میں محصور رہ کر ادا کیا۔ اُمت کی ہدایت کا کفارہ طائف میں پتھر کھا کر ادا کیا۔ اسلامی امارت کا کفارہ احد میں دندانِ مبارک کی شہادت سے ادا کیا۔ محمد ﷺ سے اپنی دوستی کا کفارہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ نے جھوٹے مدعیان نبوت سے جہاد کے ذریعے ادا کیا۔ دین مصطفیٰ کی عظمت کا کفارہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی عدالت وشہادت سے ادا کیا۔ شہر مدینہ سے محبت کا کفارہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے ادا کیا۔ اتحادِ اُمت کا

کفارہ سیدنا علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے ادا کیا۔ یہ انبیاء و صالحین کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے عظیم کارناموں اور اچھے اعمال کا کفارہ بھی بطور شکر ادا کرتے رہتے ہیں ورنہ! آج بھی ہماری ذلت و پسپائی کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے بُرے اعمال کا کفارہ نیک اعمال کی انجام دہی سے ادا کردیں تو ہماری عظمت کا تاج ہمیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔

یاد رہے کہ !! انبیاء کرام علیھم السلام کی طرف منسوب کیے گئے کفارے کو " **فان حسنات الابرار سَیّات المقربین**" کے تناظر میں ہی پڑھا اور سمجھا جائے۔

کفارے کی اہمیت !!

کفارے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ غلطی و گناہ سرزد ہوجانے کے بعد اُس غلطی و گناہ کے ازالے اور معافی کا احساس پیدا کر کے مغفرت و بخشش کی امید جگاتا ہے۔ کفارے کا یہی وہ تصور ہے جو ہر گنہگار انسان کو ایک انجانی خوشی سے سرشار کر کے جینے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا نبی اللہ! (اے اللہ کے نبی!) بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اللہ کے ہاں عزت و کرامت والے تھے۔ کہ جب بھی ان میں سے کوئی شخص گناہ کرتا تو صبح کے وقت اس کے دروازے کی چوکھٹ پر اس کے گناہ کا کفارہ لکھا ہوتا تھا۔ مثلاً **أجدع أذنک، أجدع أنفک، افعل**! یعنی کان کاٹو، اپنے ناک کاٹو، یہ کرو، وہ کرو وغیرہ۔

نبی ﷺ یہ سن کر خاموش رہے تو مندرجہ ذیل آیات کا نزول ہوا:

وسارعو الیٰ مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اُعدّت للمتقین ○ الّذین یُنفِقون فی السّراءِ وَالضرّاءِ والکاظمین الغیظ والعافین عنِ النّاسِ وَاللّٰهُ

یحبّ المحسنین o وَالّـذینَ اِذا فَعَلوُا فاحِشَۃً اَوُ ظَلَموا
انـفسهـم ذکـر و اللّٰـه فـاستـغـفـرو لِـذنـوبهـم ومَـنُ
یـغـفـرالـذنـوب الاّ الـلّٰـه ولـم یصرّ واعلی مافعلوا وهم
یعلمون o (۶۳)

ترجمہ: اور دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اُس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ خوشحالی اور تنگ دستی میں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن نیکوں کاروں سے محبت کرتا ہے اور جب یہ لوگ کوئی بُرا کام یا گناہ کرلیتے ہیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرتے اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون گناہوں کا بخشنے والا ہے اور وہ لوگ علم کے باوجود کسی بُرے کام پر اڑتے نہیں ہیں۔

تو نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

”اَلا أخبر کم بخیر من ذالک فقراء هٰؤُ لاءِ الآیات“

ترجمہ: یعنی کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، پھر آپ نے یہی آیات تلاوت کیں۔ (۶۴)

حضرت ابو وائل سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں:

جب بنی اسرائیل میں سے کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو صبح کے وقت اس کے گناہ کا کفارہ اس کے دروازے پر لکھا ہوا ہوتا تھا۔ جب ان کے جسم یا کپڑے کے کسی حصے پر پیشاب لگ جاتا تھا تو قینچی سے کاٹ دیا جاتا تھا۔ تو ایک آدمی بولا: تب تو بنی اسرائیل کے لوگ بہت اچھے ہوئے!! حضرت عبداللہ نے اُسے جواب دیا: اللہ

نے جو کچھ تمہیں دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو کچھ انہیں دیا ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے پانی کو پاک کرنے والا بنایا ہے۔ پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی آیت :١٣٥ پڑھ کر سنائی۔(٦٥)

ابنِ زید کا قول ہے:

"لاتحمل علینا ذنباً لَیسَ فیه توبةً و لا کفارةً"

ترجمہ: (اے اللہ!) ہمیں ایسے گناہ میں مبتلا نہ کر جس میں نہ توبہ ہو اور نہ ہی کفارہ۔(٦٦)

اگر توبہ اور کفارہ نہ ہوتا تو انسان اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دب کے مرجاتا۔ یہ توبہ اور کفارہ ہی ہے جو خطاؤں کے بوجھ سے نکال کر انسان کو زمین کے دوش پر چلنے پھرنے کی ہمت وحوصلہ عطا کرتا ہے۔

کفارے کا سبب!

انسان خطا کا پُتلا ہے۔ قدم قدم پر اس سے گناہ سرزد ہوتے ہیں مگر اللہ کریم نے انسان کی خطاؤں کی معافی کو ایک خود کار نظام سے منسلک کردیا ہے۔ وہ نظام یہ ہے کہ ایک قدم پر انسان گناہ کرتا ہے تو اگلے ہی قدم پر اگر اس نے نیک کام کرلیا تو یہ نیکی اس کی بدی کی گندگی کو صاف کر کے کالعدم بنادے گی۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

" وَاَقِمِ الصَّلٰوۃ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ط اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡھِبۡنَ السَّیِّئٰتِ ذَالِک ذِکۡرٰی للذّاکِرِیۡنَ"۔(٦٧)

ترجمہ: دن کے دونوں سروں میں نماز پڑھا کر اور رات کے ساعتوں میں بھی، بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کے لیے۔

چنانچہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور بتایا کہ: میں نے مدینہ کے نواح میں ایک خاتون کے ساتھ جماع کے علاوہ سب کچھ کیا ہے۔ میں حاضر ہوں میرے متعلق سزا کا جو چاہیں فیصلہ فرمائیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی ، کاش کہ تو خود بھی اپنی پردہ پوشی کرتا۔ نبی ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا: وہ شخص اُٹھ کر چل دیا۔ نبی ﷺ نے اُسے بلایا۔ جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اُسے یہی آیت پڑھ کر سُنائی ۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”هذاله يارسول الله خاصّةً؟ قال: بل للنّاس كافّةً“

ترجمہ: یارسول اللہ! یہ بات صرف اسی آدمی کے لیے خاص ہے؟ فرمایا: یہ تمام لوگوں کے لیے ہے۔(٦٨)

جو گناہ بندے کی ذات تک محدود ہوتے ہیں وہ وضو کرنے، مسجد کی طرف آنے، نماز پڑھنے اور دیگر نیک کام کرنے سے خود بخود مٹتے رہتے ہیں لیکن جو گناہ ایسے ہوں کہ اُن کے اثرات معاشرے پر، سماج پر یا دوسرے لوگوں اور ماحول پر پڑتے ہوں ان پر کفارہ واجب ہوتا ہے۔ گویا کبیرہ گناہوں پر کفارہ ہوتا ہے۔

چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بابن الھمام الحنفی (متوفی ٨٦١ھ) لکھتے ہیں:

”وسبب صوم الكفارات أسبابها من الحنث والقتل“(٦٩)

ترجمہ: اور کفارے کے روزوں کا سبب قسم توڑنا اور قتل خطاء ہے۔

قسم، قتل، ظہار اور رمضان میں اپنی بیوی سے جماع جیسے بڑے جرائم پر کفارہ اس لئے واجب ہوتا ہے کہ نفس انسانی کا احساس جاگے، ضمیر زندہ ہو، اُسے ندامت و

شرمندگی ہو اور وہ توبہ پر آمادہ ہو جائے اور بار بار وہی گناہ یا جرم انجام دے کر ازلی بدبخت نہ بن جائے۔

چنانچہ علامہ شیخ نظام لکھتے ہیں:

"اِذا کان فیؤہ بالقول: فقال فئتُ الیھالایقع علیھا بمضی المدّۃ أمّا الیمین اِذا کانت مطلقۃ فھی علی حالھا اِذا وطئھا لزمتہ الکفارۃ"(۷۰)

ترجمہ: جب کوئی شخص قولاً اپنی بیوی سے رجوع کرے اور کہے: میں نے اپنی بیوی سے رجوع کیا اور مدتِ ایلاء گزرتے ہی جماع نہ کیا تو قسم اگر مطلق تھی تو (رجوع قولی کے باوجود) وہ اپنے حال پر قائم رہی لہٰذا جب بھی وطی کرے گا کفارہ واجب ہوگا۔

اِسی طرح اگر کسی نے قسم کھائی اور توڑ دی تو کفارہ واجب ہوگا۔

چنانچہ علامہ شیخ نظام لکھتے ہیں:

"ولوقال وَاللّٰہ لا أقربک حتی یأذن لی فلان أوحتی یقدم فلان لم یکن مولیا و یکون یمینا حتی لو قربھا بعد ذالک لزمتہ الکفارۃ"(۷۱)

ترجمہ: اور اگر کسی شخص نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: میں تیرے قریب نہیں آؤں گا جب تک کہ فلاں آدمی اِجازت نہ دے یا جب تک کہ فلاں آدمی نہ آجائے۔ تو ایلاء منعقد نہیں ہوگا اور (وہ جو قسم اُس نے کھائی ہے) وہ باقی رہے گی۔ لہٰذا اس کے بعد جب وہ بیوی سے مقاربت کرے گا۔ اُس پر کفارہ لازم ہوجائے گا۔

گویا قسم توڑنا، ظہار کرنا، قتل خطا ہوجانا، رمضان المبارک میں جماع کرنا

وغیرہ اسبابِ کفارہ ہیں مگر بعض دفعہ سبب بھی پایا جاتا ہے مگر کفارہ لازم نہیں آتا جیسے:
امام شیخ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن النجیم المصری الحنفی (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''واِن کان المضطر فهو مضمون بالقصاص أو الدیت والكفارة. فان امتنع صاحب المآء من ذالک وهو غیر محتاج الیه العطش و هناک مضطر الیه للعطش کان له أخذه منه قهراً وله أن یقاتله، فان قتل احدهما صاحبه، اِن کان المقتول صاحب المآء فدمه هدرٌ ولا قصاص فیه ولادیة ولا کفارة''(۷۲)

ترجمہ: اور اگر کوئی شخص اضطراری کیفیت میں ہو تو وہ قصاص یا دیت اور کفارہ سے محفوظ ہوتا ہے۔ (مثلاً) اگر کسی شخص کے پاس پانی ہے اور فی الحال اُسے پیاس بھی نہیں لگی ہے اور وہیں ایک دوسرا شخص ہے جو پیاس کی وجہ سے پریشان ہے تو پانی والے سے جبراً پانی لیا جائے گا اور اس کے لیے لڑائی بھی کی جائے گی۔ تو اگر دونوں میں سے کسی ایک نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا اور وہ مقتول پانی والا ہے تو اس کا خون رائیگاں چلا گیا۔ نہ قصاص اور نہ دیت اور نہ ہی اس کے لیے کوئی کفارہ ہوگا۔

یہاں کفارے کا سبب ''قتل ہونا'' پایا گیا مگر ''اضطرار'' نے اس سبب کو باطل کر کے کفارہ دور کر دیا۔

امام ابن حجر عسقلانی ''العین حقٌّ'' کے تحت امام نووی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وقال النّوَوِی فی الرَّوضَةِ: ولادیة فیه ولا

کفارہ"(۷۳)

ترجمہ: اور امام نووی روضہ میں فرماتے ہیں کہ (اگر نگاہ/نظر سے کوئی قتل کرڈالے) تو نہ اس پر دیت ہے اور نہ کفارہ!!

یعنی "قتل ہونا" سبب ہے کفارے کا مگر یہاں سبب کے باوجود کفارہ نہیں ہے تو وجہ یہ ہے کہ عام قاعدہ و قانون کے تحت تو قتل خطا میں کفارہ ہے مگر مخصوص احوال پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔

کفارے کا حکم:

اپنے حکم کے اعتبار سے کفارہ واجب ہے۔

چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بابن الھمام الحنفی (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

"أنّ صوم الكفارات واجب"(۷۴)

ترجمہ: کفارے کے روزے رکھنا واجب ہیں۔

کفارے کے روزے رکھنا اس لیے واجب ہیں کہ کفارے کا مقصد احساس بیدار کرنا، ضمیر کو زندہ کرنا، ندامت پیدا کر کے نفس کو توبہ پر آمادہ کرنا ہے تا کہ معاشرہ گناہ سے پاک ہو سکے!! مگر بعض لوگوں، بالخصوص اُمرا کے لیے غلام آزاد کرنا، کھانا کھلانا یا کپڑے صدقہ کرنا ذرا مشکل نہیں ہے۔

چنانچہ ابن سلمہ کہتے ہیں:

علی بن عیسیٰ بن ھامان "بلخ" کے امیر تھے۔ اُن پر قسم کا کفارہ واجب تھا۔ انہوں نے علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہیں روزہ رکھنے کا فتویٰ دیا گیا۔ اسی طرح امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید

''یحییٰ بن یحییٰ'' نے مغربی ممالک (افریقہ و الجزائر وغیرہ) کے بادشاہوں کو کفارے میں لازمی طور پر روزے رکھنے کا فتویٰ دیا تھا۔ چونکہ کفارہ جُرم کا بدلہ ہے۔ مشقت ہے۔ اس کا پتا چلنا چاہیے جبکہ غلام آزاد کرنا، کھانا کھلانا اور کپڑے صدقہ کرنا اُن کے لیے مشکل نہیں ہے!!(۷۵)

جو شخص اپنی زندگی میں کفارہ ادا نہ کرسکے یا اُسے اندیشہ ہو کہ وہ ادا نہیں کرپائے گا تو اسے وصیت کرجانا چاہیے۔ چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''ومن اَوصیٰ بو صایامن حقوق اللّٰہ تعالیٰ قدمت الفرائض منہا، قدمہا الموصی أوأخّر ھا مثل الحج والزکاۃ والکفارات''(۷٦)

ترجمہ: اور جس شخص کو حقوق اللہ کی ادائیگی کی وصیت کی گئی ہو اُسے (ادائیگی کے وقت) فرائض کو مقدم رکھنا چاہیے۔ وصیت کرنے والے نے فرائض کو مقدم رکھا ہو یا مؤخر۔ مثلاً حج۔ زکاۃ اور کفارات وغیرہ۔

کفارہ کی اَقسام (باعتبار جنس):

جنس کے اعتبار سے کفارے کی پانچ اَقسام ہیں جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

ا۔ کفارۂ یمین:

i) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(ii) دس مسکینوں کو کپڑے پہنانا

(iii) غلام آزاد کرنا

(iv) (مندرجہ بالا اُمور کی قدرت نہ ہوتو) تین روزے رکھنا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

"لا یواخذکم اللّٰہُ باللّغوِ فِی اَیْمانِکم ولٰکِنْ یُّوَاخِذُکُمْ بما عَقّدْتُّمُ الاَیمانَ فکفَّارتُہٗ اِطعامُ عَشَرۃ مسٰکینَ مِنْ اَوسَطِ مَا تُطعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحرِیْرُ رَقَبَۃٍ ط فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصیَامُ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ذالک کفارۃ اَیْمانِکُم اِذا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُو اَیْمَانَکُمْ ط کَذالک یُبیّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ" ٥ (۷۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں فرماتا لیکن اُن قسموں پر مواخذہ فرماتا ہے جنہیں تم مضبوط کرلو۔ اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے۔ اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام/لونڈی آزاد کرنا ہے اور جو ان اُمور کی قدرت نہ رکھتا ہوتو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو! اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے اُحکام بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو!!

یاد رہے کہ کفارے میں بنیادی حکم قسم کے متعلق آیا ہے لہٰذا فی الفور ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

۲۔ کفارۂ قتل خطاء:

(i) غلام آزاد کرنا۔

(ii) دیت ادا کرنا۔

(iii) (مندرجہ بالا امور پر قادر نہ ہوتو) دو ماہ مسلسل روزے رکھنا۔

چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

''وَمَا كَانَ لِمُؤمِنٍ أَنْ يُّقْتُلَ مُؤْمِناً اِلاّ خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْ مِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوا ط فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَينَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى أهلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ط فَمَنْ لَّمْ يجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَليماً حَكِيْماً o'' (۷۸)

ترجمہ: کسی مؤمن کو دوسرے مؤمن کا قتل کرنا جائز نہیں مگر غلطی سے ہوجائے (تو اور بات ہے) جو شخص کسی مسلمان کو بغیر ارادے کے مار ڈالے، اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا اور مقتول کے ورثا کو دیت ادا کرنا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کردیں اور اگر مقتول تمہاری دشمن قوم کا ہو اور ہو مسلمان، تو صرف ایک مؤمن غلام آزاد کرنا لازم ہے اور اگر مقتول اُس قوم سے ہے کہ تم میں اور ان میں کوئی معاہدہ ہے تو دیت لازم ہے جو اُس کے کنبے والوں کو پہنچائی جائے اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا بھی ضروری ہے۔ پس جو نہ پائے اُس کے ذمے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بخشوانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ بخوبی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

یاد رہے کہ غلام آزاد کرنا بطور کفارۂ و استغفار ہے جبکہ دیت بطور حق العباد کے ہے جو کہ سو اونٹ ہے۔

۳۔کفارۃ الجماع فی رمضان:

i) ایک مؤمن غلام آزاد کرنا

ii) دو ماہ مسلسل روزے رکھنا

iii) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

اسی ترتیب کے ساتھ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو بطور کفارہ ادا کرنا ہے۔ عاجز اور قدرت نہ رکھنے والا ہی ایک کفارے سے دوسرے کی طرف منتقل ہوسکتا ہے۔اس ترتیب کی حجت یہ حدیث ہے:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه أنه قال: ''بینما نحن جلوس عندالنبی ﷺ اِذجآءہٗ رجل فقال: یارسول اللّٰه هلکت، قال: ''مالک؟'' قال: وقعتُ علی اِمرأتی وأنا صائِمٌ، فقال ﷺ: ''تجد رقبة تعتقها؟'' قال: لا، قال: ''فهل تستطیع ا.ن تصوم شهرین متتابعین؟'' قال: لا، فقال: فهل تجد اطعام ستین مسکیناً؟'' قال: لا، قال: فمکث النبی ﷺ نبینما نحن علی ذالک أتی النبی ﷺ بعرق فیه تمر. والعرق المکتل فقال: ''أین السائل؟'' فقال: أنا، فقال: ''خذه فتصدق به''۔(۷۹)

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: ہم نبی ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران ایک شخص آیا

اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میں نے روزے کی حالت میں بیوی سے جماع کرلیا ہے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس کوئی غلام ہے کہ تو اُسے آزاد کرے؟ اُس نے کہا: نہیں، فرمایا: کیا تو دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں، راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کچھ دیر ٹھہرے تو ہم ابھی وہیں موجود تھے کہ ایک شخص کھجوروں کا ٹوکرا لے کر آیا اور کھجوروں کا ٹوکرا ناپا تولا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: سائل کہاں ہے؟ تو اس نے کہا: میں ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لے لو اور صدقہ کرو۔

۴۔ کفارۂ ظہار:

i) ایک غلام آزاد کرنا

ii) تواتر سے دو ماہ روزے رکھنا

iii) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

چنانچہ ارشادِ باری ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فتحرِيرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَآ سَّا ط ذَالِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ. وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيرٌ ٥ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَينِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتمآ سَّا ط فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِع فاِطْعَامُ

سِتّینَ مِسۡکِیناً ط ذَالِکَ لِتُؤۡمِنُوا باللّٰه وَ رَسُولِهٖ وَتِلۡکَ حُدودُ اللّٰهِ ط ولِلۡکَافِرِیۡنَ عذابٌ اَلِیۡمٌ o (۸۰)

ترجمہ: جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر لیں پھر اپنی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو ان کے ذمہ آپس میں ملاقات سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے ذریعے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اَعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگا تار روزے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ ملاقات کریں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۵۔ کفارۂ اِفطار فی رمضان:

رمضان المبارک میں جانتے بوجھتے جب کوئی شخص بالکل روزہ نہ رکھے بغیر کسی شرعی عذر کے تو اُس نے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کیا (یعنی مرض، سفر اور حیض وغیرہ کے عذر) اور ایک بنیادی اسلامی رکن کی بے حرمتی کی ہے:

چنانچہ صدائے طیبہ ہے:

مَنۡ أَفۡطَرَیَوۡمًا من رمضانَ مِن غیر رخصة لم یجزّہ صیام الدھر۔(۸۱)

ترجمہ: جس نے بغیر شرعی عذر (سفر، بیماری، حیض وغیرہ) کے رمضان المبارک میں ایک دن کا روزہ نہ رکھا تو (اُسکے بدلے میں) ساری عمر بھی روزے رکھے گا تو اُس روزے کے برابر ثواب نہیں ملے گا۔

ایسے شخص پر کفارہ تو نہیں ہے البتہ اُسے توبۃ النصوح، قضاء، اَعمالِ خیر و نوافل کی کثرت ضرور رکھنی چاہیے تاکہ اللہ کریم اُس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے۔ البتہ اس بات پر فقہا کا اِجماع ہے کہ اگر کسی نے رمضان کا روزہ رکھ کر بغیر کسی عذر کے توڑ دیا تو اُس پر کفارہ ہے۔ ہر دن کے بدلے ایک کفارہ:

i) غلام آزاد کرنا ii) دو ماہ کے روزے رکھنا

iii) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

کفارہ کی اَقسام (باعتبار ادائیگی):

ا۔ کفارہ بالطعام (کھانا کھلا کر کفارہ ادا کرنا):

قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے۔ ایک مسکین کو کتنا کھانا دیا جائے؟ اس کی مقدار کے تعین میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ:

اِن أطعم من الحنطة فنصف صاع و اِن أطعم من غیرها فصاعٌ۔(۸۲)

ترجمہ: اگر گندم سے کھانا کھلایا جائے تو نصف صاع ہونا چاہیے اور اگر گندم کے علاوہ کسی اور چیز سے ادا کیا تو پھر ایک صاع ہوگا۔

نوٹ: یاد رہے کہ ''صاع'' کا وزن دو کلو ۳۵ گرام ہے جبکہ نصف صاع کا وزن 1215 گرام ہے۔

۲۔ کفارہ بالکسوۃ (بطور کفارہ مساکین کو کپڑے پہنانا):

مساکین کو کپڑے پہنا کر بھی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے مگر کتنا کپڑا ایک مسکین کو دیں تو کفارہ ادا ہوگا۔ اس مقدار کے تعین میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ شیخین کا

مذہب یہ ہے:

عن أبی حنیفة و أبی یوسف رحمهما اللّٰه أن أدناه مایسّر عامة بدنه حتی لایجوز السراویل۔(۸۳)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک کپڑے کی کم سے کم اتنی مقدار جو اُس کے بدن کے زیادہ تر حصے کو ڈھانپ لے یہاں تک کہ صرف پائجامہ کفارے میں دینا جائز نہیں ہوگا۔

گویاں قمیص، جبہ، چادر، قبا یا ازار مرد کے لیے اور عورت کے لیے ساتھ دوپٹہ بھی ہونا چاہیے۔ ورنہ وہ سراویل (پائجامہ) ہی ہوگا۔ جس کے ذریعے کفارہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ کفارہ بالعتاق (غلام آزاد کرنا بطور کفارہ):

آئمہ ثلاثہ کے نزدیک تمام کفاروں میں مؤمن غلام آزاد کرنا واجب ہے جبکہ امام ابوحنیفہ اور امام ثوری رحمہما اللہ کا مؤقف یہ ہے:

وأجاز أبوحنیفه و الثوری اعتاق الرقبة الکافرة فی جمیع الکفارة اِلاّ کفارة القتل فان اللّٰه قید الرقبة بالایمان فی کفارة القتل۔(۸۴)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ اور امام ثوری رحمہما اللہ نے تمام کفاروں میں کافر غلام آزاد کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ سوائے کفارہ قتل کے کہ اُس میں اللہ نے غلام کے مؤمن ہونے کی قید لگادی ہے۔ (اگرچہ مؤمن غلام بھی آزاد کرنا جائز ہے)

مرتد غلام کو کفارے میں آزاد کرنے کے عدم جواز پر فقہاء کا اجماع ہے۔

چنانچہ امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی اشہیر بالخازن (متوفی ۷۲۵ھ) لکھتے ہیں:

ولا یجوز اِعتاق المرتدفی الکفارات بالاجماع۔(۸۵)

ترجمہ: اِس پر اجماع ہے کہ مرتد غلام کو کسی بھی کفارے میں آزاد کرنا جائز نہیں ہے۔

اُحناف کے ہاں غلام کا ہر عیب سے پاک وصحیح سالم ہونا واجب ہے۔ ہاتھ یا کن کٹا غلام آزاد کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۴۔ کفارہ بالصوم (روزے رکھ کر کفارہ ادا کرنا):

ہر قسم کے کفارے میں ترتیب کے ساتھ کفارہ واجب ہے۔ جب کوئی شخص مالی کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہوتو اسے روزے کے ذریعے کفارہ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے:

یجوز لهُ الصیام اِذا لم یکن عنده من المال ماتجب فیه الزکاة۔(۸۶)

ترجمہ: اُس شخص کے لیے روزے سے کفارہ ادا کرنا جائز ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے۔

شیخ اکبر محی الدین محمد بن العربی الطائی الحاتمی الأندلسی (متوفی ۱۲۴۰ م) کہتے ہیں:

وفائدة هذا أن الرجل اِذا وجبت علیه کفارة و ملک دار وخادماباعهما فی الکفارة ولم یجزله الصیام، لأنه قادر علی الرقبة والملوک لایکفرون بالصیام، ولایوصفون بالعجز عن الاعتاق۔(۸۷)

ترجمہ: اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور ایک گھر

اور خادم اس کی ملکیت مں ہو تو (کفارے میں) اُس کے لیے
روزے رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ غلام آزاد کرنے پر قادر ہے
اور بادشاہوں کو روزے کے ذریعے کفارہ ادا نہیں کرنے دیا جائے
گا اور نہ ہی انہیں غلام آزاد کرنے سے عاجز تسلیم کیا جائے گا۔

کفارے کے مستحقین!!

کفارے کے وہی لوگ مستحق ہیں جو زکاۃ کے مستحق ہیں۔ مسلم، آزاد اور محتاج کو کفارہ دینا واجب ہے۔ ذمی، غلام اور امیر آدمی کو کفارہ دیا تو ادا نہیں ہوگا۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک (ذمی) کو بھی کفارہ دیا جاسکتا ہے۔ البتہ زکاۃ ذمی کو بھی نہیں دی جاسکتی اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔(۸۸)

کفارہ کی قیمت!!

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا کفارہ کی ادائیگی میں اشیاء مثلاً غلام، کھانا اور کپڑوں کی جگہ اُن کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی المعروف بابن الھمام الحنفی (متوفی ۸٦۱ھ) لکھتے ہیں:

ویجوز دفع القیمة فی الزکاة عندنا و کذافی الکفارات و صدقة الفطر و العشر و النذر.

آپ مزید لکھتے ہیں:

اداءُ القیمة مکان المنصوص علیه فی الزکات والصدقات والعشور والکفارات جائز.۔(۸۹)

ترجمہ: ہمارے نزدیک (اَحناف کے ہاں) زکاۃ میں اشیاء کی قیمت ادا کرنا جائز ہے اور اسی طرح کفاروں، صدقۂ فطر، عُشر اور نذر کے

کفارے میں بھی اشیاء کی جگہ اُن کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے۔

مزید: زکاۃ وصدقات، عشر اور کفاروں میں منصوص اشیاء کی جگہ اُن کی قیمت ادا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ امام زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن النجیم المصری الحنفی (متوفی ۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

وكذا من وجبت عليه الكفارة وهو معدوم فبذل له انسان المالُ۔(۹۰)

ترجمہ: اسی طرح جس پر کفارہ واجب ہو اور (مطلوبہ کفارہ) معدوم ہو تو اس کے لیے انسان مال خرچ کرے (قیمت ادا کرے)

اُحناف کے ہاں دانے، آٹا، روٹی اور مسکین کو رات یا صبح کا کھانا کھلانے سے بھی کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔

کفارہ میں نیت کی اہمیت!!

عبادات اور اُعمال و کردار کی قبولیت و تاثیر میں نیت کی اہمیت مسلمہ ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

اِنّما الأَعُمالُ بِالنِيّات۔(۹۱)

ترجمہ: اُعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

امام احمد بن علی بن العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

واستدل به على أن العمل اِذا كان مضافاً اِلٰى سببٍ و يجمع متعدده جنس أن نية الجنس تكفى. كمن اعتق عن كفارة ولم يعين كونها عن ظهار أوغيره. لأن معنى الحديث: أن الأعمال بنياتها، والعمل هُنا القيام بالذى يخرج عن الكفارة الاّزمة وهو غير محوج اِلٰى تعين

سبب، وعلیٰ هذا لو كانت عليه كفارة وشكَّ في سببها اجزأه اِخراجها بغير تعيين۔(۹۲)

ترجمہ: اور علماء نے اِس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب کوئی عمل کسی سبب کی طرف مضاف ہو اور عمل کی کئی اجناس جمع ہو جائیں (یعنی کفارۂ قسم، کفارہ قتل، اور کفارۂ افطار وغیرہ) تو کفارے کی ادائیگی کے لیے کسی ایک جنس کی نیت کرنا کافی ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص بطور کفارہ غلام آزاد کرے اور اس بات کا تعین نہ کرے کہ کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کیا ہے یا کسی اور کفارے میں!! کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اَعمال کا دارومدار اُن کی نیت پر ہے اور یہاں جو (غلام آزاد کرنے کا) عمل ہے وہ کفارۂ لازمہ سے سبکدوش ہونے کے لیے ہے۔ جو تعین سبب کا محتاج نہیں ہے۔ اسی لیے اگر کسی پر کفارہ واجب ہے اور اُس کے سبب میں شک ہے تو بغیر تعین سبب کے ہی ادائیگی کافی ہے۔

چنانچہ علامہ شیخ نظام لکھتے ہیں:

ولو نوىٰ الصّوم عن كفارة الظهار والقتل أو عن قضاء رمضان وعن كفارة القتل يقع عن القتل بالا تفاق. كذافي محيط السرخسي، ولو نوىٰ عن كفارة وتطوع جاز عن الواجب استحساناً كذافي الذخيرة۔(۹۳)

ترجمہ: اگر کسی شخص نے روزہ کی نیت بطور کفارۂ ظہار اور کفارۂ قتل کے کی یا قضاء رمضان اور کفارۂ قتل کی نیت کی تو بالاتفاق یہ روزہ کفارہ قتل کی طرف سے ہوگا۔ جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر اُس نے

کفارہ واجب اور نفلی ہونے کی نیت کی تو استحساناً واجب کی ادائیگی کے لیے جائز ہوگا جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔

کفارے میں اختیار اور ترتیب وتتابع !!

جن اَعمال کی انجام دہی پر کفارہ لازم ہوتا ہے اُن کے کفارے کی ادائیگی میں مکفر کو اختیار ہے کہ متعین کفارے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما، قال: لمانزلت آیة الکفارات قال حذیفة: یارسول اللّٰہ نحن بالخیار؟ فقال رسول اللّٰہ ﷺ: أنت بالخیار اِن شئت اعتقت، اِن شئت کسوت و اِن شئت أطعمت فمن لم یجد فصیام ثلثة أیّام متتابعات۔(۹۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: جب آیت کفارہ نازل ہوئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ: کیا ہمیں کفارہ کی ادائیگی میں اختیار ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو غلام آزاد کرو، اگر چاہو تو مساکین کو کپڑے پہناؤ اور اگر چاہو تو کھانا کھلاؤ تو جو شخص اِن میں سے کسی بھی شئی کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ تین دن کے تواتر کے ساتھ روزے رکھے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوگیا کہ متعین کفارے میں سے کسی ایک کی ادائیگی میں مکفر کو اختیار ہے مگر بغیر شرعی عذر کے ترتیب میں فرق نہ آئے کیونکہ کفارہ میں اختیار کے باوجود بعض دفعہ ترتیب واجب ہوتی ہے اور کفارے میں ترتیب کے لازم ہونے کی

حجت حدیث ابو ہریرہ ہے جو ''کفارۃ الجماع فی رمضان'' کے تحت ابھی گذری ہے۔
چنانچہ امام محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الیمنی (متوفی ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

الاِجماع علی أن الکفارۃ فی الظھار واجبۃ علی الترتیب، یعنی فیہ دلیل علی أنہ یجزی من لم یجد رقبۃ ولم یقدر علی الصیام لعلّۃ أن یطعم ستین مسکیناً۔(۹۵)

ترجمہ: اِس بات پر اجماع ہے کہ کفارۂ ظھار میں ترتیب واجب ہے۔یعنی اس میں دلیل ہے کہ جو غلام آزاد کرنے اور روزے رکھنے پر قادر نہ ہو کسی وجہ سے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

ترتیب وجوبی کے لحاظ سے ظہار، قتل خطاء اور افطار رمضان میں راجح قول کے مطابق (أغلظ الکفارہ) یعنی سب سے بھاری کفارہ، غلام آزاد کرنا ہے۔ کفارۂ یمین میں اِطعام وعتق میں اختیار ہے اور روزے صرف عاجز پر ہی ہوں گے اور ان روزوں کے رکھنے میں بھی تتابع وتسلسل ضروری ہے۔
چنانچہ علامہ شیخ نظام لکھتے ہیں:

أعلم أن الصیامات الازمۃ فرضاً ثلاثۃ عشر، سبعۃ منھا یجب فیھا التتابع وھی رمضان و کفارۃ القتل و کفارۃ الظھار و کفارۃ الیمین و کفارۃ الافطار فی رمضان والنذر المعین، وصوم المعین. وستۃ لایجب فیھا التتابع وھی قضاء رمضان و صوم المتعۃ وصوم کفارۃ الحلق و صوم جزاء الصید و صوم النذر المطلق و صوم الیمین بأن قال: واللّٰہ لأصومَنّ شھراً۔(۹۶)

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ فرض و لازم روزے تیرہ قسم کے ہیں۔ جن میں سات قسم کے روزوں میں تتابع وتواتر واجب ہے اور وہ رمضان، کفارۂ قتل، کفارۂ ظہار، کفارہ یمین، کفارۂ افطار فی رمضان، نذر معین اور معین روزے ہیں۔ اور چھ قسم کے روزے وہ ہیں جن میں تسلسل واجب نہیں ہے اور وہ قضاء رمضان، صوم متعہ، صوم کفارۂ حلق، صوم جزاء الصید، صوم نذر مطلق اور صوم قسم ہیں۔ اس قول کے ساتھ کہ: اللہ کی قسم میں ایک ماہ کے روزے رکھوں گا۔

واجد کون ہے؟

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

فَمَنۡ لَّمۡ یَجدۡ فصیام

یعنی جو نہ پائے غلام آزاد کرنے، کھانا کھلانے اور کپڑے پہنانے کی ہمت و استطاعت تو وہ روزے رکھے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو ہم واجد یا غیر واجد کہیں گے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ کسی کے ہاں پچاس درھم (۵۰) رکھنے والا واجد ہے۔ تو کسی کے نزدیک بیس (۲۰) درہم والا واجد ہے اور کسی کا کہنا ہے کہ دو درہم والا واجد ہے تو کوئی صرف ایک رات دن کا کھانا رکھنے والے کو ہی واجد سمجھتا ہے۔ بہرحال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے:

وعن الامام أبی حنیفة رضی اللّٰه عنه اِذا لم یکن عندَهُ نصاب فهو غیر واجد۔(۹۷)

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس شخص کے پاس نصاب (زکاۃ) نہ ہوتو وہ غیر واجد ہے۔

دراصل صاحب نصاب کے لیے کفارہ کی ادائیگی لازم ہے۔ اُسے روزے

رکھنے کی اجازت نہیں ہے جبکہ نصاب سے کم مال کے مالک کو کفارہ کی جگہ روزے رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ کیونکہ وہ غیر واجد ہے۔

کیا حدود کفارہ ہیں؟

حدود کے کفارہ ہونے یا نہ ہونے میں علماء کے دوگروہ ہیں۔ ایک گروہ قائلین کا ہے اور دوسرا گروہ منکرین کا ہے۔ دونوں کے پاس اپنے اپنے دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ ہم پہلے قائلین کے دلائل پیش کرتے ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:

وَأقیموا الصّلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وما تقدّموا لأنفسکم من خیر تجدوہ عنداللّٰہ ط اِنَّ اللّٰہَ بما تعملون بصیرo(۹۸)

ترجمہ: اورتم نمازیں قائم کرتے رہو اور زکاۃ ادا کرتے رہو اور جو بھی اچھا عمل تم اپنے لیے آگے بھیجو گے سب کچھ اللہ کے ہاں پالو گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اَعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی ابو جعفر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اِذا کانت اِقامۃ الصلوٰۃ کفارۃ للذنوب وایتاء الزکاۃ تطھیر النفوس ولأبدان من ادناس الآثام، وفی تقدیم الخیرات اور ادراک الفوز برضوان اللّٰہ!!۔(۹۹)

ترجمہ: جب نماز قائم کرنا گناہوں کا کفارہ ہے اور زکاۃ ادا کرنا جانوں اور بدنوں کو گناہوں کی میل سے پاک کرتا ہے اور اچھا عمل آگے بھیجنا اللہ کی رضا کے حصول میں کامیابی کا اِحساس بیدار کرتا ہے۔

''نماز'' عبادت ہے جس کے کفارہ ہونے پر احادیث موجود ہیں۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

الصلوٰت الخمس کفّارۃ لما بینھا مااجتنب الکبائر۔(۱۰۰)

ترجمہ: پانچ نمازیں اُن گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جو ان کے درمیان سرزد ہوں اُس کے لیے جو کبائر سے بچتا رہے۔

اس حدیث کے حوالے سے امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام قرطبی کا قول نقل فرمایا:

ظاھر الحدیث أنّ الصلوٰت الخمس تستقل بتکفیر جمیع الذنوب وھو مشکل۔(۱۰۱)

ترجمہ: حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ نمازیں مستقل طور پر تمام گناہوں کا کفارہ بنتی رہتی ہیں۔مگر یہ پیچیدہ مسئلہ ہے۔

گویا ''عبادات''، نماز، زکات اور دیگر بھلائی کے کام صغیرہ گناہوں کو خودکار طریقے سے دھوتے رہتے ہیں۔ البتہ کبیرہ گناہوں کی دھلائی کے لیے توبہ کا صابن درکار ہے۔یعنی عبادات جب کفارہ ہیں تو حدود تو ہوتی ہی گناہ کے بدلے میں ہیں لٰہذا ان کا کفارہ ہونا بدرجہ اولیٰ تسلیم ہونا چاہیے!!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وأقِمِ الصّلوٰۃ طَرَ فَی النّھارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیل اِنَّ الحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السّیّئٰتِ ذٰالِکَ ذِکریٰ لِلذّاکِرِیْنَ o (۱۰۲)

ترجمہ: دن کے آغاز وانتہا پر نماز پڑھا کر اور رات کے اوقات میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت یاد رکھنے والوں کے لیے۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أنّ رَجُلاً اَصاب مِن امرأة قبلةً فأتى النبيّ ﷺ فأخبره، فانزل اللّٰه (هذه الآية) فقال الرجل: يارسول اللّٰه! أَلِي هٰذا؟ قال: لجميع اُمّتى منهم۔ (۱۰۳)

ترجمہ: ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا اور اُس نے یہ بات نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔ تو اللہ کریم نے یہ آیت کریمہ (اِنّ الحسنت يذهبن السيئات) نازل فرمائی۔ تو اُس شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ (خوشخبری) صرف میرے لیے ہی ہے؟ فرمایا: میری اُمّت کے ہر فرد کے لیے ہے:

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

مرجئه نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کہا ہے:

أن الافعال الخير مكفرة لكبائر و الصغائر۔ (۱۰۴)

ترجمہ: تمام اَفعال خیر کبائر و صغائر (چھوٹے بڑے تمام گناہوں کیلئے) کفارہ ہیں۔ (جبکہ جمہور علماء نے اسے صغائر پر محمول کیا ہے)

ارشادِ ربّ کریم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لاَ يَغفِرأنْ يُّشْرَكَ به ويَغْفِرمادونَ ذالک لِمَنْ يَّشآء۔ (۱۰۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ شریک ٹھہرانے کو معاف نہیں کرتا اور اِس کے علاوہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شرک کے باقی تمام گناہ اللہ کریم جسے اور جب چاہے معاف کر دیتا ہے اور یہ معاف کرنا ہی کفارہ ہے۔ اس ضمن میں بے شمار اَحادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حدود و جوابر کفارہ ہیں۔ چنانچہ صدائے

مدینہ ہے:

عن عامر بن سعد عن أبيه، أن رسول اللهﷺ قال:
اَلْمُؤْمِنُ مُكَفَّرٌ۔(١٠٦)

ترجمہ: عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: مؤمن تو بخشا ہوا ہوتا ہے۔

اس حدیث کے تحت مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبدالکریم الشیبانی الجزری، الشہیر بابن الأثیر الاکتب (متوفی ٦٠٦ھ) لکھتے ہیں:

أى مُرَزَّأٌ فِي نفسِهِ وَمَالِهِ لِتُكَفِّرُ خطَايَاهُ۔(١٠٧)

ترجمہ: یعنی (مؤمن) اپنے نفس اور مال سے لوگوں کو نفع دیتا ہے تاکہ اس کی خطائیں معاف ہوں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ سخاوت و فیاضی اور لوگوں کو نفع دینے جیسے اعمال صالحہ سے خطائیں معاف ہوتی ہیں۔ گویا نیک اعمال خطاؤں اور گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔

آیت ظہار، سورۃ المجادلہ آیت نمبر۲ میں "وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ" کے تحت علامہ شیخ احمد بن محمد الصّاوی المالکی (متوفی ١٢٤١ھ) لکھتے ہیں:

اَى فالمغفرة سببها الكفارة وفيه اشارة أَنّ الحدود جوابرٌ۔(١٠٨)

ترجمہ: اِس آیت میں مغفرت کا سبب کفارہ بیان ہوا ہے جس میں یہ اشارہ ہے کہ حدود کفارہ ہیں۔ (گناہوں کو مٹادیتی ہیں)

ربّ کریم کا ارشاد ہے:

وَالَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَاٰذُوهُمَا فَاِن تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوا عنهما اِنَّ اللّٰهَ كَانَ توّاباً رَّحِيماً ٥ (١٠٩)

ترجمہ: تم میں سے جو دو آدمی ایسا کام کرلیں (زنا یا لواطت) انہیں ایذا دو اگر وہ توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو اُن سے منہ پھیر لو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت امام ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

(فأعرضوا عنهما) أی لاتُعَنِّفوهما بكلام قبيح بعد ذالک، لأَنّ التّائب مِنَ اِلذنب كمن لاذنب له. (توّاباً رَّحِيماً) أی ثمَّ لايُعَيِّرُها بما صَنَعَتْ بَعْدَ الحدّ، الَّذی هُوَ كَفَّارة بما صَنَعَتْ۔(۱۱۰)

ترجمہ: (فأعرضوا عنهما) تو اُن سے منہ پھیر لو یعنی اس کے بعد انہیں سرزنش نہیں کی جائے گی اور نہ ہی سخت سست کہا جائے گا کیونکہ توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے کہ اُس نے گناہ کیا ہی نہ ہو (توّاباً رَّحِيماً) توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا، یعنی حد لگنے کے بعد اُسکے گناہ پر عار نہیں دلائی جائے گی جو کہ اُس کے عمل کا کفارہ بن چکی ہے۔

معلوم ہوا کہ حدود کفارہ ہیں۔ گناہوں کو کالعدم کر دیتی ہیں۔ اسی لیے عاصی کو حد لگنے کے بعد سرزنش کرنے، برا بھلا کہنے اور عار دلانے سے منع کیا گیا ہے۔

اَحادیث سے حدود کے کفارہ ہونے پر اِستدلال:

۱۔ **اِذَا زَنَتْ أَمَةُ اَحَدِكم فتبَيَّنَ زَنَا ها فَلْيَجْلِدْها الْحَدَّ وَلاَ يُثَرِّب عَلَيْهَا۔(۱۱۱)**

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے اور زنا ثابت ہو جائے تو اُسے کوڑوں کی حد لگاؤ اور اُسے ملامت نہیں کی جائے گی۔

۲۔ **عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنه قال: بایعت رسول اللّٰه ﷺ فی رھط فقال: أبایعکم علی أن لاتشرکو اباللّٰه شیاءً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلُوا اَولادکم ولاتأ تو ببھتان تفترونه بین أیدیکم و أرجلکم ولا تعصونی فی معروف فمن و فی منکم فأجره علی اللّٰه ومن اَصاب من ذالک شیاءً فأخذبه فی الدنیا فھو کفارة له و طھور و من ستره اللّٰه فذالک اِلی اللّٰه اِن شآءَ عَذَّبَهُ واِن شآءَ غفرلَهُ۔(۱۱۲)**

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے ایک جماعت کے ساتھ نبی ﷺ کی بیعت کی۔ تو آپ نے فرمایا: میں تم کو ان شرائط پر بیعت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ ہی بہتان لگاؤ گے کہ تم اپنے سامنے اور پیچھے گھڑنے لگو اور نیکیوں میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ تو جو تم میں سے یہ شرائط پوری کرے گا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے ان شرائط میں کوئی کوتاہی کی تو اُس سے دنیا میں ہی مواخذہ ہوگا۔ (اور یہ مواخذہ/سزا) اُس کے لیے کفارہ ہے اور پاکی کا باعث ہے اور جس کی اللہ کریم ستر پوشی کرے تو اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے گا تو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو معاف کردے گا اُسے!!

۳۔ **أنّ الحدود کفارة لاهلها۔(۱۱۳)**

ترجمہ: بے شک حدود اپنے اہل (محدود کے گناہوں) کیلئے کفارہ ہے۔

۴۔ **ومایدریک لعل الحدود نزلت کفارة للذنوب۔(۱۱۴)**

ترجمہ: اورتم کیا جانو!! شاید حدود گناہوں کے کفارے کیلئے ہی نازل ہوئی ہوں۔

۵۔ **ومن اَتیٰ منکم حدا فأقیم علیه فهو کفارته۔(۱۱۵)**

ترجمہ: اور جو شخص تمہارے پاس حد کے لیے آئے پھر حد اُس پر قائم ہوگئی تو وہ اُس کے لیے کفارہ ہے۔

۶۔ **الرَّجُمُ کفّارَة ماصَنعتُ۔(۱۱۶)**

ترجمہ: رجم (کی سزا) کفارہ ہے(اُس کے اُس عمل کا) جو اُس نے کیا(زنا)۔

۷۔ **عن خزیمة بن المعمر الانصاری قال: رُجِمَتُ اِمرأة فی عهدالنبی ﷺ فقال النبی ﷺ: هو کفارة لذنوبها۔(۱۱۷)**

ترجمہ: حضرت خزیمہ بن معمر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت کو رجم کیا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ حد اُس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۸۔ نبی ﷺ نے فرمایا: **اللّٰهم انما محمد بشر یغضبُ کما یغضب البَشَرُ واِنّی قَدُ اتَّخَذُتُ عِندک عهداً لن تخلفنیه فأیمامؤمن آذیته او سیته أو جلدته فاجعلهاله کفارة و قربة تقربه بها اِلیک یوم القیامة.۔(۱۱۸)**

ترجمہ: اے اللہ! محمد بھی آدمی ہے۔ یہ بھی غصہ ہوجاتا ہے۔ جیسے عام

آدمی غصہ میں آجاتا ہے اور میں نے تجھ سے عہد لیا ہے تو ہرگز اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ تو جس مؤمن کو بھی میں ایذا دی ہو یا گالی دی ہو یا اُسے کوڑے لگائے ہوں وہ اُس کے لیے کفارہ بنادے اور ایسی قربت بنادے جو قیامت کے دن اُسے تیرے قریب کردے۔

مندرجہ بالا اُحادیث سے بھی واضح ہوگیا کہ دُنیا میں ملنے والی سزائیں (حدد) کفارہ بن جاتی ہیں۔ جس پر حد جاری ہوچکی ہو اُسے شرمندہ نہیں کیا جاسکتا، اُسے طعنہ نہیں مارا جاسکتا اور اُسے بُرا بھلا بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ حد نے اُس کے گناہوں کو مٹا کر اُسے صاف ستھرا کردیا ہے۔ اب وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کانٹا چھبھنے پر گناہ مٹانے والا رب، حدود قائم ہونے پر بھی محدود کے گناہوں کو مٹادے!! اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے اُعمال کو متاثرین کے لیے کفارہ بنانے کی دُعا نہ مانگتے!!

اُقوالِ آئمہ سے حدود کے کفارہ ہونے پر استدلال:

آیئے حدود کے کفارہ ہونے پر آئمہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ ابوالحسن بن عبداللہ بن الحسن النباھی لکھتے ہیں:

واکثرالعلماء ذھب اِلٰی أنّ الحدود کفارۃ۔(۱۱۹)

ترجمہ: اور اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ حدود کفارہ ہیں۔

ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ کا قول ہے:

جوّز بعضھم لعین المعین مالم جحد الأَنَّ الحدَّ کفّارۃ۔(۱۲۰)

ترجمہ: بعض علماء نے ایسے شخص کولعن طعن ارو ملامت کرنا جائز ٹھہرایا ہے

جسے اپنے جرم کی حد نہ لگی ہو کیونکہ حد کفارہ ہے(جس کے بعد اُسے ملامت نہیں کی جاسکتی)

امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

ویستفادُ من الحدیث أن اِقامة الحد کفارة الذنب ولو لم یتب المحدود وھو قول جمھور۔(۱۲۱)

ترجمہ: اور اُحادیث سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے کہ حدود قائم ہونا گناہوں کا کفارہ ہے اگرچہ جسے حد لگی ہے وہ توبہ نہ بھی کرے اور یہ جمہور علماء کا قول ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) مزید لکھتے ہیں:

قام اِجماع اھل السنة علی أنّ من أقیم علیه الحد من أقیم علیه الحد من أھل المعاصی کان ذالک کفارة لاثمِ معصیة۔(۱۲۲)

ترجمہ: اہل سنت کا اِس بات پر اجماع قائم ہوگیا ہے کہ گناہ گاروں میں سے جس پر بھی حد قائم ہوجائے تو وہ اُس کے گناہ کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے۔

گویا اُقوال آئمہ سے بھی ثابت ہوگیا کہ اکثر علماء کا خیال، جمہور علماء کا قول اور اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہے کہ حدود کا جاری ہونا مجرم کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جو اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔

چنانچہ ابو الولید بن عقبہ خلیفۂ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے۔ الجزیرہ کے شہر ''بلیخ'' میں رہتے تھے۔ ایک خطیۂ نامی شاعر نے ابو الولید بن عقبہ کی ہجو کی اور نماز میں نشہ کر کے آنے اور نماز میں کوتاہی کا

جھوٹا الزام لگایا۔ جب خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو آپ نے ابو الولید بن عقبہ کو کوڑے لگوائے اور معزول کر دیا۔ تو انہوں نے اللہ کریم سے یوں دُعا کی:

اللّٰھمّ اِن کان اھل الکوفۃ صدقوا علی، فلاتلقی روحی منک روحا ولا ریحانا، واِن کانوا کذبوا علی فلا ترضھم بأمیر ولا ترض امیرا عنھم، انتقم لی منھم، واجعلہ کفارۃ لما لایعلمون ذنوبی۔(۱۲۳)

ترجمہ: اے اللہ! اگر اہل کوفہ کا الزام مجھ پر سچا ہے تو پھر میری روح کو تجھ سے ملنے کا نہ حوصلہ ہے نہ خوشی، اور اگر انہوں نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو (اے اللہ!) وہ کبھی اپنے امیر (گورنر) سے خوش نہ ہوں اور نہ ہی کوئی امیر (گورنر) اُن سے راضی ہو، (اے اللہ!) میرا اُن سے تو انتقام لے اور جو لوگ میرے گناہ سے لاعلم ہیں انہیں معاف کر دے (ان کی لاعلمی کو ان کے اس گناہ کا کفارہ بنا دے)

منکرین کے دلائل:

منکرین یعنی وہ گروہ جو حدود کو گناہوں کا کفارہ تسلیم نہیں کرتا بلکہ دنیاوی سزا کے بعد آخرت کے عذاب و رسوائی کو لازم قرار دیتا ہے۔ اُن کے دلائل یہ ہیں:

قرآن کریم کا اِرشاد گرامی ہے:

اِنّما جزآء الّذین یحارِبون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً أن یُّقَتَّلُوا اَویُصَلَّبُوا اوتُقَطَّعَ اَیْدِیْھِم وَارُجُلَھُم مِّنْ خلافٍ اَویُنْفَوْ اِمنَ الأرضِ ط ذالِک لھم خِزْیٌ فی الدُّنیا وَلَھُمْ فِی الآخرۃ عذابٌ عظِیْمٌ ○ (۱۲۴)

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کردیئے جائیں یا سولی چڑھادیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلا وطن کردیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور خواری اور آخرت میں ان کیلئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

امام علی بن احمد بن سعید بن حزم أبو محمد الظاہری الاندلسی (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

"نصوص پر عمل اور نصوص کا استعمال بعینہ واجب ہے۔ جیسا کہ وہ وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے کوئی شئی کسی دوسری شئی کے لیے ترک نہیں کی جائے گی۔ نہ ہی نصوص میں سے کوئی ایک عمل یا استعمال کے لحاظ سے اولیٰ ہوتی ہے بلکہ نصوص سب حق اور من جانب اللہ ہوتی ہیں۔ ان کا نسخ بھی جائز نہیں ہے"۔

پختہ خبر میں نسخ کا داخلہ ممنوع ہے۔ اگر محقق خبر میں نسخ آگیا تو یہ جھوٹ ہوگا اور اللہ و رسول کے اَخبار میں ایسا گمان کرنا بھی ناجائز ہے اور آیت محاربہ میں "**وجوب عذاب فی الآخرت مع الخزی فی الدنیا اقامت حد**" کے ساتھ کی خبر مجرد ہے۔ جس پر امر اور نہی داخل نہیں ہے۔ لہٰذا نسخ داخل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ "جس پر حد لگے وہ توبہ کرے یا نہ کرے اُس کے گناہ معاف ہوجاتے"۔ درست نہیں ہے بلکہ حد کے باوجود اس کا گناہ اس پر باقی رہتا ہے۔ جب تک وہ اللہ سے توبہ نہ کرے۔ اگر توبہ نہیں کریگا تو پھر آخرت میں بھی عذاب پائے گا۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں:

فإن اثمها باق علیه و إن أقیم باق علیه و إن أقیم علیه حدها، و لا یسقطها عنه إلا التوبة لِلّٰه تعالیٰ فقط.

رہی حدیث عبادہ بن صامت تو اُس میں ہمارے لیے فضیلت یہ ہے کہ حد کے ذریعے ہمارے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اور فضائل کو منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ

فضائل نہ تو اوامر میں سے ہیں اور نہ ہی نواہی!! جبکہ نسخ اوامر ونواہی میں ہوتا ہے۔ برابر ہے کہ فضائل اوامر ونواہی کے الفاظ میں وارد ہوں یا الفاظ خبر کے ساتھ اگرچہ معناً اوامر و نواھی ہوں۔(۱۲۵)

امام ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) اس آیت کریمہ کے متعلق لکھتے ہیں!

وھٰذا قدیتأ ید بہ من ذھب اِلی أن ھذالآیۃ نزلت فی المشرکین، فأمااھل الاِسلام فقد ثبت فی الصحیح عند مسلم، عن عبادۃ بن الصامت۔(۱۲۶)

ترجمہ: ”**ذالِکَ لَھم خِزْیٌ فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذاب عظیمٌ**“ کے الفاظ اُن لوگوں کی تائید کررہے ہیں جن کا کہنا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(أصحاب عرینہ) رہے اہل اسلام تو ان کے لیے حکم دوسرا ہے جو صحیح مسلم میں عبادہ بن صامت سے مروی ہے۔

گویا حدود کے کفارہ ہونے کا انکار کرنے والوں کا اس آیت میں رد ہے۔ کہ یہ آیت مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ مشرکوں کے لیے نازل ہوئی ہے۔

منکرین یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں:

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ أن النبی ﷺ قال: لاأدری الحدود کفارۃ لأھلھا أم لا۔(۱۲۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ حدود اپنے اہل (یعنی جسے حد لگائی گئی ہے) کے لیے کفارہ ہے یا نہیں!!

چنانچہ ابوالفضل قاضی عیاض بن موسیٰ کا قول ہے:

ذهب اکثر العلماء أن الحدود کفارات واستدلوا بهذا الحدیث (حدیث عبادة بن صامت) ومنهم من وقف لحدیث أبی هریرة اَن النبی ﷺ قال: لا أدری الحدود کفارة لأهلها أم لاً لکن عبادة أصح اسناداً۔(۱۲۸)

ترجمہ: اکثر علماء کا خیال ہے کہ حدود کفارہ ہیں اور اُنہوں نے حدیث عبادہ بن صامت سے استدلال کیا ہے اور بعض علماء حدیث ابوہریرہ سے استدلال کرتے ہیں۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ حدود اپنے اہل کیلئے کفارہ ہیں یا نہیں لیکن عبادہ بن صامت والی حدیث سند کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے۔

جبکہ امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) کے نزدیک حدیث ابوہریرہ صحیح اور قدیم ہے۔(۱۲۹)

اور امام علی بن احمد بن سعید بن حزم اُبومحمد الظاہری الأندلسی (متوفی ۴۵۲ھ) کا قول ہے:

أما حدیث أبی هریرة فصحیح السند۔(۱۳۰)

ترجمہ: بہرحال حدیث اُبوھریرہ کی سند صحیح ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث اُبوہریرہ کے مقابلے میں قرآنی آیات اور بے شمار اُحادیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حدود گناہوں کا کفارہ ہیں۔ لہٰذا کثرت کو قلت پر ترجیح دیں گے اور جب اثبات و انکار میں اختلاف پیدا ہوجاہے تو اثبات کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی عبادہ بن صامت والی روایت کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ لیکن ہمارے نزدیک اِن دونوں اُحادیث میں تطبیق بھی دی جاسکتی ہے

کیونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا: کہ میں نے یہ بات **(لاأدری الحدود کفارة لاهلها أم لا)** نبی ﷺ سے سُنی ہے بلکہ انہوں نے کسی مہاجر صحابی سے سنی تھی۔ جس نے یہ بات بعثت کے ابتدائی زمانے میں سنی ہوگی۔ عبادہ بن صامت کے **(اِن الحدود کفارة)** نبی ﷺ سے سننے سے پہلے۔ کیونکہ نبی ﷺ اللہ کی وحی سے بات کرتے ہیں۔ ہجرت سے قبل انصار کو آپ نے بتایا ہوگا۔ اس وقت نہ حدود نازل ہوئی تھیں اور نہ ہی عبادہ بن صامت ایمان لائے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو سکھادیا تھا کہ اِن گناہوں کی یہ حدود اور سزائیں ہیں۔ لہٰذا پہلے سوال کے وقت حدیث ابوہریرہ فرمائی ہوگی اور جب اللہ نے سکھادیا تو پھر حدیث عبادہ بن صامت فرمائی۔(۱۳۱)

مذاہب عالم میں کفارے کا تصور:

''کفارہ'' کا تصور آفاقی ہے۔ مختلف مذاہب میں کفارے کا دستور، محرکات اور شکلیں مختلف ہوسکتی ہیں۔ مگر کفارہ دنیا کی تمام جدید و قدیم تہذیبوں میں پایا جاتا ہے۔ مذاہب عالم میں کفارے کے حوالے سے ایک بات حیرت انگیز طور پر مشترک ہے۔ ہر دور، ہر قوم اور ہر مذہب میں کفارے کو گناہ مٹانے، توبہ کی قبولیت اور روحانی ترقی و حصول کشف و کرامت کیلئے ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ا۔ ہندومت میں کفارہ:

ہندوؤں میں کفارے کا تصور بہت گہرا اور مضبوط ہے۔ چنانچہ ایک انگریز مصنف(Max Muller) میکس مولر لکھتا ہے:

> ''اگر کوئی شودر کسی دودھیل گائے یا جوان بیل کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالے یا کسی کو بے وجہ گالی دے تو اُس پر کفارے کے طور پر سات دن کے روزے رکھنا لازم ہے''۔(۱۳۲)

ہندوؤں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی کی وفات یا پیدائش کی بعض صورتیں انسان کیلئے ناپاکی کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ناپاکی برھمن کو لاحق ہوتو دس دن میں خود بخود ختم ہوجاتی ہے۔کھتری کو لاحق ہوتو پندرہ دنوں میں ختم ہوجاتی ہے۔ ویش کو لاحق ہوتو بیس دنوں میں ختم ہوجاتی ہے اور شودر کو یہ ناپاکی لاحق ہوتو ایک ماہ کے بعد ختم ہوتی ہے لیکن شودر کی ناپاکی کے اِن ایام میں اگر کوئی آدمی جو پہلے ہی دو بار جنم لے چکا ہو، اُس کے ہاں کھانا کھائے تو شودر سخت گناہگار ہوجاتا ہے۔ اس گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ: ایسا گنہگار بارہ مہینوں تک وید کی سمتھا کی تلاوت کرنے سے یا پھر بارہ نصف مہینوں کے روزے رکھنے سے اپنے گناہ سے پاک ہوجاتا ہے۔(۱۳۳)

ہندوؤں کے ہاں کھانے کے دوران اگر میزبان کو یاد آجائے کہ اُس نے مہمان کو خوش آمدید نہیں کہا ہے تو اُسے فوراً کھانا چھوڑ کر (بطور کفارہ) روزہ رکھنا چاہیے۔(۱۳۴)

اگر کسی ہندو نے اپنے اساتذہ میں سے کسی کو بے ادبی کرتے ہوئے ناراض کردیا تو اُسے اِس بے ادبی کے کفارے کے طور پر روزہ رکھنا ہوگا اور اس وقت تک کھانا کھانے سے پرہیز کرنا ہوگا جب تک اُسے معافی نہ مل جائے۔(۱۳۵)

۲۔ یہودیت میں کفارہ!

نفس کی پاکیزگی، تقویٰ وطہارت اور گناہوں سے پاکی حاصل کرنے کے لیے یہودیت میں بطور کفارہ روزے رکھنے کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ تورات میں ہے:

''یہ تمہارے لیے ابدی فرض ہوگا کہ ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ

کوتم میں سے ہر ایک ، کیا دیسی کیا پردیسی، نفس کشی کرے (روزہ رکھے) اس دن کوئی کام نہ کرو کیونکہ اس روز تمہاری پاکیزگی کیلئے تمہارے واسطے کفارہ دیا جائے گا۔تب تم اپنے سارے گناہوں سے خداوند کے آگے پاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمہارے لیے تعطیل (چھٹی کا دن) کا سبت (ہفتہ کا دن) ہوگا۔ اس دن تم نفس کُشی کرو(روزہ رکھو) یہ ابدی فرض ہوگا''۔(۱۳۶)

یہ دن یہودیوں کے ہاں ''یم کیپور'' (کفارے کا دن) کہلاتا ہے۔اس کفارے کے دن کو خداوند کی طرف سے یہودیوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قمری کلینڈر میں استعمال کیا گیا ہے۔ کفارے کا یہ دن یہودیوں کے روزے رکھنے کے لیے نہایت متبرک دن ہے۔عبرانی زبان میں ''یم'' کا مطلب (دن) ہے اور'' کیپور'' کا مطلب (کفارہ) ہے۔ کفارے کا دن خدا کے سامنے بنی نوع انسان کے گناہوں کو قبول کرنے کے لیے ایک بڑی چھٹی کو ایک طرف رکھتا ہے۔ کفارہ غلطیوں اور خطاؤں کے لیے مخلصانہ ادائیگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نہ توبہ، نہ ہی معافی معاملہ ہے۔ بلکہ یہ وقت غروب آفتاب سے ذرا پہلے تک روزہ کا تقاضا کرتا ہے۔ جب تک کہ اگلی چھٹی کی شام کا اندھیرا نہیں ہوجاتا۔ اس کا مقصد، محرومی سے جسمانی بدن کے تقاضوں سے بچتے ہوئے، روحانی درستگی کرنا ہے۔ روحانیت پر مجتمع ہوتے ہوئے روح کو تکلیف پہنچانے میں، خدا نے انسانی ضروریات کے لیے صفات کا احاطہ کیا۔ کلینڈر کو کفارے کے خاص دن موسیٰ کو دیا گیا۔(۱۳۷)

۳۔عیسائیت میں کفارہ:

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح پر بنی نوع انسان کے گناہ کا بوجھ تھا اور ضروری تھا کہ خدا باپ اپنے عدل کے تمام تقاضے پورے کرے اور جہان کے

گناہوں کا کفارہ مکمل ہو جائے ۔ ملک مصر میں اندھیرا چھا جانا خدا کے عدل کا ظاہری نشان تھا۔(۱۳۸)

عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہمارے گناہ ہمیشہ کے لیے مٹا دیئے جاتے ہیں ۔بعض لوگ آج تک خدا کو انسان کے گناہ کے باعث غضبناک اور سخت ناراض (انکے خیال میں) سمجھتے ہیں اور وہ یہ بات نظر انداز کر دیتے ہیں کہ وہی خدا معاف کرنے کو تیار ہے مگر اس کے لیے خداوند یسوع مسیح بحثیت ''درمیانی'' انسان اور خدا کے درمیان اپنا کردار ادا کرتا ہے اور اس کے اس کردار کو''کفارہ'' کہتے ہیں۔عہدنامہ جدید میں لکھا ہے:

''اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہوتا کہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے۔ اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے''۔(۱۳۹)

کلام مقدس میں لکھا ہے:

''محبت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اُس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کے لیے اپنے بیٹے کو بھیجا''۔(۱۴۰)

گنہگار انسان اپنے گناہ کے کفارہ کی قیمت جان سکے اس لیے سولی چڑھ گئے اور انسان کے گناہ کا فدیہ ادا کر دیا اور کلمہ کفارہ ادا کیا کہ:

''ایلی ایلی لما شبقتنی'':(اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں تنہا چھوڑ دیا)

یہ خالص ارامی زبان کا لفظ ہے۔(۱۴۱)

عیسائی عقیدے کے مطابق تمام انسان گنہگار ہیں اور ہمارے گناہوں کی مزدوری موت ہے۔(۱۴۲)

رومیوں کے باب نمبر ۶ اور آیت نمبر ۲۳ میں ہے:

''کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے''۔

گویا بقول نصاریٰ ابدی زندگی مسیح یسوع کے وسیلہ سے مل سکتی ہے یہ اُس کا متبادل کفارہ ہے۔یعنی گناہ کی سزا موت تھی ۔اب متبادل کفارہ ہے کہ عیسائی بن جاؤ اور زندگی پاؤ۔ ورنہ موت کے اور سولی کے حقدار ہم تھے۔گناہوں کے سبب مگر متبادل کے طور پر مسیح نے سولی کو گلے لگا کر ہمیں گناہوں کی سزا سے بچا لیا ہے۔

۴۔ بدھ مت میں کفارہ:

بدھ مت کے بانی مہاتما بدھ تھے۔اس مذہب کی ابتداء چھٹی صدی قبل مسیح کے لگ بھگ ہندوستان کے شمال مشرقی حصے میں ہوئی۔ بدھ مت کے بھکشو (تارک الدنیا) بھی ہندوؤں اور چینیوں کی طرح کچھ خاص دنوں میں روزے رکھتے اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے اور توبہ کرتے ہیں۔ (یہی احساس گناہ اور ازالہ کی خواہش ''کفارہ'' ہے)۔(۱۴۳)

۵۔کنفیوشن ازم اور تاؤ ازم میں کفارہ:

کنفیوشن ازم اور تاؤ ازم بالترتیب چھٹی اور پانچویں صدی قبل مسیح چین سے ان کی ابتداء ہوئی۔چینی کلاسیکی مذہبی رسومات میں ایک رسم ''چائی'' کہلاتی ہے۔اس رسم میں قربانی سے پہلے روزے رکھے جاتے ہیں اور اِس روزے رکھنے سے انکا مقصد ہوتا ہے اپنے آباؤ اجداد کی روحوں کو قربانی پیش کرنے سے پہلے ان ارواح سے بذریعہ کشف رابطہ کریں۔

گویا حصول کشف اور آباؤ اجداد کی ارواح کی عبادت سے پہلے بطور کفارہ وہ روزہ رکھتے اور شب بیداری کرتے ہیں۔(۱۴۴)

الغرض ہر تہذیب و تمدن میں خدا، دیوی اور دیوتاؤں سے قربت، حصول اجر، حصولِ کشف و کرامت، حصول الہام الٰہی، اخلاقی و معاشرتی تربیت، ارواح سے تعلق کے قیام، الہامی مشاہدات والقا پانے، قلب و باطن کو پاک کرنے، شکار کرنے کے لیے، آفات و آلام سے بچنے کے لیے، گناہوں کا اعتراف و ازالہ کرنے کے لیے بطور کفارہ شب بیداری، روزہ اور خلوت نشینی کا تصور کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

۶۔ دورِ جاہلیت میں کفارہ:

جس طرح خطا، غلطی اور گناہ کا احساس فطری ہے۔ اسی طرح اس کی جزا، سزا، فدیہ اور کفارہ کا تصور بھی فطری طور سے انسان کے اندر موجود ہوتا ہے۔ وہ اپنی غلطیوں کا ازالہ کر کے بوجھ اُتارنا چاہتا ہے۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تھا۔ جس کے بوجھ نے انہیں بے چین کر رکھا تھا۔ جب ان کے اضطراب و پریشانی میں اضافہ ہوا تو گناہ کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے انہوں نے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے یوم عاشورہ کا روزہ بطور کفارہ اپنے لیے مقرر کرلیا۔ وہ اس دن یہ روزہ اس لیے رکھتے تھے کہ اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کو اس گناہ کے بُرے اثرات و نتائج سے بچالیا تھا۔ نبی علیہ السلام بھی اظہارِ نبوت سے پہلے یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔(۱۴۵)

۷۔ شیعت میں کفارہ:

جن لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی اور پھر ڈر کے مارے آپ کی حمایت اور ساتھ نہ دے سکے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت

کے بعد انہوں نے توبہ کی تو یہ لوگ توابین کہلائے۔ پھر انہیں توابین نے اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہوئے قتل حسین کا بدلہ لینے کا ارادہ اور جدوجہد کی۔

(آزاد دائرۃ المعارف۔ ویکی پیڈیا۔ تحت: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔)

توابین کا یہ ''ارادہ'' بعد میں آنے والوں کا ''لبادہ'' یعنی اعتقاد بن گیا۔

چنانچہ آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں:

''بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی جان کی قربانی دی تا کہ اُمت کے گناہ بخش دیئے جائیں اور امام کی شہادت کو اُمت کا کفارہ سمجھ لیا جائے۔ اس اعتقاد کی بنیاد پر ہی آپ کا یہ لقب ایجاد ہوا ''**یا باب نجاۃ الامہ**'' جبکہ اِس اعتقاد کی مثال عیسائیوں کے عقیدۂ کفارہ کی طرح ہے''۔

وہ مزید لکھتے ہیں:

''بہت سے لوگوں نے خیال کرلیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے شہادت قبول کر کے فاسق، فاجر لوگوں کے گناہوں کو بخشوا دیا ہے اور اپنی اولاد کی قربانی دے کر گنہگاروں کو عذاب الٰہی سے محفوظ کر دیا ہے۔ لہٰذا لوگوں کو عزاداری برپا کر کے امام کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ بالفاظ دیگر امام قتل ہوگئے اور یہ لوگ گناہ و جنایات کے لیے آزاد اور اُحکام ان سے ساقط ہوگئے۔ اسی لیے عزاداری کو باعث نجات مانا گیا اور وہ شہ رگ بن گئی''۔(۱۴۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے:

''۱۸/ذی الحج کو عید غدیر کا روزہ رکھنا ساٹھ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے''۔(۱۴۷)

باب نمبر۲:

شرعی قوانین میں کفارے کا اِطلاق

۱۔	کفارۂ قسم	۹۔	کفارۂ غیبت	۱۷۔	کفارۂ وطی بالحائض
۲۔	کفارۂ صوم	۱۰۔	کفارۂ شیخوخہ ومرض	۱۸۔	کفارۂ اُصنام
۳۔	کفارۂ ظہار	۱۱۔	کفارۂ صلاۃ	۱۹۔	کفارۂ قمار
۴۔	کفارۂ قتل خطا	۱۲۔	کفارۂ ذنب	۲۰۔	کفارۂ فال
۵۔	کفارۂ حج	۱۳۔	کفارۂ ظلم	۲۱۔	کفارۂ دعوت لھو ولعب
۶۔	کفارۂ صید فی الحرم	۱۴۔	کفارۂ ترک جمعہ	۲۲۔	کفارۂ قولِ یثرب
۷۔	کفارۂ نذر	۱۵۔	کفارۂ تجارت	۲۳۔	کفارۂ ضربِ غلام
۸۔	کفارۂ مجلس	۱۶۔	کفارۂ بزاق		

ا۔ کفارۂ قسم :

قسم کو عربی میں ''حلف'' اور ''یمین'' کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی عہد کرنا، وعدہ کرنا یا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تاکید و پختگی اور اِستحکام پیدا کرنا ہوتا ہے۔ (۱۴۸)

ایک مسلمان قسم کے ذریعے اپنے سیاسی و سماجی اور معاشرتی معاملات و معاہدوں میں اپنے عزم و ارادے پر اللہ کریم کو گواہ بنالیتا ہے۔ اس لیے اللہ پاک اِن معاملات و معاہدوں کی تکمیل کا ضامن ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اللہ کا حکم ہے:

واَوُفُوا بعهدِاللّٰهِ اِذا عٰهَدُتُّمُ ولا تنقضو الاَیُمانَ بعدَ تَوُکِیُدِها وَقَدُ جَعَلُتُمُ اللّٰه عَلیکم کَفِیُلاً ط اِنَّ اللّٰه یَعُلَمُ مَا تفُعَلوُنَ ہ (۱۴۹)

ترجمہ: اللہ کے ساتھ اپنا عہد پورا کرو جبکہ تم اُسے باندھ چکے ہو اور قسموں کو اُن کے پختہ کرلینے کے بعد مت توڑو جبکہ تم اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنا چکے ہو۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

لا یُواخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغوِ فِی اَیُمانِکُمُ ولٰکِنُ یُّواخِذُکُمُ بِمَا عقَّدُتُّم الُاَیُمانَ ط فَکَفَّارَتُهٗ اِطُعَامُ عَشُرَةِ مَسَاکِیُنَ مِنُ اَوُسَطِ مَا تُطُعِمُوُنَ اَهُلِیُکُمُ اَوُکِسُوَتُهُمُ اَوُتَحُرِیُرُ رَقَبَةٍ ط فَمَنُ لَّمُ یَجِدُ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ذالِکَ کَفَّارَةُ اَیُمانِکُمُ اِذَا حَلَفُتُمُ واحُفَظُوا اَیُمَانَکُم ط کذالِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُم اٰیتِهٖ لَعلَّکُمُ تَشُکُرُوُنَ ہ (۱۵۰)

ترجمہ: اللہ مواخذہ نہیں کرتا تمہاری لغو قسموں کا لیکن مواخذہ کرتا ہے اس قسم کا جسے تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا

دینا اس اوسط سے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا، تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تمہیں اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم احسان مانو!

چنانچہ علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

والمراد بالمواخذة، المواخذة فی الدنیا وھی الاثم و الکفارہ۔(۱۵۱)

ترجمہ: یعنی اِس آیۂ کریمہ میں مواخذہ سے مراد دُنیاوی مواخذہ ہے اور وہ گناہ اور کفارہ ہے اور عقد سے مراد تکرار لسانی نہیں ہے بلکہ دل اور زبان سے تکرار و مبالغہ مراد ہے۔

سورہ مائدہ کی اِس آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

روی عن ابن زید أنھا نزلت فی عبداللّٰہ بن رواحة کان عندہ ضیف فأخرت زوجته عشاء فحلف لا یأ کل من الطعام وحلفت المرأة لا تأکل اِن لم یأکل وحلف الضیف لایأکل اِن لم یأ کلا فأ کل عبداللّٰہ بن رواحة واکلا معهُ فأ خبرالنبی صلّی اللّٰہ علیه وسلم بذالک فقال علیه السلام له: أحسنتَ ونزلت۔(۱۵۲)

ترجمہ: ابن زید سے مروی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن رواحہ کے متعلق نازل ہوئی ہے اُن کے ہاں ایک مہمان آ گیا تو انہوں نے اپنی

اہلیہ کو اُس کے لیے رات کا کھانا تیار کرنے کا کہا اور خود بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگئے۔ جب رات گئے گھر لوٹے تو دیکھا کہ بیوی نے شوہر کے انتظار میں مہمان کو کھانا دینے میں تاخیر کی ہے اور وہ دونوں ان کا انتظار کر رہے ہیں تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ تم نے میری وجہ سے مہمان کو کھانا نہیں کھلایا ہے اب میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا قسم کھالی۔ بیوی نے بھی قسم کھالی کہ اگر عبداللہ بن رواحہ نہیں کھاتے تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔ اُن دونوں کو دیکھ کر مہمان نے بھی قسم کھالی کہ میں بھی نہیں کھاؤں گا اگر یہ دونوں نہیں کھائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو قسم توڑ دی اور دونوں میاں بیوی نے مہمان کے ساتھ ملکر کھایا۔ پھر نبی ﷺ کو اپنا یہ واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

گویا اللہ کریم نے عبداللہ بن رواحہ اور ان کے اہل خانہ کی قسم کو لغو قرار دیکر مواخذے سے بری کر دیا ہے۔ اِسی لیے امام ابو جعفر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

فقال بعضهم فی معناه : لایواخذکم بما سبقتکم به ألسنتکم من الأیمان علی عُجلة و سُرعة، فیوجب علیکم به کفارة اِن لم تقصدو ا الحلف والیمین و ذالک کقول القائل : فعلت هذا واللّٰه!!۔(۱۵۳)

ترجمہ: یعنی بعض علماء نے اِس آیت کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اللہ پاک تمہاری زبانوں سے عجلت و جلد بازی میں نکل جانے والی قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا کہ تم پر کفارہ واجب کر دے اگرچہ تم

نے حلف ویمین کا ارادہ بھی نہیں کیا ہے اوراس کی مثال قائل کا یہ
قول ہے: اللہ کی قسم میں نے یہ کام کیا ہے۔

مواخذہ اور کفارہ صرف اُن قسموں پر ہے جن کا حلف ہمارے علم میں ہو۔ جن قسموں کے اُٹھائے جانے کا علم ہی نہ ہو اُن پر مواخذہ و کفارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابوجعفر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

قال: هو أن تحلف على الشيء، وأنت يخيل اليک أنه كما حلفت، وليس كذالک، فلا يواخذه الله ولا كفارة ولكن المواخذة والكفارة فيما حلف عليه على علم۔(۱۵۴)

ترجمہ: فرمایا: یمین لغو وہ ہے کہ آپ کسی شئی کا حلف اُٹھاتے ہیں اور آپ کا خیال یہ ہے کہ دوسرے شخص نے بھی آپ کی طرح کا حلف اُٹھایا ہے جبکہ ایسا نہیں ہے تو اللہ کریم اس پر نہ مواخذہ کرے گا اور نہ کفارہ واجب کرے گا بلکہ مواخذہ و کفارہ اُن قسموں میں ہے جن کے اُٹھائے جانے کا علم ہو۔

میں نے قسم اُٹھائی ہے یا نہیں! یہ شک تب پیدا ہوتا ہے جب انسان نشے، بے ہوشی یا پھر غصے میں ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

عن ابن عباس قال : لغو اليمين أن تحلف وأنت غضبان۔(۱۵۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یمین لغو وہ ہے جب آپ قسم اُٹھائیں تو آپ غصے میں ہوں۔

امام طاؤس علیہ الرحمۃ کا قول ہے:

وعن طاوس قال : كل يمين حلف عليها رجل و هو غضبان، فلا كفارة عليه فيها، قوله لا يواخذكم اللّٰه باللغو فى ايمانكم۔(۱۵۶)

ترجمہ: اور حضرت امام طاؤس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ہر وہ قسم کہ جسے اُٹھاتے ہوئے آدمی غصہ میں ہو اُس پر کفارہ نہیں ہے۔ اللہ کے اِس فرمان کے مطابق ''**لا يواخذكم اللّٰه: وَاحْفَظُوا اَيْمَانَكُمْ**'' کا مطلب ہے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو کیونکہ توڑو گے تو کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ یعنی خود کو خائن ہونے سے روکو ورنہ کفارہ ادا کردیا کرو۔(۱۵۷)

قسم کب منعقد ہوتی ہے؟

جمہور علماء اور آئمہ اربعہ کے نزدیک قسم صرف اللہ کی ذات و صفات جمیع سے منعقد ہوجاتی ہے جبکہ اس پر حرفِ قسم داخل کیا جائے۔ جیسے ''**وَرَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضِ**''، ''**وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ**'' جبکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر وہ صفتِ الٰہی کہ جس کے ساتھ عرفِ عام میں قسم اُٹھائی جاتی ہے، قسم منعقد ہوجائے گی۔ جیسے ''**وعزةِ اللّٰهِ وقدرته**'' اگر وہ صفت عرفِ عام میں قسم کے لیے اِستعمال نہ ہوتی ہو تو قسم منعقد نہیں ہوگی۔ جیسے ''**و علم اللّٰه وارادته**'' وغیرہ۔

قرآن کریم کی قسم اُٹھانا تین آئمہ کرام کے نزدیک قسم ہے جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عرف نہ ہونے کی وجہ سے قسم نہیں ہوگی۔ مگر اب یہ عرف بن گیا ہے اس لیے اب قرآن کریم کی قسم اُٹھانے سے قسم منعقد ہوجائے گی۔(۱۵۸)

حنابلہ و حنفیہ کا قول ہے کہ محمد ﷺ کے نام کی قسم اُٹھائی جائے تو منعقد ہوجاتی

ہے اور حانث (قسم توڑنے والے) پر کفارہ آتا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں:

"تنعقد به اليمين و تجب الكفارة بالحنث"۔(۱۵۹)

جمہور علماء کا مؤقف ہے کہ حج، عمرہ، کعبہ، اِسلام، نبی، لات وعزی، شیطان، بت اور جس کی تعظیم کی جائے اُس کے نام سے نہ تو قسم منعقد ہوتی ہے اور نہ ہی کفارہ ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

"من حلف باللات والعزى اَو غيرهامن الأصنام أوقال اِن فعلتُ كذافأنا يهودى أ وُنصرانى أوُبرئٌ من الاسلام أومن النبى ﷺ لم تنعقد يمينه و عليه أن يستغفر اللّٰه ولا كفارة عليه و يستحب أن يقولُ لا الٰه اِلاّ اللّٰهَ"۔(۱۶۰)

ترجمہ: یعنی جس شخص نے لات وعزی یا ان کے علاوہ کسی اور بت کی قسم اُٹھائی یا کہا کہ اگر میں ایسا کروں تو یہودی ہوجاؤں یا نصرانی ہوجاؤں یا اسلام سے خارج ہوجاؤں یا نبی ﷺ سے باغی ہوجاؤں تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی اُس پر استغفار کرنا واجب ہے اور اُس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور مستحب ہے کہ وہ "**لا الٰـه اِلاّ اللّٰهَ**" پڑھے۔

جمہور علماء کا یہ بھی کہنا ہے:

"لاكفارةَ عليهِ ولايكونُ كافراً اِلاّأن أضمر ذالك بقلبه"(۱۶۱)

یعنی لات وعزی وغیرہ کی قسم کھانے والا نہ تو کافر ہے اور نہ ہی اُس پر کفارہ ہے سوائے اِس کے کہ اُس کے دل میں بھی لات و عزیٰ ہی چُھپا ہو۔

جبکہ امام اوزاعی ، امام ثوری، امام احمد، امام اسحٰق اور اُحناف کے نزدیک حج، عمرہ، کعبہ، اسلام، نبی، لات وعزی، شیطان، بت اور جس کی تعظیم کی جائے اُس کے نام کی قسم اٹھانے سے قسم منعقد ہوجاتی ہے اور حانث (قسم توڑنے والے) پر کفارہ بھی ہوتا ہے چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''وعن الحنفية تجب الكفارة الافى مثل قوله أنا مبتدع أوبرئٌ مِّنَ النبیﷺ واحتجَّ بايجاب الكفارة على المظاهر مع أن الظهار منكر من القول وزورا''۔(۱۶۲)

یعنی اور اُحناف کے نزدیک مندرجہ بالا ناموں سے قسم منعقد ہوجاتی ہے اور حانث پر کفارہ واجب ہے۔سوائے اس کے کہ کوئی کہے میں بدعتی ہوجاؤں یا نبیﷺ سے باغی ہوجاؤں تو اِس قول کو ظہار کرنے والے کے کفارے پر قیاس کرتے ہوئے کفارہ لازم قرار دیں گے کیونکہ ظہار میں (بیوی کو ماں کی طرف کہنا) بھی جھوٹی اور نامعقول بات ہونے کی وجہ سے کفارہ ہے۔لہٰذا اِن باتوں کو بھی نامعقول و جھوٹ قرار دے کر کفارۂ ظہار ادا کرنے کا حکم دیں گے۔

اور جس نے قسم اُٹھاتے ہوئے انشاء اللہ کہہ دیا اُس کی قسم ہی منعقد نہ ہوگی۔(۱۶۳)

قسم کی اُقسام:

قسم کی تین اُقسام ہیں:

۱۔ یمین غموس ۲۔یمین منعقدہ ۳۔یمین لغو

۱۔یمین غموس:

اُس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں جو دھوکہ اور فریب کے لیے ہو۔ یہ اکبر الکبائر ہے

لیکن اس پر کفارہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

”ھو الحلف علی أمرٍ ماضٍ یتعمدالکذب فیه فھذه الیمین یا ثم فیھا صاحبھا ولا کفارة فیھا الا التوبة والاستغفار“۔(۱۶۴)

ترجمہ: ”یعنی یمین غموس وہ قسم ہے جو کسی گذرے ہوئے زمانہ میں گذشتہ کام پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم اُٹھائی جائے تو اِس قسم سے قسم اُٹھانے والا گنہگار ہوجاتا ہے اور اس کا کفارہ توبہ واستغفار ہے“۔

چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”من حلف کاذباً أدخله اللّٰه النّار“۔(۱۶۵)

ترجمہ: ”یعنی جس نے جھوٹی قسم اُٹھائی اللہ اُسے جہنم کی آگ میں داخل کرے گا“۔

۲۔یمین منعقدہ:

یمین منعقدہ وہ قسم ہے جو ارادہ ونیت کے ساتھ کسی معاملے یا معاہدے کی تاکید وپختگی کے لیے اُٹھائی جائے۔ اس کے توڑنے پر کفارہ ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

”والمنعقدةمایحلف علی امرٍفی المستقبل ان یفعله اولایفعله وإذاحنث فی ذالک لزمتهُ الکفارة.قوله تعالیٰ:ولکن یواخذکم بما عقدتم الأیمان“۔(۱۶۶)

ترجمہ: ”یعنی اور یمین منعقدہ وہ ہے جو کوئی شخص مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں اُٹھائے اور جب وہ قسم توڑے

تو اُس پر کفارہ لازم ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: اورتمہاری اُن قسموں پر مواخذہ ہوگا جن کوتم پختہ کرلو‘‘۔

۳۔یمین لغو:

یہ وہ قسم ہے جو بغیر ارادہ ونیت کے عادتاً بات بے بات قسم اُٹھاتے جانا۔اس قسم پر مواخذہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

’’ویمین اللَّغوِأن یحلف علی اُمرٍ ماضٍ وھویظن انه کمال والأمر بخلافه فھذه الیمین نرجوان لایواخذاللّٰه بھا صاحبھا. قوله تعالٰی : لایواخذکم اللّٰه باللغوفی اَیمانکم‘‘۔(۱۶۷)

ترجمہ: ’’یعنی اورلغوقسم وہ ہے جوکسی گذشتہ کام پر اُٹھائی جائے اورلغوقسم اُٹھانے والا یہ گمان کرے کہ وہ کام اُس نے احسن طریقے سے مکمل کیا ہے جبکہ حقیقت اس کے خلاف ہوتو اُمید ہے کہ اِس قسم پر اللہ کریم مواخذہ نہیں فرمائے گا کہ اس کا فرمان ہے: اللہ تمہاری لغوقسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا‘‘۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

’’اَیمانُ الرُّمَاةِ لَغُوٌ لا کفارَة لَھا ولاعقوبة‘‘۔(۱۶۸)

’’تیروں کے ذریعے کھائی جانے والی قسمیں لغو ہیں نہ کفارہ ہے نہ سزا‘‘۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا لغوقسم کی تعریف یوں کرتی ہیں:

’’انّماالّلغوفی المزاحة والھزل، وھوقول الرجل :

لاواللّٰہِ وبلٰی واللّٰہِ فذاک لاکفارۃ فیه. انما الکفارۃ فیما عقد علیه قلبه أن یفعله، ثم لایفعله"۔(۱۶۹)

ترجمہ: ''یعنی بے شک لغو قسم مزاح اور غیر سنجیدہ گفتگو میں اُٹھائی جاتی ہے اور وہ کسی شخص کا یہ قول ہے کہ ''نہیں: اللہ کی قسم نہیں!! اور کیوں نہیں ! اللہ کی قسم!! تو اِس میں کفارہ نہیں ہے کیونکہ کفارہ اُس قسم میں ہوتا ہے جس پر دل سے ارادہ کرے کہ یہ کام وہ کرے گا یا نہیں کرے گا''۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ لغو قسم کے متعلق فرماتے ہیں:

"اللغو : الحلف علی المعصیة"۔(۱۷۰)

''لغو قسم کسی گناہ کے کام پر قسم اُٹھانا ہے۔ بہر حال اِس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا ہے''۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک قسم کی چار قسمیں ہیں۔ دو میں کفارہ ہے اور دو میں کفارہ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"الأیمان أربعة، یمینان یکفران ویمینان لایکفرانِ، فالیمینانِ اللذان یکفران: فالرجل الذی یحلف واللّٰہ لا أفعل کذا وکذا فیفعل. والرجل یقول واللّٰہ لأفعلن کذا وکذا فلا یفعل .

والیمینان اللذان لایکفران: فالرجل یحلف واللّٰہ ما فعلت کذا وکذا وقد فعل. والرجل یحلف لقد فعلت کذا وکذا ولم یفعله"۔(۱۷۱)

''یعنی قسمیں چار طرح کی ہیں۔ دو قسموں میں کفارہ ہے اور دو

قسموں میں کفارہ ادانہیں کیا جاتا ہے۔تو جن دوقسموں میں کفارہ لازم ہوتا ہے اُس کی مثال یوں ہے: کہ کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اللہ کی قسم میں ایسا ایسا کام نہیں کرونگا تو وہ ایسا کرڈالے تو اُس پر کفارہ ہے ۔ اِسی طرح کوئی شخص قسم اُٹھائے کہ اللہ کی قسم میں ضرور ایسا ایسا کام کروں گا پھر وہ نہ کرے تو اُس پر بھی کفارہ ہوگا۔ اور وہ دوقسمیں کہ جن میں کفارہ نہیں ہے اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص یوں قسم کھائے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا ایسا کام نہیں کیا ہے جبکہ اُس نے وہ کام کیا ہو یا پھر کوئی شخص قسم اُٹھائے کہ اللہ کی قسم میں نے ایسا ایسا کام کیا ہے جبکہ اُس نے وہ کام نہیں کیا ہے۔تو اِن دونوں قسموں کے اُٹھانے والوں پر کفارہ نہیں ہوگا''۔

قسم میں کفارہ کب لازم آتا ہے:

قسم اُٹھانے سے کفارہ لازم نہیں آتا ہے بلکہ قسم توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ پہلے جرم ہوگا پھر سزا دی جائے گی۔ چنانچہ امام محمود بن عمر الزمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''اِنّما تجب بالحنث فی الحلف، لابنفس الحلف''۔(۱۷۲)

ترجمہ: کفارہ قسم میں حانث ہونے پر واجب ہوتا ہے ۔صرف حلف اُٹھانے پر نہیں۔

البتہ شوافع نے آیت یمین (سورۃ المائدہ۔۸۹) کے ظاہر سے استدلال کیا ہے اور تقدیم الزکاۃ قبل الحول (سال مکمل ہونے سے پہلے،قبل از وقت زکاۃ ادا کرنا) پر قیاس کرتے ہوئے کہا ہے کہ کفارہ قسم توڑنے سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ

امام ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی البیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) لکھتے ہیں:

"واستدل بظاهره على جواز التكفير باالمال قبل الحنث. وهو عندنا خلافاً للحنفية"۔(۱۷۳)

ترجمہ: "انہوں (شوافع) نے آیت کے ظاہر سے استدلال کر کے مالی کفارہ قسم توڑنے سے پہلے ہی ادا کرنے کا جواز ثابت کیا ہے اور یہ ہم اُحناف کے مؤقف کے خلاف ہے"۔

شوافع نے مسلم شریف کی اِس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے:

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال النبی ﷺ: من حلف على يمين ورأىٰ غيرهاخيراً منها فليكفر عن يمينه وليأت الذی هو خير"۔(۱۷۴)

ترجمہ: "حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص قسم اُٹھائے اور اُسے بہتری کسی دوسرے معاملے/کام میں نظر آئے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے وہ کام کرے جو بہتر ہو"۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۸۹ وجوب کفارہ عندالحنث پر دلالت کرتی ہے اِس لیے قبل الحنث (قسم توڑنے سے پہلے) کفارہ واجب نہیں ہے۔ لہٰذا آیت یمین میں موجود "عقدتم الأيمان" کے ساتھ "حنثتم فيها" بھی ہے۔جیسا کہ سب کا اتفاق ہے کہ:

"فمن كان منكم مريضا او على سَفَرٍ فعدة من أيّامٍ اُخر"۔(۱۷۵)

ترجمہ: "تو جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ اپنے روزے دوسرے دنوں میں قضاء کرے"۔

اِس آیت میں پہلے افطارِ رمضان ہے پھر قضاء ہے نہ کہ افطار کے بغیر ہی قضا ہو اور اِسی طرح:

''اِذانودِیَ لِلصّلٰوۃ من یومِ الجمعۃ فاسعوا اِلی ذکرِ اللّٰہِ و ذروا البیع''۔(۱۷۶)

ترجمہ: ''جب تمہیں نماز کے لیے بلایا جائے (اذان دی جائے) جمعہ کے دن تو جلدی کیا کرو آنے کی اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف اور خرید وفروخت چھوڑ دیا کرو''۔

اِس آیت میں بھی سعی (جلدی آنا) ترک بیع (خرید وفروخت چھوڑنے) پر مقدم نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''وقال أصحاب الرأی : لاتجزئ الکفارۃ قبل الحنث''۔(۱۷۷)

ترجمہ: '' أصحاب الرائے (أحناف) کہتے ہیں کہ کفارہ قسم ٹوٹنے سے پہلے جائز نہیں ہے''۔

امام ابوجعفری طبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

''فیلزمکم حینئذٍ امّا کفّارۃ فی العاجل، وامّا عقوبۃ فی الآجل''۔(۱۷۸)

ترجمہ: ''اگر کوئی شخص ارادہ وقصد کے ساتھ قسم توڑے گا تو اُس پر لازم ہوجائے گا۔ تعجیلاً (دنیا میں) کفارہ یا تاجیلاً (آخرت میں) سزا''۔

کوئی شخص اگر جان بوجھ کر اپنی قسم توڑے گا تو اُس پر کفارہ واجب ہے اگر کفارہ ادا نہیں کرے گا تو آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اور بغیر نیت وارادے کے قسم توڑ بیٹھا ہے تو پھر اللہ کی مرضی

ہے۔ اُس کے ساتھ جو بھی معاملہ کرے۔ اُس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو جعفری طبری (متوفی ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

''اِن شاء واخذه به فی الآخرة و اِن شآء عفاعنه بتفضله، ولا کفارة علیه فیها فی العاجل، لانها لیست من الأیمان التی یحنث فیها''۔(۱۷۹)

ترجمہ: ''اگر اللہ چاہے گا تو اُسے آخرت میں پکڑے گا اور اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے اُسے معاف کردے گا۔ اُس پر دنیا میں کفارہ نہیں ہے کیونکہ بغیر نیت وارادہ کے بندہ قسم میں حانث نہیں ہوتا''۔

کفارہ اُس قسم میں ہوتا ہے جس میں حنث ہو۔ جھوٹی قسم میں حنث نہیں ہوتا لہٰذا کفارہ بھی نہیں ہوتا۔ اِسی لیے یمین غموس میں کفارہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''واستدل به علی أن لا کفارة فی الیمین الغموس''۔(۱۸۰)

ترجمہ: ''اور اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں ہوتا''۔

یمین غموس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''وذالک الیمین الصبر الکاذبة یحلف بها الرجل علٰی ظلم أوقطیعة، فتلک لا کفارة لها اِلا أن یترک الظلم اَو یرد ذالک المال اِلٰی أهلِهٖ''۔(۱۸۱)

ترجمہ: ''اور یہ قسم سخت جھوٹی ہے جس کے ذریعے ایک شخص ظُلم اور قطع تعلقی کی قسم اُٹھاتا ہے اس پر کفارہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ظلم چھوڑ دے اور مال اُس کے مالک کو واپس کردے''۔

جھوٹی قسمیں کھانے والے اللہ کے اِس فرمان کے مصداق ہیں:

''اِنَّ الَّذین یَشْتَرُوْنَ بعھدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِم ثمناً قَلِیْلاً ط
اُولئِکَ لاَ خَلاَقَ لَھُم فی الآخرَۃِ ولا یکلّھم اللّٰہ ولا ینظر
الیھم یوم القیمۃ ولا یزکّیھم ط ولھم عذاب الیم''o (۱۸۲)

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو کم داموں کے عوض بیچ دیتے ہیں۔ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔اللہ کریم اُن سے بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

اور جو لوگ اپنی قسموں کو پورا کرتے ہیں ، نبھاتے ہیں تو بے شک اللہ کریم بخشنے والا مہربان ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

''فاِن فاؤا فانّ اللّٰہ غفور الرحیم''۔(۱۸۳)

ترجمہ: ''قسمیں پوری کرنے والوں پر کوئی کفارہ نہیں ہے''۔

چنانچہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

''فاذا فاءَ فلا کفارۃ علیہ''۔(۱۸۴)

ترجمہ: ''تو جب کوئی قسم پوری کرلے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے''۔

قسم کا کفارہ کیا ہے؟

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۸۹ میں قسم کا کفارہ یوں بیان ہوا ہے:''قسم توڑنے والا کفارے کے طور پر دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے جو اگر اعلیٰ نہ ہو تو ادنی بھی نہ ہو بلکہ متوسط درجے کا ہو جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلاتا ہو۔ یا دس مسکینوں کو اوسط درجے کے کپڑے پہنائے جو اُس کے بدن کے اکثر حصے کو ڈھانپ سکیں یا ایک غلام آزاد کرے''۔(۱۸۵)

چنانچہ نبی ﷺ نے چار کلو کھجوروں سے کفارہ ادا کیا تھا جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

"کَفَّرالنبیﷺ بصاع من تمر وأمرالناس بذالک فمن لم یجد فنصف صاع من برّ"۔(۱۸۶)

ترجمہ: "نبی ﷺ نے ایک صاع (چار کلو) کھجور سے کفارہ ادا کیا اور لوگوں کو بھی اِسی کا حکم دیا۔تو جو نہ پائے (ایک صاع کھجور کی ہمت) تو گندم کا آدھا صاع (دوکلو) ادا کرے"۔

اِس حدیث کی بنا پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کفارہ قسم میں گندم نصف صاع (دوکلو) اور گندم کے علاوہ ا!جناس ایک صاع (چار کلو) ادا کرنا واجب ہے۔جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کفارہ قسم میں فرماتے ہیں:

"یغدیھم و یعشیھم"۔(۱۸۷)

ترجمہ: "دس مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلاؤ"۔

جبکہ کپڑے کم از کم اتنے ہوں کہ جسے پہن کر وہ نماز پڑھ سکیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ایک تہبند اور کُرتا یا ایک تہبند اور چادر ہو"۔(۱۸۸)

عظیم محدّث امام مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یجزی فی کفارۃ الیمین کلُّ شیٔ اِلاّ التُّبّانَ"۔(۱۸۹)

ترجمہ: "کفارۂ قسم میں ہر چیز دی جاسکتی ہے سوائے نیکر اور جانگیہ کے۔ کیونکہ نیکر یا جانگیہ کو کپڑے نہیں کہتے ہیں"۔

قسم کے کفارہ میں تین چیزیں اختیاراً واجب ہیں۔جس کی ترتیب یہ ہے کہ اوّل تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ دوم: دس مسکینوں کو کپڑے پہنائے۔سوم: یا ایک غلام آزاد کرے۔اگر اِن میں سے کسی ایک کے بھی ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر

تین دن کے روزے رکھے جو اس کی قسم ٹوٹنے کا کفارہ ہوگا۔

علامہ سید محمد احمد قادری تفسیر نسفی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''یہ تین روزے متواتر رکھنا شرط ہے ورنہ کفارہ ادا نہ ہوگا''۔(۱۹۰)

ابن الصباغ فرماتے ہیں:

''لیس فی الکفارات مافیہ تخییر ترتیب اِلاّ کفّارۃ الیمین ماألحق بھا''۔(۱۹۱)

ترجمہ: '' کفارات میں سوائے قسم کے کفارہ کے کہیں بھی ادائیگی کی ترتیب میں اِختیار نہیں ہے۔صرف قسم کے کفارے کی ادائیگی میں ترتیب میں اختیار ہے کہ چاہے کھانا کھلائے یا کپڑے دے یا غلام آزاد کرے ورنہ تین دن کے روزے رکھے''۔

شاید قسم کا وقوع زیادہ ہے اور معاشرے میں انسانی جبلت یکساں ہے مگر انسانی حیثیت مساوی نہیں ہے۔ اِس لیے بطور فضل و کرم کفارہ قسم کی ادائیگی میں تخییر ترتیب کی اجازت دی گئی ہے۔

قسم توڑنا منع نہیں ہے؟

معصیت و گناہ پر اگر قسم کھالی جائے تو اُسے کھولنا منع نہیں ہے بلکہ حلال ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

''قَدْفَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تحلَّةَ أَیْمانِکُمْ''۔(۱۹۲)

ترجمہ: ''تحقیق اللہ نے تمہارے لئے قسموں کو توڑنا یا کھولنا حلال کردیا ہے''۔

یعنی کفارہ ادا کر کے جس کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی ہے وہ کام کر سکتے ہو۔ چنانچہ اِمام ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''قولہ تحلت اَیمانکم أی تحلیلھا بالکفارۃ''۔(۱۹۳)

ترجمہ: ’’یعنی اللہ کا فرمان کہ تمہارے لیے قسم کھولنا/توڑنا حلال کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ کی ادائیگی کے ساتھ حلال و جائز ہے‘‘۔

چنانچہ شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

’’ومن حلف علی معصیة مثل أن لایصلّی اَو لایکلّم اَبَاهُ اَولیقتلن فلاناً ینبغی أن یحنث نفسه ویکفّر عن یمینه‘‘۔(۱۹۴)

ترجمہ: ’’یعنی اور جو شخص کسی گناہ پر قسم اُٹھائے جیسے کہ کہے: کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا یا وہ اپنے والدین سے بات نہیں کرے گا یا وہ فلاں کو ضرور قتل کردے گا۔ اُسے چاہیے کہ وہ خود ہی قسم توڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے‘‘۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

’’عن عبدالرحمٰن بن سمرة قال قال لی النبیﷺ و اِذاحلفت علی یمین فرأیت غیرَها خیراً منها فکفِّرعن یمینک وائتِ الّذی هُوَ خیرٌ‘‘۔(۱۹۵)

’’حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تو کسی بات پر قسم اٹھالے اور تجھے لگے کہ جس کام پر قسم کھائی ہے اُس کی بنسبت دوسرا کام زیادہ بہتر ہے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر اور وہ کام کر جو بہتر ہے‘‘۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’الرجل یحلف علی المعصیة، فلا یوأ خذہ اللّٰہ بترکها، ویکفّر‘‘۔(۱۹٦)

''یعنی جو شخص گناہ پر قسم اُٹھالے اُس قسم کو توڑنے پر اللہ کریم اُس سے مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ ہاں وہ کفارہ ادا کردے''۔

جبکہ بعض بزرگوں کے نزدیک نافرمانی و گناہ پر اُٹھائی گئی قسموں پر کفارہ بھی نہیں ہے کیونکہ معصیت و گناہ پر قسم اُٹھانا اُن کے نزدیک شیطانی کام ہے اور شیطانی اُقدامات پر کفارہ ادا نہیں کیا جاتا!! چنانچہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عن مسروق، في الرجل يحلف على المعصية، فقال: أيكفّر خطوات الشيطٰن؟ ليس عليه كفارة''۔(۱۹۷)

''حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے اُس شخص کے بارے میں مروی ہے کہ جو معصیت پر قسم اُٹھالے۔ وہ فرماتے ہیں: کیا شیطانی کام پر کفارہ ادا کرے گا؟ اُس پر کفارہ نہیں ہے''۔

اگر کوئی شخص کسی چیز کو جو اُس کی ملکیت میں ہو اپنے اوپر حرام کرلے تو اُس کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے۔ البتہ بیوی کو اگر حرام کرلے تو اگر طلاق کی نیت ہے تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ ورنہ قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برھان الدین المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

''ومن حرم على نفسه شياءً ممّا يملكه لم يصرّ محرّماً وعليه ان استباحه كفارة يمين''۔(۱۹۸)

''یعنی اور جو شخص اپنی ملکیت کی کسی شئی کو خود پر حرام کرلے وہ اُس پر حرام نہیں ہوتی البتہ اُسے اپنے حلال و مباح بنانے کے لیے اُسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا''۔

۲۔صوم اور کفارۂ صوم :

صوم کیا ہے؟

یاایھاالذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔(۱۹۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے (لوگوں) پرفرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

وفی اللغۃ : الامساک عمّا تنازع الیہ النفس۔(۲۰۰)

ترجمہ: اس چیز سے رُک جانا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرے۔ لغت میں اُسے روزہ کہتے ہیں۔

وفی الشرع : عبارۃ عن امساک مخصوص، وھوالامساک عن الأکل والشرب والجماع من الصبح الی المغرب مع النیۃ۔(۲۰۱)

ترجمہ: شریعت میں کسی خاص چیز سے رُکنے کا نام روزہ ہے اور وہ ہے کھانے، پینے اور جماع سے صبح سے مغرب تک نیت کے ساتھ رُکنا۔

قرآن کریم میں آتا ہے:

اِنّی نذرتُ للّرحمٰنِ صوماً۔(۲۰۲)

ترجمہ: میں نے رحمٰن (اللہ) کے لیے روزے کی نذر مانی ہے۔

صیام اور صوم کا مصدر صام ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے:

فعلیہ بالصوم فان الصوم لہ و جآءَ۔(۲۰۳)

ترجمہ: تو اُس پر روزہ رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ روزہ اُس کی شہوت کو ختم کردے گا۔

حضرت سفیان بن عینیہ ''صوم'' کی تعریف یوں کرتے ہیں:

اَلصَّومُ ھو الصَّبْرُ، یصبر الانسان علی الطعام و الشراب و النکاح : ثم قرأ: اِنّما یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھم بِغَیْرِ حِسَابٍ۔(۲۰۴)

ترجمہ: ''صوم'' صبر کو کہتے ہیں کیونکہ روزے میں انسان کھانے، پینے اور نکاح سے صبر کرتا (رکا رہتا) ہے۔ پھر انہوں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ''بے شک صبر کرنے والوں کو بے حد و بے شمار اجر دیا جائے گا''۔

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے تھے اور یہ روزے سابقہ تمام انبیاء و اُمّتوں پر بھی فرض رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

اوّلھم آدم یعنی أن الصوم عبادۃ قدیمۃ اَصلیۃ ماأ خلی اللّٰہ اُمّۃ من افتراضھا علیھم، لم یفرضھا علیکم وحدکم۔(۲۰۵)

ترجمہ: سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں جن پر روزے فرض ہوئے کیونکہ روز ہ نہایت قدیم اور پہلی عبادت ہے اور کوئی اُمّت روزوں کے فرض ہونے سے خالی نہیں گذری ہے۔ نہ ہی تم اکیلے ہو کہ جن پر یہ روزے فرض ہوئے ہیں۔

اور قرآن بھی اس بات کی تصدیق کر رہا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔(۲۰۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کردیئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

اِرشادِ الٰہی ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔(۲۰۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر روزہ نہ رکھیں تو ایک مسکین کو کھانا کھلا کر فدیہ ادا کر دیا کریں۔

اِس آیت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ امام علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الشہیر بالخازن (متوفی ۷۲۵ھ) لکھتے ہیں:

وذالک انهم کانو افی ابتداء الاسلام مخيرين بين أن يصوموا وبين أن يفطروا ويفدوا وانماخيرهم الله تعالىٰ لئلا يشق عليهم لانهم كانوالم يتعودواالصوم ثُمَّ نَسَخَ التخيير ونزلت العزيمة بقوله تعالىٰ، فمن شهد منكم الشهر فَلْيَصُمْ۔(۲۰۸)

ترجمہ: اور یہ ابتدائے اسلام میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار تھا اور نہ رکھنے والوں کو فدیہ ادا کرنے کا حکم تھا اور اللہ نے یہ اختیار دیا تھا کہ مشقت سے بچنے کے لیے یعنی جو لوگ روزہ برداشت نہ کر سکیں۔ پھر یہ اختیار منسوخ ہوگیا اور واضح حکم آ گیا کہ ہر حال میں روزہ رکھو۔ اللہ کا یہ ارشاد کہ ''جو کوئی تم میں سے (رمضان) کا مہینہ پالے تو وہ ضرور روزہ رکھے''۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ جبکہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نفاذ شریعت میں جس تدریج کو ملحوظ رکھا گیا ہے یہ قول اس کے عین مطابق ہے''۔(۲۰۹)

بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بوڑھے، بوڑھیا، مسافر، مریض، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں ہیں جو روزہ رکھ کر مشقت میں پڑ سکتے ہیں۔ یہ ان کے لیے رعایت ہے جواب بھی بحال ہے۔ چنانچہ اِس رائے کی بنیاد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے:

لیست بمنسوخة هو الشيخ الكبير والمرأة الكبيرة لايستطيعان أن يصوما فيطعمان مكان كل يوم مسكين۔(۲۱۰)

ترجمہ: یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ اِس سے مراد بوڑھے اور بوڑھیاں ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ہر روزے کے بدلے وہ دونوں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

صوم کی اُقسام:

باعتبارِ جنس روزے کی گیارہ قسمیں ہیں۔ آٹھ قِسم کے روزوں کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ جبکہ تین قسم کے روزے سنت سے ثابت ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم سے ثابت شدہ آٹھ میں سے چار طرح کے روزوں میں تسلسل ضروری ہے اور وہ چار یہ ہیں:

i) صوم رمضان
ii) صوم کفارۃ الظھار
iii) صوم کفارۃ الیمین
iv) صوم کفارۃ القتل

آٹھ میں سے دوسرے چار وہ ہیں کہ جن میں اختیار ہے چاہے تسلسل سے رکھے جائیں چاہے متفرق!! اور وہ یہ ہیں:

i) قضاءِ رمضان
iii) صوم المتعۃ (حج تمتع کی قربانی کرنے کی طاقت نہ ہوتو ۱۰ روزے رکھے)

ii) صوم فدیۃ الحلق
(سر کے بال دورانِ حج وقت سے پہلے منڈوانے پڑجائیں تو چھ مسکینوں کو کھانا دے یا بکری ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے)

iv) صوم جزاء الصید
(حج کے دوران شکار کیا تو اس کا مثل دے اگر مثل نہ ملے تو ابن عباس کے بقول: چھ مساکین کو کھانا دے یا تین دن کے روزے رکھے۔)

سنت سے ثابت شدہ روزے یہ ہیں:

i) صوم کفارۃ الفطر فی رمضان: یعنی رمضان میں روزہ توڑنے کے کفارے کے روزے۔

ii) صوم التطوع: نفلی روزے

iii) صوم النذر: منّت کے روزے۔(۲۱۱)

بِاعتبارِ حکم روزے کی اُقسام:

حکم کے اعتبار سے روزے کی پانچ اُقسام ہیں:
فرض۔ واجب۔ نفل۔ مکروہ تنزیہی۔ مکروہ تحریمی

۱۔ فرض روزے دو طرح کے ہیں۔ معین اور غیر معین:

i) فرض معین: جیسے ادائے رمضان

ii) فرض غیر معین: جیسے قضائے رمضان

۲۔ واجب روزے بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ معین اور غیر معین:

i) واجب معین: جیسے کفارے کے روزے

ii) واجب غیر معین: جیسے نذر مطلق

۳۔ نفل روزے کی دو قسمیں ہیں۔ نفل مسنون اور نفل مستحب:

i) نفل مسنون: جیسے عاشوراء (دسویں محرم کا روزہ) اور اس کے ساتھ نویں کا روزہ اور ہر ماہ تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کا روزہ۔

ii) نفل مستحب: جیسے عرفہ کا روزہ ، پیر اور جمعرات کا روزہ ، شش عید کے روزے، صوم داوٗد علیہ السلام (ایک دن روزہ ایک دن ناغہ)

۴۔مکروہ تنزیہی:

جیسے صرف ہفتہ کے دن کا روزہ رکھنا(یا صرف جمعہ کا روزہ رکھنا) نیروز و مہرگان کے دن کا روزہ، صوم الدھر (ہمیشہ روزہ رکھنا) صوم سکوت (چپ کا روزہ رکھنا کہ کسی سے بات چیت ہی نہ کرے) صومِ وصال (روزہ رکھ کر بغیر افطار کیے اگلے دن روزہ رکھنا)

۵۔مکروہ تحریمی:

جیسے عیدین اور ایّام تشریق کے روزے وغیرہ۔(۲۱۲)

روزے کے اسباب:

روزہ فرض ہونے کا سبب ماہِ رمضان المبارک کی آمد ہے۔جیسا کہ اِرشادِ الٰہی ہے:

شَهْرُ رَمَضَان الذّی اُنزِلَ فِیهِ القرآنُ وَبیّنَاتٍ مِّنَ الهُدیٰ وَالْفُرقَانُ فَمَنْ شهِدَ منکم الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ۔(۲۱۳)

ترجمہ: ''یہ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا ہے ۔ جو لوگوں کو دیتا ہے۔جس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کی نشانیاں ہیں۔ تو تم میں سے جو شخص اس ماہ کو پائے اُسے روزہ رکھنا چاہیے''۔

روزہ واجب ہونے کا سبب نذر یا منت ماننا ہے۔قرآن میں ہے:

وَالْیُوفُوا نُذُورَکُم۔(۲۱۴)

ترجمہ: ''اور اپنی منّتیں پوری کرو۔

اور حدیث میں آتا ہے:

من نذر أن يطيع الله فليطعه۔(۲۱۵)

ترجمہ: ''جو کوئی اللہ کی اطاعت کی نذر مانے تو اُسے چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے''۔

روزہ کے کفارہ ہونے کا سبب قسم توڑنا، قتل یا ظہار وغیرہ ہے۔(۲۱۶)

روزے کی شرائط:

روزے کی شرائط تین طرح کی ہیں:

۱۔ روزہ کے واجب ہونے کی شرط: اِسلام، عقل اور بلوغت۔

۲۔ روزہ کے وجوب ادائیگی کی شرط: صحت اور قیام

۳۔ روزہ کی صحت ادائیگی کی شرط: نیت یعنی میں کل روزے سے ہوں۔ دل کی معرفت ہو یا زبان سے الفاظِ نیت کی سنت ادا کرے۔ البتہ رمضان میں ہر روز نیت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ رمضان میں سحری کھانا ہی روزے کی نیت ہے۔

الفاظ نیت یوں ادا کر سکتا ہے:

نويت أن أصوم غداً اِن شاء الله تعالیٰ۔(۲۱۷)

ترجمہ: ''میں نیت کرتا ہوں کل کے روزے کی ان شاء اللہ تعالیٰ''

روزے کے درجات:

روزے کے تین درجات ہیں:

۱۔ عام لوگوں کا روزہ: پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے، پینے اور جماع سے روکنا۔

۲۔ خواص کا روزہ: پیٹ اور شرم گاہ کے روزے کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

۳۔ خاص الخاص کا روزہ: ماسویٰ اللہ سے خود کو کلی طور سے جُدا کر کے صرف اُسی کی طرف متوجہ رہنا۔(۲۱۸)

روزے میں کفارے کا اطلاق:

رمضان المبارک میں روزہ دار مکلّف و مقیم نے ادائے رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا۔ انزال ہوا یا نہیں۔ یا اُس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا۔ یا اُس نے کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا۔ یا لذت کے لیے کوئی چیز کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اُس نے گمان کرلیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر اُس نے ارادتاً کھا پی لیا۔ مثلاً فُصد لیا یا پچھنا لگوایا۔ یا سرمہ لگایا۔ یا جانور سے وطی کی۔ یا عورت کو چھووا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا۔ یا مباشرت فاحشہ کی مگر اِن سب صورتوں میں انزال (Discharge) نہیں ہوا۔ یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی۔ اب اِن اَفعال کے بعد ارادتاً کھا پی لیا۔ تو اِن تمام صورتوں میں روزہ کی قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔

☆ سر میں تیل لگایا یا کسی کی غیبت کی پھر یہ گمان کرلیا کہ روزہ ٹوٹ چکا ہے یا کسی عالم دین نے روزہ ٹوٹنے کا فتویٰ جاری کردیا تو اب اُس نے کھا پی لیا تو جب بھی کفارہ لازم ہے۔

☆ اگر روزے دار کو اِحتلام ہوا اور اُسے معلوم تھا کہ روزہ نہیں ٹوٹا ہے پھر بھی اُس نے کھایا، پیا تو کفارہ لازم ہے۔

☆ اپنا یا کسی دوسرے کا لعاب (تھوک) چاٹنے سے کفارہ نہیں ہے مگر محبوب کا لعاب

لذت کیلئے چاٹا یا کسی بزرگ کا لعاب تبرک کے لیے نگل لیا تو کفارہ لازم ہے۔

☆ جن صورتوں میں روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں آتا ہے اُن میں شرط یہ ہے کہ ایک بار ہی ایسا ہوا ہو/ معصیت و گناہ کا ارادہ نہ ہو ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔

☆ کچا گوشت کھایا اگر چہ مردار کا ہی ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جبکہ سڑا ہوا ہو یا اُس میں کیڑے پڑے ہوں۔تو کفارہ نہیں ہے۔

☆ تِل یا تِل برابر کوئی چیز منہ میں چبائے بغیر نگلی تو روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ واجب ہے۔(۲۱۹)

☆ ملتانی مٹی، گل ارمنی یا وہ مٹی کھائی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے تو کفارہ واجب ہے۔

☆ نمک بہت سا کھایا تو کفارہ نہیں ہے جبکہ تھوڑا سا نمک کھایا تو روزہ ٹوٹ گیا اور کفارہ واجب ہے۔

☆ خشک پستہ یا بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہے یا تر بادام پورا نگل لیا تو کفارہ واجب ہے۔

☆ چنے کا ساگ یا درختوں کے کھانے والے پتے کھائے۔ یا بھنے ہوئے چاول، جو، باجرا یا مونگ کھائی تو کفارہ واجب ہے۔

☆ مشک، زعفران، کافور، سرکہ، خربوزہ، تربوزہ، ککڑی، کھیرا یا باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔

☆ سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا کہ یاد آ گیا اور نگل گیا تو کفارہ واجب ہے۔

☆ عورت نے نابالغ، مجنوں سے وطی کرائی یا مرد کو وطی پر مجبور کیا تو عورت پر کفارہ واجب ہے۔

☆ رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔

☆ کسی شخص کو قے آئی تو اُس نے گمان کیا کہ اُس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اُس نے کھا پی لیا تو اُس پر کفارہ نہیں ہے اور اگر وہ جانتا تھا کہ اُس کا روزہ نہیں ٹوٹا ہے پھر بھی کھالیا یا پی لیا تو اُس پر کفارہ ہے۔

☆ اگر کسی شخص نے کسی جانور یا مردے سے زنا کیا اور گمان کیا کہ اُس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر جان بوجھ کر کھالیا تو اُس پر کفارہ ہے اگر وہ عالم ہے، اور اگر جاہل ہے تو پھر صرف قضاء ہے۔ کفارہ نہیں!! (۲۲۰)

☆ اگر کسی نے رمضان میں سفر شروع کیا پھر کوئی بھولی ہوئی چیز اُٹھانے کے لیے گھر آ گیا اور گھر میں آ کر کھا لیا پھر سفر پہ نکلا تو قیاساً اُس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ اُس کا سفر ختم ہو چکا تھا۔

☆ جس کسی کو باری کا بخار ہوتا ہے۔ جس دن اُسے بخار آنا تھا اُس نے اِس وہم پر کہ بخار آئے گا اور اُسے کمزور کر دے گا اُس نے کھایا پیا تو بخار اُس دن نہیں آیا۔ اب اس شخص پر کفارہ لازم ہے۔ (۲۲۱)

☆ اور جب دو آدمی گواہی دیں کہ فجر طلوع ہوگئی ہے اور دو گواہی دیں کہ فجر طلوع نہیں ہوئی ہے۔ تو اس پر کسی شخص نے یقین کرتے ہوئے کھایا پیا مگر پھر پتہ چلا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو اُس شخص پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں بالاتفاق!!

☆ اگر کوئی فاسق شخص چاند نظر آنے کی گواہی دے اور حاکم وقت قبول کر کے اعلان عام کر دے مگر خود اور شہر کا کوئی ایک آدمی روزہ نہ رکھے تو عام مشائخ کا قول ہے کہ اُس پر کفارہ لازم ہے۔ (۲۲۲)

کفارہ صوم :

روزے کا کفارہ بھی کفارۂ ظہار کے قائم مقام ہے کیونکہ کفارۂ ظہار قرآن سے منصوص ہے جبکہ کفارہ صوم سنت سے ثابت ہے چنانچہ امام ابو بکر علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

والکفارۃ مثلُ کَفَّارَۃِ الظِّھَارِ ۔(۲۲۳)

ترجمہ: ''کفارہ (روزے کا کفارہ) کفارۂ ظہار کی طرح ہے''۔

چنانچہ حدیث میں بھی آتا ہے:

من أفطر فی رمضان فعلیه ماعلی الظاھر ۔(۲۲۴)

ترجمہ: ''جس نے رمضان کا روزہ توڑا تو اُس کا (کفارہ) وہی ہے جو ظہار کرنے والے کا ہے''۔

اُحناف کے نزدیک روزے کا کفارہ، روزہ توڑنے سے متعلق ہے یعنی جب روزہ توڑا جائے گا جان بوجھ کر کھانے، پینے یا جماع کرنے سے تو کفارہ لازم ہوگا چنانچہ امام کمال الدین محمد عبدالواحد المعروف بابن ہمام الحنفی (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

ولنا أن الکفارۃ تعلقت بجنایة الافطار ۔(۲۲۵)

ترجمہ: ''ہمارے (اُحناف) کے نزدیک کفارہ روزہ توڑنے پر موقوف ہے''۔

اگر کوئی بھول کر رمضان میں کھا پی لے یا جماع کرلے تو اُس پر کفارہ اور قضا دونوں ہی نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث رسول ﷺ ہے:

من افطر فی رمضان ناسیاً فلا قضاء علیه ولا کفارۃ ۔(۲۲۶)

ترجمہ: ''جس نے رمضان میں بھول کر افطار کیا اُس پر نہ قضاء ہے اور نہ ہی کفارہ''۔

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

رُفِعَ عن أمّتی الخطاءِ والنسیان۔(۲۲۷)

ترجمہ: ''میری اُمّت سے بھول چوک کا گناہ اُٹھالیا گیا ہے''۔

اگر کوئی شخص کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتا ہے تو اُسے کفارہ صوم ادا کرنے سے روکا جائے گا۔ چنانچہ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الھمام الحنفی (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

أن القدرة علی ثمن الرقبة تمنع التکفیر بالصوم۔(۲۲۸)

ترجمہ: ''اگر غلام آزاد کرنے کی قدرت و قیمت رکھتا ہے تو روزے کے ساتھ کفارہ ادا کرنے سے منع کیا جائے گا''۔

کیونکہ غلام آزاد کرنے سے دوسرے انسان کو فائدہ پہنچے گا جبکہ روزہ رکھنے سے صرف اپنے نفس کو سزا ملے گی جبکہ دوسرے شخص کو فائدہ پہنچانا یا دوسروں کے کام آنا بڑی نیکی ہے۔

کفارے کے روزے چونکہ غیر متعین ہوتے ہیں اس لیے ان کی نیت رات ہی سے کرنا ضروری ہے ورنہ روزے جائز نہ ہوں گے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برھان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

وصوم الکفارة فلایجوز الابنیة مّن اللّیل لانّه غیر متعین۔(۲۲۹)

ترجمہ: ''کفارے کا روزہ رات ہی سے نیت کیئے بغیر جائز نہیں ہے کیونکہ یہ غیر متعین ہے''۔

کفارہِ صوم کا سبب:

کفارہ، صرف رمضان المبارک کے روزے کی حرمت کو پامال کرنے کی وجہ

سے لازم آ تا ہے۔ ورنہ غیر رمضان میں چاہے وہ روزے قضائے رمضان ہی کے ہوں اگر کسی نے روزہ توڑا تو اُس میں قضاء ہے کفارہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ محمد اعزاز علی (متوفی ۱۳۷۴ھ) لکھتے ہیں:

لأن الکفارة وردت فی هتک حرمة رمضان۔(۲۳۰)

ترجمہ: ''کفارہ، رمضان المبارک کی حرمت پامال کرنے کی وجہ سے لازم آتا ہے''۔

شکوک وشبہات سے بھی کفارہ مٹ جاتا ہے جیسے کہ حدود یعنی سزائے سرقہ اور سزائے زنا، شک سے ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ اِسی طرح کفارے کے لزوم کے لیے جرم کا صورتاً ومعناً دونوں طرح کامل ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

اَمّا الکَفَّارَة فتفتقر الی کمال الجنایة لانها تندری بالشبهات کا الحدود۔(۲۳۱)

ترجمہ: ''بہرحال کفارہ جرم کے کامل طور سے ثابت ہونے پر موقوف ہے کیونکہ شبہات کی وجہ سے کفارہ ساقط ہوجاتا ہے جیسے کہ حدود''۔

اِسی طرح اگر کسی آدمی کو رمضان المبارک کا چاند تنہا نظر آیا تو قرآن کی آیت: فمن شَهِدَ منکم الشهر فلیصمه۔(۲۳۲) اور حدیث: صوموا الرویته کے تحت اُس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اگر رکھ کر توڑے گا تو ہم اُحناف کے ہاں کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ تمام لوگ رمضان کا چاند دیکھ رہے تھے مگر صرف اِسی شخص کو تنہا نظر آیا ہے اور قاضی نے شرعی حجت کی بنیاد پر اُس کی شہادت (گواہی) کو رَد کردیا ہے اور دلیل شرعی غلطی کی تہمت ہے۔ گویا اُس کا دیکھنا مشکوک ہوگیا کہ صرف اُسے ہی چاند دکھائی پڑا ہے کسی اور کو نہیں۔ تو اب اس پر رمضان فرض نہ ہوا بلکہ واجب ہوا۔ اور کفارہ فرض روزہ توڑنے پر ہے،

واجب توڑنے پر نہیں ہے۔ لہٰذا امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

هذهِ الكفّارة تندری باالشبهات۔(۲۳۳)

ترجمہ: ''اُس شخص پر سے یہ کفارہ شبہات کی وجہ سے ساقط ہوگیا ہے''۔

کفارۂ صوم کی ادائیگی:

رمضان المبارک کا روزہ توڑنے کی سزا (کفارہ) ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہوسکے جیسا کہ اب باندی و غلام کا تصوّر ہی مٹ چکا ہے تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ چنانچہ احادیث میں اِس کی تفصیل موجود ہے۔ مثلاً:

عن ابی هريرة أن النبیﷺ امر رجلاً أفطر فی رمضانَ أن يعتق رقبةً أو يصوم شهرين متتابعين و يطعم ستين مسكيناً۔(۲۳۴)

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیﷺ نے اُس شخص کو حکم دیا کہ جس نے رمضان المبارک کا روزہ توڑا تھا کہ وہ غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے''۔

دوسری حدیث ہے:

عن ابی هريرة قال جآءَ رجل الی النبی صلّی اللّٰه عليه وسلم فقال هلكتُ يارسولَ اللّٰه، يارسولَ اللّٰه، قال: وماأ هلكك؟ قال: وقعت علی امراة فی رمضانَ وأناصائم. قال: هل تجد ماتعتق رقبة، قال: لا، قال: فهل

تستطیع أن تصوم شهرین متتابعین ، قال: لا، قال: فهل تجد ماتطعم ستین مسکیناً، قال: لا، قال: احبِس الخ۔(۲۳۵)

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں : ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ میں ہلاک ہوگیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کس چیز نے تجھے ہلاک کردیا ہے۔ وہ کہنے لگا ۔ میں نے رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں جماع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غلام آزاد کرنے کی ہمت ہے؟ وہ بولا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تو دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ وہ بولا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ وہ بولا نہیں! تب آپ ﷺ نے فرمایا: رُک جا''۔

اِن احادیث سے رمضان المبارک میں روزہ توڑنے کا کفارہ اور اُسکی ادائیگی کی ترتیب واضح ہوگئی ہے۔ لیکن یہاں دوسوال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر کوئی شخص ایک رمضان المبارک میں بار بار جرم کرتا ہے تو ہر جرم کا کفارہ الگ ہوگا یا تمام جرائم کا ایک ہی کفارہ ہوگا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص تینوں طرح کے کفارے ادا کرنے کے قابل نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟

پہلے سوال کے جواب میں امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

وَلَو جَامَعَ مراراً فی اَیّام من رمضان واحد ولم یکفر کان

علیہ کفارۃ واحدۃ. فلو جامع فکفر ثم جامع علیہ کفارہ اُخریٰ وروی زفرعن ابی حنیفۃ ولو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتانِ واِن لم یکفر للاوّل۔(۲۳۶)

ترجمہ: ''اگرکوئی شخص ایک ہی رمضان میں کئی مرتبہ جماع کرے اور ہر مرتبہ کفارہ ادانہیں کیا ہےتو اُس پرایک ہی کفارہ ادا کرنا لازم ہے اوراگرایک مرتبہ جماع کر کے کفارہ ادا کردیا اور پھر دوبارہ جماع کیا تو اب دوسری دفعہ کفارہ ادا کرنا ضروری ہےاور امام زفر نے امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر الگ الگ دورمضانوں میں جماع کیا ہےاور پہلے رمضان کا کفارہ ادانہیں کیا ہےتو اُس پردو کفارے لازم ہیں''۔

اگرکوئی کفارہ کی کوئی بھی قسم ادا کرنے کے قابل نہ ہوتو پھراُسے استغفار کرنا چاہیے چنانچہ امام ابن ھمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

فان لم یقدر علی الاطعام لعسرتہ یستغفر اللّٰہ۔(۲۳۷)

ترجمہ: ''تو اگر وہ کھانا کھلانے کے قابل بھی نہ ہو،تنگی کی وجہ سےتو اللہ سےتوبہ کرتا رہے''۔

اگرکسی پر رمضان المبارک کی قضاءتھی مگر اُس نے ادا نہ کی۔ یہاں تک کہ نہایت بوڑھا (شیخ فانی) ہوگیا،جس کے تندرست ہونے کی اُمید ہی نہیں ہے،تو اُس کے لیے ہرروزے کے بدلےصدقۃ الفطر کی مقدار برابر فدیہ دینا جائز ہے۔

یااگرکوئی شخص ہمیشہ نذر کےروزے مانتا ہےمگر ہمیشہ روزہ رکھنے سے جسمانی کمزوری ہوگی اور روزی کمانے کے لیے محنت ومزدوری مشکل ہوجائے گی تو وہ افطار کرےمگر ہرروزے کے بدلے فدیہ ادا کرے۔

اگر کوئی شخص گرمی کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکتا ہو تو وہ سردی میں اُن روزوں کی قضاء کرلے اگر ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر نہ مانی ہو۔ اگر نذر معین ہو مگر روزے نہ رکھے یہاں تک کہ شیخ فانی ہوگیا تو فدیہ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ ورنہ اگر عسرت و تنگی کی وجہ سے نہ فدیہ ادا کرسکتا ہے نہ کھانا کھلا سکتا ہے تو توبہ و اِستغفار کرے۔(۲۳۸)

اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کا کفارہ روزوں کے ذریعے ادا کررہا تھا مگر کسی وجہ سے انقطاع (وقفہ) پیدا ہوگیا تو نئے سرے سے روزے رکھنا ہونگے چنانچہ امام ابن ھمام حنفی (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

وإن كان تسعة و خمسين يوماً لا نقطاع التتابع فى الكفارة فيجب عليه الاستيناف۔(۲۳۹)

ترجمہ: ''اور اگر انسٹھ روزے بھی ہوچکے تھے پھر ناغہ ہوگیا تو نئے سرے سے روزے رکھنا ہونگے''۔

البتہ عورت کو حیض آجائے تو حیض کا ناغہ تتابع کو مانع نہیں ہے۔ حیض سے پہلے اور بعد کے مِلا کر ساٹھ ہوجائیں گے۔(۲۴۰)

۳۔ کفارۂ ظہار:

ظہار کی لغوی تفہیم:

''اَلظِّهَارُ'' مصدر ہے ''ظَاهِرٌ'' کا اور ''ظَاهِرٌ'' مشتق ہے ''الظَّهرُ'' سے اور ''اَلظَّهرُ'' کے معنی ہیں ''پیٹھ''۔ چنانچہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

اَلظِّهارُ، اَصلُهُ مَاخُوذٌ مِّنَ الظَّهرِ. وإنّما خصّوا الظَّهرَ دُونَ البطنِ و الفخذِ وَالفَرجِ. وهٰذهٖ اولٰى بالتحريمِ۔(۲۴۱)

ترجمہ: '' اَلظِّهارُ کی اصل اَلظَّهرُ سے ماخوذ ہے اور پیٹ، ران اور فرج

کی بجائے الظھر (پیٹھ) کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حرمت
کے اظہار میں یہ اولیٰ ہے‘‘۔

شیخ عبدالغنی الغنیمی المیرانی ’’اَلظِّھارُ‘‘ کی لغوی تعریف یوں کرتے ہیں:

هُو لغةً مُقَابَلَةُ الظَّهرِ بِالظّهُرِ ۔(۲۴۲)

’’یعنی اَلظِّھارُ باب مفاعلہ سے ہے جس کا مطلب ہے پیٹھ سے پیٹھ لڑانا۔ مثلاً دو آدمی جب آپس میں لڑتے ہیں تو ایک دوسرے سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ بالکل اِسی طرح شوہر اور بیوی بھی پیٹھ پھیر کر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں مگر تشبیہہ و تمثیل کے ساتھ۔

ظہار کی اصطلاحی تعریف:

اِصطلاحِ فقہاء میں ظہار کی تعریف یہ ہے:

تشبيهه المنكوحة باالمحرمة على سبيل التأ بيد اتفاقاً بنسب أو رضاع أو مصاهرة۔(۲۴۳)

ترجمہ: ’’بیوی کو ایسی عورت سے تشبیہہ دینا جس کی حرمت شوہر پر دائمی ہو اِس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ حرمت نسب کی وجہ سے ہو یا رضاعت کی وجہ سے یا سسرال ہونے کے سبب!!‘‘

السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلظِّهارُ هُوَ تشبيه زوجته أو ماعبّر به عنها أو جز شائع منها بعضو يحرم نظره اِليه من أعضاء محارمه نسباً أو رضَاعاً كأمه و بنته و أخته۔(۲۴۴)

ترجمہ: ’’ظہار، اپنی بیوی کو تشبیہہ دینا یا اُس کے جسم کے کسی حصے یا عضو کو اُس عورت یا اُس کے جسم یا کسی عضو سے تعبیر کرنا جس کی طرف دیکھنا نسباً یا رضاعاً حرام ہے جیسے کہ اُس کی ماں، بیٹی اور بہن!!‘‘

چنانچہ علامہ شیخ احمد بن محمد الصّاوی المالکی (متوفی ۱۲۴۱ھ) ظہار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تشبيه ظهر حلال بظهر حرام۔(۲۴۵)

ترجمہ: ''حلال پیٹھ کو حرام پیٹھ سے تشبیہ دینا۔ظہار کہلاتا ہے۔

قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رُشد القرطبی (متوفی ۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

وَاتّفق الفقهاء على أن الرجل اِذا قال لزوجته : أ نتِ علىّ كَظَهْرِ أمّى اَنّهُ ظهارُ۔(۲۴۶)

ترجمہ: ''تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو یہ ظہار ہے''۔

کیونکہ ''ظَهْرٌ'' کے معنی سواری کی پیٹھ ہے جس پر سوار ہوا جاتا ہے۔ بیوی سے مقاربت گویا اس پر سواری کرنا ہے جبکہ ماں کی پیٹھ پر سواری حرام ہے۔تشبیہ کی وجہ سے اب بیوی پر سواری بھی حرام ہوگئی ہے۔ یہی ظہار ہے۔

ظہار کا رکن اعظم:

ظہار کا رکن اعظم یہ کلمات ہیں:

أنتِ علَيَّ كَظَهْرِ اُمِّی۔(۲۴۷)

ترجمہ: ''تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔

آیت ظہار کا شانِ نزول:

زمانہ جاہلیت میں ''ظہار'' سے مراد طلاقِ مغلظہ ہی تھی۔ جس کے بعد کبھی نکاح نہیں ہوسکتا تھا۔ابتدائے اسلام میں بھی یہ قانون رہا ہے۔(۲۴۸)

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں اور وہ نہایت خوبصورت تھیں۔ اُن کے شوہر حضرت اُوس بن صامت رضی اللہ عنہ بوڑھے اور سخت مزاج آدمی تھے۔ جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے سلام پھیرا تو حضرت اُوس رضی اللہ عنہ نے اُنہیں بُلایا! انہوں نے آنے سے انکار کیا تو وہ غصہ میں آ گئے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اُن سے ''ظہار'' کیا یعنی کہا کہ '' أنتِ علَیَّ کَظَھْرِ اُمِّی'' تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور شکایت کی کہ اُوس نے اُس وقت مجھ سے شادی کی تھی جب میں جوان اور خوبصورت تھی ۔ مال دار بھی تھی۔ اب جبکہ میں بوڑھی ہوں اور کئی بچوں کی ماں ہوں تو اُوس نے مجھ سے ظہار کرلیا ہے۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنہیں اپنے ساتھ رکھتی ہوں تو بھوکے مریں گے اور اگر باپ کے پاس رکھتی ہوں تو برباد ہوجائیں گے۔ کوئی ایسی صورت نکالیئے کہ ہم پھر سے اکٹھے ہوجائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اِس مسئلہ کے متعلق نیا حکم تو آیا نہیں ہے البتہ سابقہ قانون کے مطابق تو اس کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! اُوس نے طلاق کا لفظ نہیں کہا ہے۔ وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت محبوب ہے۔

بار بار عرض کرنے پر بھی جب حسبِ خواہش جواب نہ ملا تو آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہنے لگی: یا اللہ! میں تجھ سے اپنی پریشانی اور خستہ حالی کی شکایت کرتی ہوں۔ اِسی طرح نبی ﷺ پر وحی کے آثار نمایاں ہوئے۔ جب یہ حالت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: خولہ! تجھے مبارک ہو اپنے شوہر کو بُلا۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے سورۃ المجادلہ کی ابتدائی چار آیات تلاوت فرمائیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا غلام آزاد کرسکتے ہو؟ عرض کرنے لگے حضرت اُوس رضی اللہ عنہ کہ نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا روزے رکھ سکتے

ہو؟ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ اگر دن میں دو ایک بار نہ کھاؤں تو مر جاؤں گا! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ: میں تو خود آپ سے صدقہ لے کر گذر بسر کرتا ہوں۔تو آپ ﷺ نے پندرہ صاع عطا فرمائے اور کچھ انہوں نے ملائے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا اور اُن کی بیوی اُن پر حلال ہوگئی۔(۲۴۹)

قرآن کریم کہتا ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰہ قَوْلَ الَّتِی تُجَادِلُکَ فِی زَوجِھا وَتَشْتَکِی اِلَی اللّٰہِ. وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ط اِنَّ اللّٰہَ سمیعٌ بَصِیْرٌ o اَلَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسآئِھِمْ مَّا ھُنَّ اُمَّھٰتِھِمْ ط اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰئِیْ وَلَدْ نَھُمْ وَاِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَراً مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوراً ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌo۔(۲۵۰)

ترجمہ: ’’بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اُس کی بات جو تکرار کررہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں اور ساتھ ہی شکوہ کیئے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج وغم کا) اور اللہ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو۔ بے شک اللہ (سب کی باتیں) سننے والا (سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے وہ ان کی مائیں نہیں ہین۔نہیں ان کی مائیں بجز ان کے جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں بہت بُری بات اور جھوٹ اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔(۲۵۱)

ظہار کی شرائط:

ظہار کے صحیح ہونے کے لیے اِسلام، بلوغ اور عقل شرط ہے۔ کسی کافر نے اگر یہی الفاظ (أنتِ علَيَّ كَظَهْرِ اُمِّی) ''تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے'' اپنی بیوی کو کہے تو ظہار نہیں ہوگا۔ اِسی طرح نابالغ، مجنوں، بے ہوش اور سونے والے نے ظہار کیا تو واقع نہیں ہوگا۔

ظہار صرف اس صورت سے تشبیہہ دینے میں ہوگا جس کی حرمت مستقل ہو، عارضی نہ ہو جیسے طلاق مغلظہ والی، سالی، مجوسی یا بت پرست۔ البتہ کسی اجنبیہ سے ظہار کیا تو واقع ہوجائے گا۔(۲۵۲)

ہنسی، مذاق، نشہ، مجبوری یا غلطی سے کلمات ظہار ادا ہوئے تو ظہار ہوجائے گا اور محارم سے مراد عام ہے نسبی ہوں، رضاعی یا سسرالی جو بھی ہوں۔(۲۵۳)

عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہہ دی تو ظہار ہوگا۔ اگر پیٹھ، پیٹ، ہاتھ پاؤں یا ران کو تشبیہہ دی یا محارم کے کسی ایسے عضو سے تشبیہہ دی جس کا دیکھنا حرام نہ ہو تو ظہار نہیں ہوتا۔ اِسی طرح عورت اگر یہ الفاظ اپنے شوہر کو کہے تو لغو ہے۔(۲۵۴)

کلماتِ ظہار:

ظہار کے لیے صریح الفاظ یہ ہیں۔ مثلاً محارم کی پیٹھ، پیٹ یا ران سے تشبیہہ دی یا کہا کہ میں نے تجھ سے ظہار کیا ہے۔ تو یہ الفاظ صریحاً ظہار ہیں۔ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔(۲۵۵)

کسی شخص نے اپنی بیوی کو ''امّی'' یا ''بیٹی'' یا ''بہن'' کہا تو ظہار نہیں ہوگا البتہ ایسا کہنا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: کہ شوہر نے اگر بیوی سے کہا: ''أنتِ اُمّی لایکون مظاھراً''۔(۲۵٦)

(یعنی تو میری امی ہے (کہا) تو ظہار نہیں ہوگا۔)

یا کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: ''هِيَ عَلَيَّ كَأُمِّي ولم يذكر الظَهَرِ'' یعنی میری بیوی میرے لیے میری ماں کی طرح ہے اور ظہار کی نیت نہیں ہے۔ تو ظہار نہیں ہوگا۔ اعزاز و اکرام کی نیت ہے تو کچھ نہیں ہے۔ طلاق کی نیت ہے تو طلاقِ بائن ہوگی۔ ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہوگا۔ تحریم کی نیت ہے تو ایلاء ہوگا اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ (۲۵۷)

ظہار کی تعلیق بھی ہے مثلاً کہا کہ اگر فلاں کے گھر گئی تو، تو ایسی ہے تو ظہار ہوجائے گا۔ (۲۵۸)

ظہار کا حکم:

ظہار کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

حرم الوطئ و داواعیہ: بأنتِ علیّ کَظَھرِ اُمّی حتی یکفر۔ (۲۵۹)

ترجمہ: ''تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے'' کہنے سے کہنے والے پر اپنی بیوی سے جماع اور جماع کی طرف لے جانے والے تمام اُعمال حرام ہوجاتے ہیں جب تک کہ کفارہ نہ دے''۔

گویا ظہار کا یہ حکم ہے کہ پھر شوہر کا اپنی بیوی سے جماع، شہوت سے بوسہ لینا، اُسے چھونا یا اُس کی شرم گاہ کی طرف دیکھنا حرام ہوجاتا ہے۔ بغیر شہوت کے بوسہ لینا یا چھونا اگرچہ جائز ہے مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت کے بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ جماع کی طرف بلانے والے یا لے جانے والے اُمور ہیں۔

اگر کوئی شخص کفارہ کی ادائیگی سے پہلے ہی اپنی بیوی سے جماع کرلے تو وہ

توبہ کرے۔ اُس پر دوسرا کفارہ تو نہیں ہوگا البتہ اُسے ایسا ہر گز نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ شیخ عبدالغنی الغنیمی المیدانی (متوفی ۱۲۹۸ھ) لکھتے ہیں:

فَاِنْ وَطِئَها قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ اسْتَغْفرَ اللّٰهَ تعالٰی وَلاَ شئً عَلَیْهِ غَیْرُ الکفّارَةِ الأُولٰی۔(۲۶۰)

ترجمہ: ''تو اگر کفارہ کی ادائیگی سے پہلے جماع کرلے بیوی سے تو اللہ سے (اس گناہ) کی معافی مانگے اور پہلے کفارہ کے علاوہ مزید کفارہ اُس پر نہیں ہے''۔

اور قرآن کریم بھی ارشاد فرماتا ہے:

والّذی یظاهرون من نسآئِهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل أن یتماسا۔(۲۶۱)

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرلیں پھر وہ رجوع کا ارادہ کریں اُس بات سے جو انہوں نے کہی تھی تو اُسے چھونے سے قبل ایک غلام آزاد کریں''۔

اور عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کو کفارہ ادا کرنے سے پہلے اپنے قریب آنے دے کیونکہ وہ اُس پر حرام ہے۔ تو اُس پر لازم ہے اپنے شوہر کو حرام کام سے روکے جیسا کہ مرد پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس نہ جائے جب تک ظہار کا کفارہ ادا نہ کرے۔

کسی نے اگر ظہار مؤقت کیا تھا مثلاً ایک دن کے لیے یا ماہ اور سال کے لیے تو اِس مدّتِ معلومہ کے درمیان اگر جماع کرنا چاہتا ہے تو پہلے کفارہ دے ورنہ مدت گذرنے پر نہ ظہار رہے گا نہ کفارہ ہوگا۔(۲۶۲)

ظہار کے بعد طلاق مغلظہ کسی دوسرے مرد سے شادی کی وہ دوسرا مرد مر گیا یا

اُس نے طلاق دی۔ اب پھر پہلے شوہر سے نکاح کیا تو ابھی ظہار باقی ہے بغیر کفارہ ادا کیے جماع نہیں کرسکتا کیونکہ کفارہ ادا کیے بغیر چھٹکارہ ممکن نہیں ہے۔

اگر شوہر کفارہ نہ دے تو عورت قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی شوہر کو کفارہ ادا کرنے پر مجبور کرے یا اُس سے طلاق دلوائے۔ اگر شوہر کہے کہ میں نے کفارہ دے دیا ہے تو اگر جھوٹا ہونا معروف نہیں ہے تو اُس کی بات مان لیں گے۔ (۲۶۳)

وجوُبِ کفارہِ ظہار کا سبب:

کفارۂ ظہار کے واجب ہونے کا سبب ارادۂ جماع ہے۔ اگر ظہار کے بعد وہ ارادۂ جماع نہیں کرتا ہے تو اُس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ظہار اور عود دونوں ہی کفارہ کا سبب ہیں۔ چنانچہ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

وعودهُ عزمه علی وطئها۔ (۲۶۴)

ترجمہ: ''اور اس (شوہر) کا رجوع کرنا اُس (شوہر) کا اپنی (بیوی) سے ارادۂ وطی (جماع) ہے''۔

کفارۂ ظہار کی ادائیگی:

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط ذَالِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ o فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمآسَّا ط فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْناً ط۔ (۲۶۵)

ترجمہ: ''جو لوگ ظہار کر بیٹھیں اپنی عورتوں سے پھر وہ پلٹنا چاہیں اُس بات سے جو انہوں نے کہی تو (خاوند) غلام آزاد کرے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو تم کررہے ہو (اس سے) آگاہ ہے۔ پس جو شخص غلام نہ پائے تو وہ دو ماہ لگاتار روزے رکھے۔ اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو تو وہ کھانا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو''۔(۲۶۶)

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الشہیر بالخازن (متوفی ۷۲۵ھ) لکھتے ہیں:

الآية تدل على ايجاب الكفارة قبل المماسّةِ سواءٌ أرادالتكفير بالاِعتاقِ أوبالصيام أوبالاِطعام۔(۲۶۷)

ترجمہ: ''یہ آیت کفارے کا عورت کو چھونے سے پہلے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ برابر ہے کہ کفارہ کی ادائیگی کا ارادہ غلام آزاد کرنے سے ہو یا روزے رکھنے سے یا کھانا کھلانے سے''۔

یہ آیت کریمہ ظہار میں کفارہ کی ادائیگی کی ترتیب کے حوالے سے بھی نص ہے اور عورت کو چھونے سے پہلے ادائیگی پر بھی ظاہراً نص ہے جبکہ کھانا کھلانے میں بھی اشارۃ النص موجود ہے۔ جب غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کرے تو نیت کفارے کی ہونا چاہیے البتہ غلام مسلم ہو یا کافر، بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت اور چھوٹا ہو یا بڑا۔(۲۶۸)

غلام آزاد کرنے پر اگر کوئی شخص قدرت رکھتا ہے تو پھر روزے رکھنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا اور روزے سے کفارہ ادا کرنے میں شرط یہ ہے کہ اس مدت میں رمضان، عیدین، ایام تشریق نہ ہوں۔ اگرچہ مسافر، رمضان میں کفارہ کے روزے رکھ سکتا ہے۔ مگر باقی ایّام میں نہیں۔

اگر کوئی شخص روزے رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا یا بیمار اور بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے چاہے اکٹھا کھلا دے یا علیحدہ علیحدہ۔ ساٹھ کی گنتی پوری کرلے۔ اِس میں شرط یہ ہے کہ اِس دوران روزے رکھنے پر قدرت نہ رکھے ورنہ یہ کھانا صدقۂ نفل ہو جائے گا اور روزے رکھنا واجب۔

اگر ایک وقت ساٹھ لوگوں کو کھانا کھلایا پھر دوسرے وقت ساٹھ لوگوں کو کھانا کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ انہیں ساٹھ کو ہی دوسرے وقت بھی کھلائے۔ مساکین میں نا بالغ یا مراہق نہ ہوں۔ ہاں ایک جوان کو پوری خوراک کا مالک بنا دینا صحیح ہے یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر یعنی (نصف صاع) دو کلو گندم دے دی تو کافی ہے۔(۱۸۴)

سورۃ المجادلہ کی (آیت ۔۳) کفارہ کی ادائیگی میں مطلق ہے کہ جلد ادا کرے یا تاخیر سے کفارہ ادا کرے۔ تاخیر سے ادا کرنے میں گنہگار تو نہیں ہوگا البتہ ” “یعنی کفارہ ادا کیے بغیر مرنا ترک واجب کے گناہ کا ارتکاب ہوگا۔

اگر مرنے والے مظاہر نے وصیت نہیں کی تو اُس کے ترکے سے کفارہ کی رقم نہیں لی جائے گی اور اگر اُس کے ورثاء غلام آزاد کرنا چاہیں جیسا کہ روزے میں ہوتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔(۲۶۹)

۴۔ کفارۂ قتل:

قتل کی تعریف:

قتل کی تعریف کرتے ہوئے ابوالحسن علی بن محمد بن علی السید الشریف الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

القتلُ هُوَ فِعلٌ يحصل به زهوق الرّوح۔(۲۷۰)

ترجمہ: ”قتل ایسا فعل (کام) ہے جس کے ذریعے روح ہلاک ہو جائے (نکل جائے)۔

چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی قتل کی تعریف میں لکھتے ہیں:

القتل هو الفعل المزهق، أی القاتل للنفس أو المميت، أوهُوَ فعل من العباد تزول به الحياة، أی أنه هدم للبنية الانسانية۔(۲۷۱)

ترجمہ: ''قتل وہ فعل ہے جو ہلاک کرنے والا ہے یعنی کسی شخص کو یا مرنے والے کو قتل کرنے والا یا بندوں سے صادر ہونے والا وہ فعل کہ جس کے ذریعہ زندگی زائل ہوجائے یعنی وہ عمل انسانیت کی بنیادوں کو منہدم کردیتا ہے''۔

گویا قتل وہ کام یا عملِ انسانی ہے جس کے ذریعہ کسی بھی جاندار بالخصوص انسان کی روح اُس کے جسم سے نکل جائے اور وہ ہلاک ہوجائے۔ زندگی کی کوئی رمق اُس میں باقی نہ رہے۔تو وہ قتل ہوتا ہے۔

حکم کے اعتبار سے قتل کی اَقسام:

حکم کے اعتبار سے قتل کی پانچ اَقسام ہیں:

الف۔ قتلِ واجب: جب کوئی مُرتد (اِسلام قبول کر کے باغی ہوجانے والا) شخص توبہ نہ کرے اور حربی (کافر)اِسلام قبول نہ کرے اور جزیہ دینے پر بھی تیار نہ ہو۔ان کا قتل کرنا واجب ہے۔

ب۔ قتلِ حرام: کسی بے گناہ کو ناحق قتل کرنا، دُشمنی کی وجہ سے قتل کرنا،مقتول مؤمن ہو یا اَمان لے رکھی ہو کیونکہ اَمان اور اِیمان حفاظت جان و مال کا ذریعہ ہیں۔ انہیں قتل کرنا حرام ہے۔

ج۔ قتلِ مکروہ: مجاہدِ اسلام کا اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کافر کو قتل کرنا مکروہ (ناپسندیدہ) ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کو بُرا بھلا بھی نہ کہتا ہو۔

د۔ قتلِ مندوب: مجاہدِ اسلام کا اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کافر کو قتل کرنا مندوب (جائز) ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کو بُرا بھَلا کہتا ہو۔

ر۔ قتل مباح: قصاص میں قتل کرنا یا حاکم کے حکم پر کسی قیدی کو قتل کرنا مباح ہے کیونکہ حاکم کو اختیار ہے کہ کسی مصلحت کے تحت قیدی کو بری کردے یا قتل کرادے۔

اور اپنی جان و مال کے تحفظ کے لیے بھی قتل مباح (جائز) ہے جیسے چور، ڈاکو اور لٹیرے وغیرہ کو قتل کرنا۔ احناف کے ہاں اگر کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے یا زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اُس کا قتل مباح ہے۔ اُس پر قصاص نہیں ہے۔(۲۷۲)

جُرم کی نوعیت کے اعتبار سے قتل کی اَقسام:

جرم کی نوعیت کے اعتبار سے قتل کی پانچ قسمیں ہیں جیسا کہ شیخ عبدالغنی الغنیمی المیدانی (متوفی ۱۲۹۸ھ) لکھتے ہیں:

الْقَتْلُ عَلٰی خَمْسَةِ اَوجُهٍ : عَمْدٍ وَشِبْهِ عَمْدٍ و خَطَاءٍ وَ مااُجْرِیَ مُجریَ الخطاءِ وَالقتل بِسَبَبٍ۔(۲۷۳)

ترجمہ: ”قتل کی پانچ وجوہات ہیں: عمد (اِرادتاً) اور شبہ عمد (ارادے و

نیت میں شبہ ہے) اور خطاء (غیر ارادی طور سے) اور قائم مقام خطاء اور قتل بالسبب''۔

تفصیل حسبِ ذیل ہے:

الف۔ قتلِ عمد:

جب کوئی شخص کسی ہتھیار سے نیت وارادے کے ساتھ کسی آدمی کی جان لے لے تو اُسے قتل عمد کہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) قتل عمد کی تعریف میں لکھتے ہیں:

فالعمد ما تعمّد ضربُه بسلاحٍ اَوماأُجری مجری السلاح کاالمحدّدمن الخَشَبِ ولیطةالقصب والمروة المحددة والنّار۔(۲۷۴)

ترجمہ: ''قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھار دار آلے (ہتھیار) سے قصداً قتل کیا جائے۔ یا وہ آلۂ قتل قائم مقام ہتھیار کے ہو۔ جیسے دھار دار لکڑی اور بانس یا نرگل اور دھاروالا سنگِ مروہ اور آگ''۔

گویا آگ سے جلانا، تلوار، چھری، خنجر، نیزہ، بلم، گولی، چھرے، دھار دار پتھر، دھاردار لکڑی اور بانس سے قتل کرنا بھی قتل عمد ہے۔ کیونکہ اُسے معلوم ہے کہ اِن آلات کے استعمال سے یہ شخص مقتول ہوجائے گا۔ پھر بھی اُس نے اِن آلات کو استعمال کیا تو یہ قتل عمد ہے۔

قتلِ عمد کا حکم:

قتل عمد یعنی جان بوجھ کر قتل کرنے والا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے۔ کُفر کے بعد سب سے بڑا گناہ ناحق قتل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ و اَعَدَّ لَهُ عَذَا باً عَظِيْماً۔(۲۷۵)

ترجمہ: ''جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جھنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا۔ اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اُس پر اور اُس کے لیے اس نے بڑا عذاب تیار رکھا ہے''۔

ایسے قاتل کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِلاّ مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً۔(۲۷۶)

ترجمہ: ''سوائے اس کے کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اَعمالِ صالحہ انجام دے''۔

تمام آیات توبہ عام ہیں۔ گناہ چھوٹا ہو یا بڑا، توبہ سے معاف ہوجاتا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَ يَغْفِرُمَا دُوْنَ ذٰالِکَ لِمَنْ يَّشآءَ۔(۲۷۷)

ترجمہ: ''بے شک! اللہ شرک کے گناہ کو معاف نہیں کرتا اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کر دیتا ہے''۔

علماءِ اُمّت کا اِجماع ہے کہ قتل عمد کا مرتکب گنہگار ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

ومُوْجَبَ ذالک المأثم۔(۲۷۸)

ترجمہ: ''اِس گناہ کا وہ (قاتل) موجب ہے''۔

اور قاتل مقتول کی میراث سے محروم رہے گا جیسا کہ ہدایہ شریف میں ہے:

ومن حکمه حرمان الميراث لِقولهِ عليه السلام''لا ميراث لِقاتلٍ''۔(۲۷۹)

ترجمہ: ''اور قتل عمد کے حکم میں سے یہ بھی ہے کہ قاتل میراث سے محروم ہوگا جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ قاتل کو میراث نہیں ملے گی''۔

قتلِ عمد کی سزا:

قتل عمد کی سزا دنیا میں قصاص (خون کے بدلے خون) متعین ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى۔(۲۸۰)

ترجمہ: ''تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کر دیا گیا ہے''۔

ارشادِ الٰہی ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ۔(۲۸۱)

ترجمہ: ''اور جس نے کسی مؤمن کو عمداً قتل کیا تو اُس کی سزا جہنم ہے''۔

چنانچہ اِمام محمد بن حسین بن علی الطّوری القادری الحنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے ابوداؤد، کتاب الدیات۔ باب: ۱۵، ۲۶ کے حوالے سے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی نقل کیا ہے:

العمدُ قودٌ وَالْقَتْلُ عُدوانٌ۔(۲۸۲)

ترجمہ: ''ارادتاً قتل کرنے میں قصاص ہے اور قتل کرنا ظلم ہے۔

علامہ محمد بن محمد بن محمود، اَکمل الدین، اَبوعبداللہ، ابن الشیخ شمس الدین ابن الشیخ جمال الدین الرومی البابرتی (متوفی ۷۸۶ھ) نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے:

العمدُ قودٌ لا مالَ فيه۔(۲۸۳)

ترجمہ: ''قتل عمد میں قصاص ہے۔ دیت نہیں ہے۔

ہاں اولیائے مقتول اگر معاف کر دیں یا مال لے کر صلح کر لیں تو یہ ان کا حق ہے اور معاف کر دینا افضل ہے ۔ چنانچہ امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود

النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

الا ّ أنْ یّعفو ولی القصاصِ ویصالحه علی شی من ماله، والعفو افضل۔(۲۸۴)

ترجمہ: ''سوائے اس کے کہ اولیاء مقتول معاف کردیں یا کچھ مال لے کر صلح کرلیں اور معاف کردینا افضل ہے''۔

اور اُحناف کے ہاں قتلِ عمد میں کفارہ نہیں ہے جیسا کہ امام ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

وَلاَ کفَّارة فی قَتْلِ العمدِ عندنا۔(۲۸۵)

ترجمہ: ''اور ہمارے نزدیک قتلِ عمد میں کفارہ نہیں ہے''۔

چنانچہ شیخ موفق الدین، عبداللہ بن احمد بن قدامہ لکھتے ہیں:

أن سویدبن الصامت قتلَ رجُلاً، فَاَوجَبَ النّبِیُّ صَلَّی اللّٰه علیه وسلم علیه القود، ولم یوجب کفارة۔(۲۸۶)

ترجمہ: ''حضرت سوید بن صامت رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قتل کردیا تو نبی ﷺ نے اُس پر قصاص واجب فرمایا اور کفارہ واجب نہیں فرمایا''۔

قتلِ عمد کی دیت:

قتل عمد میں قصاص ہی بطور سزا متعین ہے اور اُس میں دیت نہیں ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباس کا قول ہے:

العمدُ قودٌ لا مالَ فیهِ۔(۲۸۷)

ترجمہ: ''قتل عمد میں قصاص ہے دیت نہیں ہے۔

امام علی بن عمر اُبوالحسن الدارقطنی البغدادی، نبی ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

العمدُ قودٌ اِلَّا أن یعفوَ وَلِیُّ المقْتُولِ۔(۲۸۸)

ترجمہ: یعنی ''قتل عمد کی سزا قصاص ہے سوائے اس کے مقتول کے وُرثاء قاتل کو معاف کر دیں''۔

وُرثاء کے معاف کرنے یا قاتل کی موت واقع ہوجانے یا باپ بیٹے کو قتل کر دے تو اُحناف کے ہاں! قتلِ عمد میں بھی دیت واجب ہوتی ہے۔اور عُلماء کا اجماع ہے کہ اگر کسی وجہ سے قصاص ساقط ہوجاے تو دیت واجب ہوجاتی ہے۔(۲۸۹)

ڈاکٹر وھبہ زحیلی مزید لکھتے ہیں:

قال الحنفية والمالكية : دية العمد عندالعفو عن القصاص غير محدودة، والواجب هُو ما يتم التراضى أو الاتفاق عليه بين الجانى و ولى الدم، سواءٌ أكانَ المال قليلاً أم كثيراً .....وأيضا : الّفق الفقهاء على أن دية القتل العمد تجب على القاتل فى ماله وحدهُ۔(۲۹۰)

ترجمہ: ''اُحناف اور مالکیہ کہتے ہیں کہ قتل عمد میں قصاص معاف ہوجانے پر دیت غیر محدود ہوتی ہے اور جس پر قاتل اور مقتول کے ورثاء باہم راضی ہو کر اتفاق کرلیں وہی دیت واجب ہوجاتی ہے ۔ برابر ہے کہ وہ مال قلیل ہو یا کثیر!! ۔اور اس بات پر بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ قتل عمد میں دیت صرف قاتل کے مال پر واجب ہے عاقلہ پر نہیں ہے''۔

قتلِ شبہ عمد:

قتل شبہ عمد کی تعریف کرتے ہوئے شمس الائمہ امام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہیل السرخسی (متوفی ۴۹۰ھ) لکھتے ہیں:

وأما شبهُ العمد فهو ما تعمدت ضربه بالعصا او السوط
اوالحجر او اليد۔(۲۹۱)

ترجمہ: ''شبہ عمد وہ قتل ہے جس میں لاٹھی، کوڑے، پتھر یا ہاتھ سے ضرب لگانے کا نیت وارادہ کیا جائے''۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) کا مؤقف بیان کرتے ہوئے شیخ الاسلام امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابو بکر الفرغانی المرغینانی متوفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

و شبه العمد عند ابی حنيفة أن يتعمد الضرب بما ليس
بسلاح ولا ما أجرى مجر السلاح۔(۲۹۲)

ترجمہ: ''ابوحنیفہ کے نزدیک شبہ عمد یہ ہے کہ ایسی چیز سے مارنے کا ارادہ کیا جائے جو اسلحہ (برائے قتل) نہ ہو اور نہ ہی اسلحہ کے قائم مقام ہو''۔

امام احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبدالملک بن سلمہ أبوجعفر الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) نے حدیث نقل کی ہے:

قتيل خطاء عمد قتيل السوط والعصاوفيه مأة من
الابل۔(۲۹۳)

ترجمہ: ''شبہ عمد کا مقتول وہ ہے جسے کوڑے اور لاٹھی سے قتل کیا گیا ہو اور اُس کی دیت سو اونٹ ہے''۔

قتل شبہ عمد کا حکم:

قتلِ شِبہ عمد میں قصاص نہیں ہے کیونکہ یہ قتل عمداً کے حکم میں نہیں ہے اور اُس کی وجہ وہ آلۂ قتل ہے جو عام طور پر قتل کے لیے استعمال نہیں ہوتا ہے لہٰذا اِس شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ادرؤوا الحدود بالشبهات۔(۲۹۴)

ترجمہ: ’’شبہات کے ذریعے حدود کو زائل کردو‘‘۔

قتل شبہ عمد میں گناہ ہے کیونکہ قتل کرنے کا ارادہ پایا گیا ہے اور شبہ کی وجہ سے کفارہ ہے جبکہ خطاء کی وجہ سے عصبات پر دیت مغلظہ ہے۔ چنانچہ امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلاثم و الکفارة و دية مغلظة على العاقلة لاالقودُ۔(۲۹۵)

ترجمہ: ’’(قتل شبہ عمد میں قاتل پر) گناہ ہے اور (اس پر) کفارہ (واجب) ہے اور عاقلہ پر دیت مغلظہ ہے۔ قصاص نہیں ہے‘‘۔

یاد رہے کہ شبہ کی وجہ سے اگرچہ قصاص ساقط ہوجائے گا مگر قاتل میراث سے محروم رہے گا۔ چنانچہ شیخ نظام و جماعۃ من العلماء الہند لکھتے ہیں:

و كفّارته تحرير رقبة مؤمنة فان لم يجد فصيام شهرين متتابعين و دية مغلظة على العاقلة كذافى الكافى۔(۲۹۶)

ترجمہ: ’’شبہ عمد میں کفارہ ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے پس اگر وہ (غلام) نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور (قاتل کے) عصبات پر دیت مغلظہ واجب ہے۔ کافی میں اِسی طرح ہے‘‘۔

یاد رہے کہ غلام تو قاتل خود آزاد کرے اور دیت اُس کے عصبات (خاندان اور برادری والے) ادا کریں کیونکہ انہوں نے اُسے اس فعل کے ارتکاب سے روکا نہیں اور اُس کی تربیت میں ناکام رہے ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

وفی شبہ العمدیة مغلظة علی العاقلة و کفارة علی القاتل۔(۲۹۷)

ترجمہ: ''اورشبہ عمد میں دیت مغلظہ عاقلہ (خاندان و برادری) پر ہے اور قاتل پر کفارہ واجب ہے''۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَمَنۡ قَتَلَ مُؤۡمِناً خَطَأً فَتَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى أَهۡلِهٖٓ اِلَّآ أَنۡ يَّصَّدَّقُوا۔(۲۹۸)

ترجمہ: ''اور جو شخص کسی مؤمن کو بلا ارادہ قتل کر ڈالے تو اُس پر ایک مؤمن غلام آزاد کرنا واجب ہے اور مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنا لازم ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں''۔

مزید کتاب الٰہی میں ہے:

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ط (۲۹۹)

ترجمہ: ''پس جو نہ پائے (غلام) تو وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ اللہ سے توبہ کرنے کے لیے''۔

یاد رہے کہ شبہ عمد صرف قتل میں ہے یعنی کسی کو جان سے مار ڈالنے میں ہے۔ اس کے علاوہ اگر (مارا نہیں) بلکہ انگلی توڑی یا کوئی عضو تلف کیا تو یہ شبہ عمد نہیں ہے بلکہ عمد ہے اور اس میں قصاص لیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

وھو فیما دون النفس عمد۔(۳۰۰)

ترجمہ: ''یہ شبہ عمد صرف قتل میں ہے اس کے علاوہ میں عمد ہے''۔

اور جب کوئی عمل ایذاء تکلیف عمداً کیا جائے گا تو اُس میں قصاص واجب

ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

وَ کَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ. وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ۔(۳۰۱)

ترجمہ: ''اور ہم نے یہود پر تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی قصاص (بدلہ) ہے پھر جو شخص اُسے معاف کردے تو وہ اُس کے لیے کفارہ ہے''۔

یہ حکم اگرچہ تورات میں نازل ہوا تھا مگر اللہ کریم نے اِسے برقرار رکھتے ہوئے قرآن کریم میں بھی نازل فرمادیا ہے۔اس پر عمل کرنا ہمارے لئے بھی ضروری ہے۔

ب۔قتلِ خطاء:

ایسا قتل کہ جس میں قاتل کا ارادہ ونیت قتل کرنے کا نہ ہو مگر ایسا ہوجائے تو اُسے قتل خطا کہتے ہیں۔چنانچہ السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

هو ما ليس منه قصدٌ وهو عذرٌ صالحٌ لسقوط حق اللّٰه تعالٰی اِذا حصل عن اجتهاد،ویصیر شبهة فی العقوبة حتی لایؤثم الخاطی،لایوخذبحدولا قصاص ولم یجعل عذراً فی حق العبادحتی وجب علیه ضمان العدوٰن، ووجب به الدیة کما اِذا رمیٰ شخصاً ظنه صیداً أوحربیّاً فاذا هو مسلمٌ، اَو غرضاً فأَصَابَ آدمیّاً،وماجرا مجراهُ

كنائم ثم النقلب علی رجل فقتله۔(۳۰۲)

ترجمہ: ''قتل خطاء وہ ہے جس میں قتل کا ارادہ نہ ہو اور یہ اللہ کے حق (حدود و قصاص) کے سقوط کے لیے ایک واضح دلیل ہے جبکہ غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سزا میں بھی شُبہ پیدا ہو گیا ہے ۔ یہاں تک کہ قاتل فی القتل الخطاء گناہگار بھی نہیں ہوتا ہے ۔ نہ اُس سے قصاص لیا جائے گا نہ ہی اُس پر حد لگائی جائے گی ۔ البتہ بندے کے حق میں یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا اور اِس ظلم و زیادتی پر اُسے جرمانہ بھرنا ہوگا اور اُس پر دیت واجب ہے ۔ جیسے کہ ایک شخص نے شکار یا کافر حربی گمان کرتے ہوئے تیر چلایا اور وہ کسی مسلمان کو جالگا یا نشانہ بازی کرتے ہوئے کسی آدمی کو جالگا اور اس خطاء کے قائم مقام کہ جیسے سویا ہوا شخص جو نیند میں کروٹ بدلتے ہوئے ساتھ سوئے آدمی پر گر پڑے اور وہ مر جائے تو یہ قتل خطاء ہے''۔

قتلِ خطاء کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ خطا فی القصد: (ارادے میں غلطی کھا جانا) اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص شکار پر تیر چلائے اور وہ اچانک آدمی کو لگ جائے یا کسی مسلمان نے حربی کافر سمجھ کر مارا مگر وہ مسلمان ہی تھا۔

ب۔ خطا فی الفعل: (عمل میں غلطی کرنا) اور وہ یہ ہے کہ نشانے بازی یا ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے کسی آدمی کو تیر یا گولی جالگے۔(۳۰۳)

قتلِ خطا کا حکم:

قتلِ خطا میں قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اُس کے عاقلہ (خاندان و برادری والے) پر دیت ہے۔ البتہ وہ گنہگار نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابو بکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

مَوجبُ ذالک الکفّارۃ والدیَّۃُ عَلَی العَاقِلَۃِ وَ لاَ مَأْثَم فِیہِ۔(۳۰۴)

ترجمہ: ’’اور اس سے (قتل خطاء) سے کفارہ واجب ہے (قاتل پر) اور اس کے عاقلہ (خاندان و برادری) پر دیت واجب ہے اور اُس پر اس قتل کا گناہ نہیں ہے البتہ بے احتیاطی کا گناہ ضرور ہوگا‘‘۔

اور حدیثِ رسول ﷺ ’’**لا یرث القاتل**‘‘ کے مطابق میراث سے محروم رہے گا۔

قائم مقام قتل خطاء:

قتل کی چوتھی قسم قائم مقام قتلِ خطا کی ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

ماجری مجراہُ کنائم انقلب علی رجل فقتلہ۔(۳۰۵)

ترجمہ: ’’قائم مقام قتل خطاء یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا‘‘۔

قائم مقام قتل خطاء کا حکم:

شیخ نظام الدین لکھتے ہیں:

وحکمہ حکم الخطاء من سقوط القصاص و وجوب الدیۃ والکفارۃ و حرمان المیراث۔(۳۰۶)

ترجمہ: ''قائم مقام قتل خطاء کا حکم بھی وہی ہے جو قتل خطاء کا حکم ہے یعنی سقوطِ قصاص، وجوبِ دیت و کفارہ اور میراث سے محروم ہونے میں حکم برابر ہے''۔

ج۔ قتل بالسبب:

قاتل کا کوئی فعل غیر ارادی طور پر کسی دوسرے شخص کی موت کا سبب بن جائے تو اُسے قتل بالسبب کہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

واما القتل بالسبب کحافر البیر وواضع الحجر فی غیر ملکه و موجبه اِذا تلف فیه آدمی الدیة علی العاقلة ولا کفارة فیه ولا یتعلق به حرمان المیراث۔(۳۰۷)

ترجمہ: ''اور قتل بالسبب یہ ہے کہ جیسے کسی شخص نے دوسرے کی زمین میں کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اُس کنویں میں گر کر یا اُس پتھر سے ٹکرا کر مر گیا تو عاقلہ پر دیت ہے۔ قاتل پر کفارہ بھی نہیں ہے اور وہ میراث سے محروم بھی نہیں ہوگا''۔

شیخ عبدالغنی الغنیمی المیرانی لکھتے ہیں:

وَلاَ اِثْمَ۔(۳۰۸)

ترجمہ: ''اور قاتل گنہگار بھی نہیں ہوگا۔

نوٹ:

ا: (الف) عاقلہ:

اَلْعَقْلُ کے معنی ہیں ''باندھنا'' اِسی لیے وہ رسی جس سے اونٹ کا پاؤں یا گھٹنا

باندھتے ہیں اُسے بھی ''عقالَہ''یعنی پاؤں یا گھٹنا باندھنے والا رسہ کہتے ہیں۔ قتل میں دیت چونکہ اونٹ ہی ہوتے تھے اِس لیے ''العقل'' کے معنی دیت ہوگئے۔ اب اِسی سے ''عاقلہ'' بنا ہے یعنی دیت ادا کرنے والے۔ ''عاقلہ'' کا اطلاق باپ اور بیٹوں پر ہوتا ہے۔

اگرچہ دیت اونٹ ہی ہوتے تھے مگر بعد میں سونا، چاندی، گائے اور بکری سے بھی دیت ادا کی جانے لگی تھی۔(۳۰۹)

(ب)**عصبات:**

عصبہ کے معنی ہیں ''رشتہ داری وقرابتداری'' چنانچہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

وَالعَصَبۃُ : الذین یرثون الرجلَ عن کلالۃ، من غیر والد ولا ولد. فَاَمَّافِی الفرائض ، فکلٌّ من لم تکن فریضۃٌ سمّاۃٌ ، فھوَ عَصبۃ : اِن بقی شئ بعد الفرائض اَخذَ.....وعَصَبۃ الرجل بنوہ و قرابتہ لابیہِ۔(۳۱۰)

ترجمہ: ''عصبہ وہ لوگ ہیں جو (کلالہ) یعنی ایسے شخص کے وارث نہیں جس کا نہ باپ ہو نہ اولاد اور وراثت میں ان کے مقرر شدہ حصے نہیں ہوتے ہیں۔ البتہ اُصحاب فروض سے جو کچھ بچتا ہے وہ سب یہ لے لیتے ہیں۔۔۔۔۔اور کسی بھی آدمی کے عصبات اُس کی اولاد (بیٹے) اور بات کی طرف سے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں''۔

دیت کی ادائیگی میں بھی عصبات کی وہی ترتیب رہے گی جو وراثت میں معتبر ہے۔ یعنی سب سے مقدم بیٹا، پھر پوتا، اگرچہ کئی پشت کا فاصلہ ہو اور یہ نہ ہوں تو پھر باپ، دادا وغیرہم اگرچہ کئی پشت اوپر کا ہو، پھر حقیقی بھائی۔(۳۱۱)

چنانچہ امام احمد بن علی بن المثنی ابویعلی الموصلی التمیمی (متوفی ۳۰۷ھ) نے یہ حدیث نقل کی ہے:

لانکاح اِلا بولِی وَالسُّلطانُ وَلِیُّ مَنْ لَّاوَلِیَّ لَهُ۔(۳۱۲)

ترجمہ: ''بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا جس کا کوئی والی وارث نہ ہو اُس کا وارث سلطان/حاکم ہے''۔

قتل کا کفارہ:

کفّارۂ قتل بھی شرعاً کفارۂ ظہار کی طرح ہے۔ چنانچہ امام محمد بن حسین بن علی الطّوری القادری الحنفی (متوفی بعد سنہ ۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

والکفارۃ تحریر رقبۃ فی حق القادر و صیام شھرین متتابعین فی حق غیر القادر. ولو افطر یوماً یجب الاستیناف۔(۳۱۳)

ترجمہ: ''اور (قتل) کا کفارہ جو قدرت رکھتا ہے اُس کے لیے ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو قدرت نہ رکھتا ہو (غلام آزاد کرنے کی) وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ ایک دن بھی ناغہ ہوا تو نئے سرے سے شروع کرے گا''۔

روزے نہ رکھ سکنے کی صورت میں کھانا کھلانا اِس کفارے میں مشروع نہیں ہے۔ البتہ جو روزوں کی طاقت نہ رکھتا ہو اُس پر یہ قرض ہے اور کچھ نہیں ہے لہٰذا ہمارے زمانے میں کفارہ قتل فقط دو ماہ کے روزے ہیں۔(۳۱۴)

باغی، حربی، مرتد، شادی شدہ زانی، قصاص میں قتل کیے جانے والا اور قتل بالسبب کے قاتل سے نہ کفارہ لیا جائے گا اور نہ اُس پر دیت ہے۔(۳۱۵)

اگر باپ، ماں، اُستاذ یا وصی نے اپنی بیوی، یتیم، شاگرد یا کسی بچے کو تعلیم و تربیت اور ادب سکھانے کیلئے مارا اور وہ مر گیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُن پر دیت اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ البتہ اُستاذ نے اگر بچے کے باپ کی اجازت

سے مارا یا وصی نے تعلیم قرآن کیلئے مارا تو ضامن نہیں ہوں گے۔ (حاشیہ ابن عابدین، فصل فی الفعلین، ص ۶/ ۵٦٧، دارالفکر بیروت، ۲۰۰۰ء/ ۱۴۲۱ھ)

قتل کی دیت:

مقتول کے خون کے بدلے میں جو چیز مقتول کے ورثاء کو دی جائے وہ دیت کہلاتی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالغنی الغنیمی المیدانی (متوفی ۱۲۹۸ھ) لکھتے ہیں:

ھی فی الشرع : المال الواجب بالجنایة علی النفس أومافی حکمھا۔(۳۱۶)

ترجمہ: ''شرعاً جو مال کسی جان کے بدلے میں ہو یا پھر جو اُس کے حکم میں ہو وہ دیت ہے''۔

قتلِ شبہہ عمد، قتل خطاء، قتل شبہ خطاء اور قتل بالسبب میں دیت ہوتی ہے۔ اور قتل عمد میں بھی جب باپ بیٹے کو قتل کردے تو احناف کے ہاں اُس پر دیت ہوگی۔ اور قتل عمد میں صلح کے وقت بھی دیت ہوتی ہے چنانچہ دیت کی مقدار کے حوالے سے ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

الواجب من الابل مئة، ومن الذھب ألف دینارومن الفضة عشرة الاف درھم عندالحنفیة۔(۳۱۷)

ترجمہ: ''دیت کے سو اونٹ واجب ہیں اور سونے کے ایک ہزار دینار اور چاندی کی صورت میں دس ہزار درہم دیت واجب ہے اُحناف کے نزدیک''۔

اِسلام میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے چنانچہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

اتفق الفقھاء ماعداالنادرعلی أن دیة المرأة نصف دیة

الرجل....والمعقول: أن المرأة فی میراثها و شهادتها علی النصف من الرجل، فکذالک دیتها۔(۳۱۸)

ترجمہ: ''شاذ و نادر علماء کے سوا تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور عقلاً بھی جب عورت کی میراث اور گواہی مرد کی میراث و گواہی کا نصف ہے تو اِسی طرح اُس کی دیت بھی مرد کی دیت کا آدھا ہونا چاہیے!!''۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

عن معاذ قال : قال رسول اللّٰه ﷺ : دیة المرأة نصف دیة الرجل۔(۳۱۹)

ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے''۔

میراث سے محرومی:

بچہ، مجنوں، کنویں میں گر کر مرنے والے، قصاص، رجم، پتھر راستہ میں رکھنے والا کہ کوئی ٹکرا کر مر گیا، یا کسی کی سواری سے گر کر مرا یا کچل کر مرا، یا باغی کو قتل کیا تو ان کے قاتل کو میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا کہ اِن مواقع پر نہ کفارہ ہے نہ قصاص: چنانچہ امام ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

والأصل أن کل قتل یتعلق به القصاص، أوالکفارة فانه یمنع المیراث، ومالا فلا۔(۳۲۰)

ترجمہ: ''اصل میں ہر وہ قتل جس میں قصاص یا کفارہ لازم آئے تو اُس میں قاتل میراث سے محروم ہوگا ورنہ نہیں!!''۔

امام محمد بن حسین بن علی الطّوری القادری الحنفی (متوفی بعد سنہ ۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

أی کل نوع من أنواع القتل التی تقدم من عمد و شبهه و خطاء وما أجری مجراهُ یوجب حرمان الارث اِلا القتل بسبب فانه لا یوجب ذالک کمالا یوجب الکفارۃ۔(۳۲۱)

ترجمہ: ''قتل کی وہ تمام اُقسام جو گذری ہیں قتل عمد، قتل شبہ عمد، قتل خطاء اور قائم مقام مثل خطاء تمام میں قاتل میراث سے محروم ہوگا۔ سوائے قتل بالسبب کے کہ اُس میں قاتل میراث سے محروم نہیں ہوگا جیسا کہ اُس پر کفارہ بھی نہیں ہوتا ہے''۔

ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

القتل من حیث المبداء مانع من المیراث بالاتفاق۔(۳۲۲)

ترجمہ: ''اُصولی طور پر ہر قتل مانع میراث ہے اور اِس پر علماء کا اتفاق ہے''۔

چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

لا یرث القاتل شیاءً۔(۳۲۳)

ترجمہ: ''قاتل کو میراث نہیں دی جائے گی''۔

قاتل کو معاف کرنا:

قاتل کو معاف کر دینا شرعاً جائز ہے بلکہ قصاص لینے سے افضل ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یاایها الّذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ ط الحُرُّ بالحُرّ وَالعَبدُ بالعبدِ والأنثیٰ بالأنثیٰ ط فَمَن عُفِیَ له مِن اَخیهِ شیءٌ فَاتِّباعٌ بالمعروفِ واَدَاءٌ اِلَیهِ بِاِحسانٍ ط ذالک تخفیفٌ مّن رّبّکم وَرَحمَةٌ ط فمنِ اعتدیٰ بعدَ ذالک فله عذابٌ اَلیمٌ ٥۔(۳۲۴)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔ آزاد، آزاد کے بدلے۔ غلام، غلام کے بدلے۔ عورت، عورت کے بدلے۔ ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے۔ تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے۔ اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا''۔

اگر کوئی ولی الدم بغیر معاوضہ یعنی دیت لیے بغیر ہی قاتل کو صرف رضائے الٰہی کے لیے معاف کردے تو تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں ہے:

وَاَن تعفوا أقرب لِلتَّقُویٰ۔

ترجمہ: اور اگر تم معاف کردو تو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اور اگر ورثاء مقتول قاتل سے کچھ مال یا دیت لے کر معاف کردیں تو پھر دوبارہ زیادتی نہ کریں اور قاتل کو بھی چاہیے کہ مقتول کے ورثاء نے اُسے معاف کر کے جو اِحسان کیا ہے وہ بھی اُن کو بخوشی دیت کی رقم ادا کر کے نیکی کا بدلہ نیکی سے دے۔

قصاص، معافی یا دیت یہ تینوں نبی ﷺ کی امّت پر اللہ کی طرف سے خاص رحمت ہے ورنہ یہود کے لیے قصاص یا معافی تھی دیت نہیں تھی جبکہ نصاریٰ (عیسائیوں) کے لیے صرف معافی ہی تھی قصاص اور دیت نہیں تھی۔ (۳۲۵)

سورۃ المائدہ۔ آیت ۴۵ میں ہے:

فمن تَصَدّق به فهو كَفّارة لَه۔

ترجمہ: ''پھر جو شخص اس کو معاف کردے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے''۔

یعنی معاف کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ کہ جو قاتل کو معاف کرے گا یہ معاف کردینے کا عمل اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ یعنی اللہ اُس کے گناہ

معاف کردے گا۔ اور دوسری طرف اگر ضمیر قاتل کی طرف لوٹ رہی ہو تو پھر مفہوم یہ ہوگا کہ مقتول کے ورثاء کا قاتل کو معاف کرنا اُس کے گناہِ قتل کا کفارہ ہے اور اللہ کریم پھر اُس سے قیامت میں اس گناہ کے متعلق باز پُرس نہیں فرمائے گا۔(۳۲۶)

چنانچہ امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) حدیث نقل کرتے ہیں:

ما عفا رجل عن مظلمة اِلاّ زاده الله بها عزّا۔(۳۲۷)

ترجمہ: ''جو شخص کسی ظالم کو معاف کرے اللہ کریم اُس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے''۔

اور امام اَبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی الربعی المعروف بابن ماجہ (متوفی ۲۷۳ھ) روایت کرتے ہیں:

ما رُفع الی رسول اللّٰہ شیئٌ فیه القصاص اِلا أمر فیه بالعفو۔(۳۲۸)

ترجمہ: ''نبی ﷺ کی بارگاہ میں جب بھی کوئی قصاص کا معاملہ آتا یا پیش کیا جاتا تو آپ معاف کردینے کا ہی فیصلہ فرماتے تھے''۔

علامہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

عفو الولی عن القاتل أفضل من الصلح، والصلح أفضل من القصاص، وکذا عفو المجروح، لاتصح توبة القاتل حتی یسلم نفسه للقود۔(۳۲۹)

ترجمہ: ''ورثاء مقتول کا قاتل کو معاف کردینا صلح کرنے سے افضل ہے اور صلح کرلینا قصاص لینے سے اَفضل ہے اور اِسی طرح زخمی شخص کو بھی معاف کردینا چاہیے البتہ قاتل کی توبہ اُس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ وہ خود کو قصاص کے لیے پیش نہ کردے''۔

۵۔ کفارۂ حج وعمرہ:

حج کی تعریف:

حج کی تعریف کرتے ہوئے السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

القصدُ اِلی الشئ المعظم، وفی الشرع قصدٌ لِبیتِ اللّٰہ تعالٰی بصفة مخصوصة فی وقتٍ مخصوصٍ بشرائط مخصوصةٍ۔(۳۳۰)

ترجمہ: حج کا معنی ہے کسی عظمت والی شئی کی زیارت کا ارادہ کرنا اور شریعتِ اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر کا ارادہ کرنا مخصوص صفات کے ساتھ، مخصوص وقت میں مخصوص شرائط کی پابندی کرتے ہوئے۔

عمرہ کی تعریف:

عَمْرَۃٌ کے معنی ہیں: کسی آباد مکان کی طرف جانے یا اُس کی زیارت کا ارادہ کرنا۔ اِس کی جمع: عُمَرٌ اور عُمُراتٌ آتی ہے۔ جبکہ اِصطلاح شرع میں طواف اور سعی بین الصفا والمروۃ کا نام عَمْرَۃٌ ہے۔(۳۳۱)

جنایاتِ حج وعمرہ کے اُحکام:

حج وعمرہ میں کوئی بھی جرم بھول سے ہو یا جان بوجھ کر کفارہ بہر حال واجب ہے اور اگر ارادتاً جرم کیا بلاعذر تو کفارہ واجب ہے اور گناہگار بھی ہوگا۔ لہٰذا محض کفارہ ہی نہیں توبہ بھی واجب ہے۔

حج وعمرہ میں کسی جرم پر اگر صدقہ لازم آجائے تو صدقہ کے بدلے ایک روزہ بھی رکھا سکتا ہے اور جب کفارے میں روزے رکھے تو رات ہی سے نیت کرلے۔ احرام میں یا حرم میں اور پے درپے ہونا ضروری نہیں ہیں۔

متمتع اور قارن دونوں پر فدیہ لازم ہے۔ حج و عمرہ کے دوران جہاں کہیں ایک صدقہ یا دم لازم آئے گا وہاں قارن پر دو دم اور دو صدقے لازم آئیں گے۔ یاد رہے کہ شکرانہ کی قربانی خود بھی کھا سکتا ہے جبکہ کفارہ کی قربانی صرف محتاج!!۔(۳۳۲)

حج و عمرہ میں خوشبو اور تیل لگانے کا کفارہ:

☆ اگر محرم نے خوشبو لگائی اور لوگ کہیں کہ آپ نے بہت خوشبو لگائی ہے یا اگر کسی عضو کے تھوڑے حصے پر خوشبو لگائی یا کسی پورے عضو جیسے سر، منہ، ران یا پنڈلی پر خوشبو مل لی اگرچہ خوشبو تھوڑی سی ہو تو دم واجب ہے۔

☆ اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصہ میں لگائی تو صدقہ ہے۔(۳۳۳)

☆ اگر محرم نے خوشبو دار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ لازم ہے اور زیادہ بار لگایا تو دم واجب ہے۔(۳۳۴)

☆ اگر محرم نے اپنے زخم پر خوشبو والی دوا لگائی اور زخم ٹھیک ہو گیا تو صحیح ہے ورنہ کفارہ واجب ہے۔

☆ محرم کے لیے خوشبو لگانا جرم ہے۔ کپڑے اور بدن سے ہٹانا اور صاف کرنا واجب ہے۔ اگر محرم نے کفارہ تو دیا مگر خوشبو زائل نہ کی تو پھر دم واجب ہے۔(۳۳۵)

☆ اگر محرم نے اپنی داڑھی میں مہندی لگائی تو دم واجب ہے۔ اگر پوری ہتھیلی یا تلوے میں لگائی تو مرد و عورت دونوں پر دم واجب ہے۔ اگر ایک عضو سے کم میں لگائی تو صدقہ لازم آئے گا۔(۳۳۶)

☆ اگر محرم نے ایک ہی مجلس میں سارے بدن پر خوشبو لگائی تو ایک ہی جرم ہے لہٰذا ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ اگر کئی مجالس میں الگ الگ خوشبو لگائی تو ہر مجلس کا الگ کفارہ ہے۔(۳۳۷)

سِلے کپڑے پہننے کا کفارہ:

☆ محرم نے سلا ہوا کپڑا چار پہر پہنا تو دم واجب ہے۔ اس سے کم وقت کے لیے سِلا کپڑا پہنا تو صدقہ لازم ہے۔ اگر لگا تار کئی دن سِلا کپڑا پہنے رہا تو بھی دم واجب ہے۔ برابر ہے کہ سلا ہوا کپڑا عذر سے پہنے یا بغیر عذر کے پہنے۔ اگر ایک دن عذر اور دوسرے دن بلا عذر پہنا تو دو کفارے واجب ہونگے۔

☆ اگر محرم نے دن میں سِلا ہوا کپڑا پہنا اور رات کو گرمی کے سبب اُتار دیا، یا رات کو سردی کی وجہ سے پہنا اور دن میں اُتارا مگر باز آنے کی نیت نہیں تھی تو ایک ہی کفارہ واجب ہے اور اگر توبہ کی نیت تھی تو ہر بار پہننے میں نیا کفارہ واجب ہے۔

☆ اگر محرم نے ایک ہی دن میں پہلے کرتا پہنا پھر پاجامہ پھر یہ اُتار کر ٹوپی پہنی تو یہ سب ایک ہی پہننا ہے۔ اگر ایک دن ایک اور دسرے دن دوسرا پہنا تو دو کفارے واجب ہونگے۔

☆ اگر محرم نے ایک دن سِلا ہوا کپڑا پہنا پھر کفارہ ادا کر دیا مگر کپڑا اُتارا نہیں تو دوسرے دن بھی اگر پہنے رہا تو اب دوسرا کفارہ واجب ہے۔

☆ اِحرام کے دوران مرد یا عورت نے سارا چہرہ یا چوتھائی حصہ چھپایا یا مرد نے پورا یا چوتھائی سر چھپایا تو اگر چار پہر یا زیادہ لگا تار چھپایا تو دم واجب ہے اور چار پہر کم میں صدقہ لازم ہے۔

☆ سر یا چہرہ کو چوتھائی حصہ سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ واجب ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں ہے، گناہ ہے۔

☆ اگر محرم نے سر پہ کپڑوں کی گٹھری رکھی یا سر پہ مٹی تھوپ لی تو کفارہ واجب ہے۔ البتہ غلہ کی گٹھری، تختہ یا لگن وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

☆ قصداً، نادانی یا بھول چوک سے سِلا ہوا کپڑا پہنا بلکہ محرم نے سوتے میں بھی اگر سر یا منہ چھپا لیا تو کفارہ واجب ہے۔

☆ محرم کے جوتے نہ ہوں تو موزے کو کاٹ کر تسمیہ والی جگہ سے جوتا بنا کر پہنے۔ اگر موزے کو تسمہ والی جگہ سے کاٹے بغیر پہن لیا اور پورے چار پہر گذر گئے تو دم واجب ہے۔ اس سے کم مدت میں صدقہ ہے۔ انگریزی جوتے نہ پہنے کہ جوڑ کو چھپاتے ہیں۔(۳۳۸)

بال اُکھیڑنے کا کفارہ:

☆ محرم نے سر یا داڑھی کے چوتھائی بال یا زیادہ کاٹے یا اکھیڑے تو دم واجب ہے اور اِس سے کم میں صدقہ لازم ہے۔

☆ گردن، بغل، زیرناف یا دونوں بغلیں منڈوائیں تو ایک دم واجب ہے اور کم میں صدقہ لازم ہے۔ باقی اعضاء کے منڈوانے میں بھی صدقہ ہے۔

☆ اگر محرم مونچھ کتروائے یا مونڈوائے تو اس پر صدقہ واجب ہے۔ اِسی طرح روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے یا وضو کرنے، کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے تو پورا صدقہ لازم ہے۔

☆ محرم نے چند جلسوں میں سر منڈوایا یا دو جلسوں میں بغلیں مونڈیں تو ایک ہی دم اور ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ محرم کے بال مونڈنے والے پر بھی صدقہ دینا واجب ہے۔(۳۳۹)

ناخن کاٹنے کا کفارہ:

اگر محرم نے اپنے ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کاٹے یا دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے بیسوں ناخن ایک ساتھ کاٹے تو ایک دم واجب ہے۔ اکر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ ناخن نہ کاٹے تو ہر ناخن کے بدلے ایک صدقہ ادا کرے۔ یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار ناخن کاٹے تو سولہ صدقے ادا کرے۔ مگر اِن صدقوں کی قیمت اگر ایک دم کے برابر ہو جائے تو پھر دم دے یا پھر صدقہ کم کرلے۔

اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ پاؤں کے ناخن ایک جلسہ میں کاٹے اور دوسرے ہاتھ پاؤں کے ناخن دوسرے جلسہ میں کاٹے تو دو دم لازم ہونگے۔ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے ناخن چار جلسوں میں کاٹے تو چار دم لازم ہونگے۔

البتہ! اگر کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل ہی نہیں رہا ہے تو اُس کا بقیہ حصہ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۳۴۰)

بوس و کنار کا کفارہ:

اگر محرم مرد و عورت دونوں میں سے کسی ایک نے یا دونوں نے مباشرت فاحشہ کی، شہوت کے ساتھ بوس و کنار کیا اور بدن ایک دوسرے کے ساتھ مس کیا تو دم واجب ہے۔ اگرچہ انزال نہ ہوا ہو۔ بلاشہوت بوسہ لینے اور چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مرد کے ان اُفعال سے اگر عورت کو بھی لذت آئے تو وہ بھی دم دے۔

محرم نے اگر جلق (مشت زنی) کی اور انزال ہوگیا تو دم واجب ہے ورنہ مکروہ ہے۔ البتہ اِحتلام ہو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۳۴۱)

جماع کا کفارہ:

اگر محرم نے وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔ اب حج کے دیگر اُفعال ادا کر کے حج مکمل کرے اور ایک دم دے اور آئندہ سال اس حج کی قضا کر لے۔ اگر عورت بھی احرامِ حج میں تھی تو اُس پر بھی یہی لازم ہے اور اگر پھر دوبارہ جماع میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ حج قضا کے اِحرام سے اختتام تک دونوں ایسے جدُا رہیں کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں۔

وقوف عرفہ کے بعد جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا مگر حلق و طواف سے پہلے جماع کیا تو ایک بدنہ دے اور حلق کے بعد جماع کیا تو ایک دم دے اور بہتر اب بھی بدنہ ہے۔ اگر حلق و طواف دونوں کے بعد محرم نے جماع کیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور طواف سے مراد اکثر یعنی چار پھیرے ہیں۔

اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع کے قابل بچہ نے یا مجنوں نے عورت سے وطی کی تو حج فاسد ہو جائے گا۔ مگر بچہ اور مجنوں پر نہ دم ہے، نہ وہ قضا کرے گا۔

اگر محرم نے عمرہ میں چار پھیرے طواف سے پہلے جماع کرلیا تو عمرہ فاسد ہوگیا۔ اب دم دے اور عمرہ کی قضا کرلے۔ چار پھیروں کے بعد جماع کیا تو عمرہ صحیح ہے۔ البتہ دم دے گا۔

اگر عمرہ کرنے والے نے الگ الگ مجلس میں متعدد بار جماع کیا تو ہر مجلس کے لیے الگ دم دے گا اور حلق سے پہلے جماع کیا تو بھی دم واجب ہے۔ (۳۴۲)

سہوِ طواف وسعی کا کفارہ:

اگر محرم نے طواف فرض سارا یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض و نفاس میں کیا تو ایک بُدنہ واجب ہو جائے گا اور پھر طہارت کے ساتھ اعادہ بھی واجب ہے۔ اگر مکہ سے چلا گیا تھا تو واپس آ کر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی باہر نکل گیا ہو۔ لیکن بارہویں تاریخ تک اگر مکمل اعادہ کرلیا تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔ اور بارہویں تاریخ کے بعد اعادہ مکمل کیا تو دم لازم آئے گا البتہ بدنہ ساقط ہو جائے گا۔ اگر طواف فرض بارہویں کے بعد کیا ہے تو بدنہ ساقط نہ ہوگا کہ بارہویں گذر گئی۔

اگر طواف بے وضو کیا تو دم واجب ہے اور طواف کا اعادہ مستحب ہے۔ پھر اگر طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ اگرچہ بارہویں تاریخ کے بعد ہی اعادہ کیا ہو۔

اگر چار پھیرے سے کم بے وضو طواف کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ اور جنابت میں کیا تو ایک دم دے۔ پھر اگر بارہویں تک اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔ البتہ بارہویں کے بعد اعادہ کیا تو ہر پھیرے پر ایک صدقہ دینا لازم ہے۔

اگر محرم نے طواف فرض کل یا اکثر بلا عذر چل کر نہ کیا بلکہ سواری پر، گود میں، گھسٹ کر یا بے ستر کیا مثلاً عورت کی چہار کلائی یا چہارم سر کے بال کھلے تھے۔ یا اُلٹا

طواف کیا۔ یا طواف کے دوران حطیم کے اندر سے گزرا یا طواف بارہویں کے بعد کیا تو اِن سب صورتوں میں دم واجب ہے پھر اگر صحیح طور پر اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر بغیر اعادہ کیے ہی واپس آ گیا تو ایک بکری یا اُس کی قیمت حرم میں بھیج دے تاکہ بکری حرم میں ہی ذبح ہو واپس حرم جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

قارِن نے اگر طواف قدوم و طواف عمرہ دونوں بے وضو کیے تو دسویں سے پہلے طواف عمرہ کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا اور دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہوگئی تو دم واجب ہے۔

اگر محرم نے سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دیئے یا سواری پر کیے تو دم واجب ہے البتہ حج ہوجائے گا اور چار سے کم پھیرے کے بدلے صدقہ لازم ہے۔ پھر اگر سعی کا اعادہ کرلیا تو دم و صدقہ دونوں ساقط ہوجائیں گے۔ عذر کے ساتھ ایسا ہوا تو معاف ہے۔

اگر محرم نے طواف سے پہلے سعی کرلی اور اعادہ نہ کیا تو دم واجب ہے۔(۳۴۳)

سہوِ وقوف عرفہ و مزدلفہ کا کفارہ:

جو شخص غروبِ آفتاب سے پہلے ہی عرفات سے چلا گیا تو اُس پر دم واجب ہے۔ پھر اگر غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے واپس آ گیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ غروبِ آفتاب کے بعد واپس آنے سے دم ساقط نہ ہوگا۔ عرفات سے محرم کا غروبِ آفتاب سے پہلے چلے آنا عذر سے ہو یا بلا عذر کے، اختیار سے ہو یا بلا اختیار کے ہو، دم واجب ہے۔ اگر محرم نے دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم واجب ہے۔ ہاں کوئی کمزور شخص یا عورت ازدحام کے خوف سے ترک کرے تو جرمانہ نہیں ہے۔(۳۴۴)

سہوِ رمی اور قربانی و حلق کا کفارہ:

اگر محرم نے کسی بھی دِن رمی نہیں کی یا ایک دن کی ساری رمی چھوڑ دی یا اکثر

ترک کردی۔ مثلاً دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں یا گیارہویں وغیرہ کو دس کنکریاں ماریں۔ یا کسی دن کی ساری کنکریاں یا اکثر کنکریاں دوسرے دن ماریں تو اِن سب صورتوں میں دم واجب ہے۔

اور اگر کسی دن کی آدھی سے کم کنکریاں چھوڑ دیں۔ مثلاً دسویں تاریخ کو چار کنکریاں ماریں اور تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ کنکریاں ماریں اور دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن کی کنکریاں چھوڑ دیں تو ہر کنکری کے بدلے ایک صدقہ لازم ہے۔ اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو صدقات میں سے کچھ کم کر دے۔

اگر کسی محرم نے حدودِ حرم سے باہر حلق کیا یا بارہویں تاریخ کے بعد حلق کیا یا کنکریاں مارنے سے پہلے حلق کیا یا قارن و متمتع نے قربانی سے پہلے حلق کیا یا اِن دونوں نے پہلے قربانی کی تو اِن سب صورتوں میں دم واجب ہے۔

عمرہ کا حلق بھی حدودِ حرم کے اندر ہونا ضروری ہے۔ حدودِ حرم سے باہر ہوا تو دم واجب ہے۔

محرم کے شکار کا کفارہ:

اِحرام کی حالت میں حرم کے اندر یا باہر، خشکی کا وحشی جانور شکار کرنا یا اُس جانور کا شکار کرنے کے لیے اِشارہ کرنا یا کسی اور طریقے سے بتانا حرام ہے اور ایسا کرنے والے پر کفارہ واجب ہے۔ اگر چہ اُس کے کھانے میں مضطر ہو یعنی بھوک سے جان نکل رہی ہو۔

محرم نے اگر جنگل کا جانور ذبح کیا تو وہ مُردار ہی رہے گا۔ حلال نہ ہوگا۔ محرم نے جانور ذبح کرنے کے بعد اُسے کھا بھی لیا تو اگر کفارہ ادا کرنے کے بعد کھایا تھا تو اب دوبارہ پھر کھانے کا کفارہ ادا کرے اور اگر ابھی کفارہ ادا نہیں کیا تھا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔

بغیر احرام کے کسی نے حرم میں شکار کیا تو ایک ہی کفارہ واجب ہے البتہ اس کفارے کے بدلہ روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا۔

اِحرام میں اور اِحرام کے بغیر حرم کے اندر حلال اور حرام دونوں قسم کے جانوروں کے شکار کا ایک ہی حکم ہے لیکن حرام جانور چاہے ہاتھی ہی کیوں نہ ہو اُس کا کفارہ ایک بکری ہے۔

یاد رہے کہ حرم کے اندر کوا، چیل ، بھیڑیا، بچھو، سانپ ، چوہا، گھونس، چھچھوندر، کنکٹا کتا، پسّو ، مچھر، کلّی ، کچھوا، کیکڑا، پتنگا، کاٹنے والی چیونٹی، مکھی، چھپکلی، بِڑ اور تمام حشرات الارض، بجو، لومڑی گیدڑ جبکہ یہ حملہ کریں یا جو جانور عادتاً حملہ کرتے ہیں جیسے شیر، چیتا، تیندوا اور پانی کے تمام جانور مارنے پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔(۳۴۵)

حرم کے پیڑ کاٹنے کا کفارہ:

حرم کے درخت چار قسم کے ہیں:

الف: کسی شخص نے وہ درخت بویا ہے اور وہ درخت ایسا ہے کہ لوگ اُسے بویا کرتے ہیں۔

ب: کسی شخص نے یہ درخت بویا ہے مگر یہ درخت اس قسم کا نہیں ہے جیسے لوگ بویا کرتے ہیں۔

ج: کسی شخص نے درخت بویا تو نہیں ہے لیکن وہ درخت اُس قسم کا ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔

د: کسی شخص نے یہ درخت بویا نہیں ہے اور درخت بھی اُس قسم سے نہیں جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔

پہلی تین قسموں کے کاٹنے وغیرہ پر جرمانہ نہیں ہے البتہ اگر اُس کا مالک ہے تو وہ تاوان لے سکتا ہے۔ جبکہ چوتھی قسم میں جرمانہ بھی واجب ہے اور اگر اُس کا مالک ہے تو تاوان بھی ادا کرنا ہوگا۔ نیز جرمانہ اُس وقت واجب ہوگا جب درخت تر ہو۔ ٹوٹا یا اکھڑا ہوا نہ ہو۔

جرمانہ یہ ہے کہ اُس درخت کی قیمت کا غلہ لیکر مساکین میں صدقہ کر دے۔ ہر مسکین کو ایک صدقہ یعنی صدقۃ الفطر کی مقدار کے برابر دے ۔ اگر صدقے سے کم

قیمت غلہ ہے تو پھر ایک ہی مسکین کو دے دے ۔حرم کے مساکین ضروری نہیں ہیں۔ یاد رہے کہ درخت کی قیمت بھی صدقہ کرسکتا ہے اور جانور خرید کر بھی ذبح کرسکتا ہے البتہ روزہ رکھنا کافی نہیں ہے۔

حرم کے درخت کے پتے توڑے یا ٹہنی توڑی تو کوئی حرج نہیں ہے البتہ حرم کے درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں ہے۔(۳۴۶)

جُوں مارنے کا کفارہ:

اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینکدی تو ایک جوں کے بدلے روٹی کا ایک ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مٹھی اناج ادا کرے اور اس سے زیادہ میں صدقہ واجب ہے۔

جوئیں مارنے کے لیے سر یا کپڑا دھویا، یا کپڑا دھوپ میں ڈالا یا کسی دوسرے شخص نے محرم کے کہنے یا اشارہ کرنے سے اس کی جوں ماری تو اِن سب صورتوں میں کفارہ واجب ہے۔اگرچہ جوں مارنے والا احرام میں نہ بھی ہو۔(۳۴۷)

بغیر احرام میقات سے گذرنے کا کفارہ:

حدودِ میقات سے باہر رہنے والا شخص بغیر احرام میقات سے گذر کر مکہ معظّمہ میں داخل ہوگیا تو اگر اُس کا حج یا عمرے کا ارادہ نہ ہومگر اس پر حج یا عمرہ واجب ہوجائے گا۔ پھر اگر اُس نے وہیں سے احرام باندھ لیا اور میقات کو واپس نہ گیا تو اُس پر دم واجب ہے اور اگر میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر آیا تو اُس سے دم ساقط ہوجائے گا۔

مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا اگر اُس کا احرام باندھا اور ادا کیا تو وہ بری الذمہ ہوگیا۔ اگر حجۃ الاسلام یا نفل یا منت کا عمرہ یا حج جو اُس پر تھا اُس کا احرام باندھا اور اسی سال ادا بھی کیا تو بری الذمہ ہے اور

اگر اُسی سال ادا نہ کیا تو بری الذمہ نہ ہوا اُس حج یا عمرہ سے جو مکہ میں بغیر احرام داخل ہونے سے واجب ہوا تھا۔

اگر کوئی شخص حج یا عمرے کے ارادے سے چلا اور بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھا۔ اب اگر میقات کی طرف واپس جانے میں حج کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہے تو واپس جانے کی بجائے وہیں سے احرام باندھ لے اور دم دے اگر حج فوت ہونے کا ڈر نہ ہو تو واپس میقات پر آئے۔

اگر وہ بغیر احرام کے میقات میں واپس آیا تو دم ساقط ہے اور اگر احرام باندھ کر آیا ہے اور لبیک بھی کہہ چکا ہے تو دم ساقط ہے۔ اگر ابھی لبیک نہیں کہا ہے تو دم واجب ہے۔(۳۴۸)

احرام پر احرام باندھنے کا کفارہ:

جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے اُس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کا طواف ایک پھیرا بھی کرلیا اور اُس کے بعد اُس نے حج کا احرام باندھ لیا تو اُسے توڑ دے اور دم ادا کرے۔ اب اِس سال وہ عمرہ مکمل کرے اور آئندہ سال حج ادا کرے اور اگر کسی نے عمرہ توڑ کر حج ادا کیا تو عمرہ ساقط ہوجائے گا البتہ اُس پر دم واجب ہوگا۔ اور اگر کسی نے حج وعمرہ دونوں ہی کر لیے تو ادا ہو گئے مگر گنہگار ہوگا اور دم بھی ادا کرنا پڑے گا۔

اگر کوئی شخص عمرہ کے تمام افعال ادا کر چکا تھا۔ صرف حلق باقی تھا پھر اُس نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اُس پر دم واجب ہے اور وہ گنہگار بھی ہوگا۔

دسویں سے تیرہویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا منع ہے۔ اگر کسی نے دسویں سے تیرہویں تاریخ کے درمیان عمرے کا احرام باندھ لیا تو وہ توڑ دے اور اُس کی قضا کرے اور دم ادا کرے اور اگر عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ بھی مکمل کرلیا تو ادا ہوگیا مگر اُس پر دم واجب ہے۔(۳۴۹)

٦۔ کفارۂ نذر:

نذر کا لغوی مفہوم:

ابن حجر عسقلانی متوفی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

والنذر فی اللغة التزام خیرٍا وشرٍّ۔(۳۵۰)

ترجمہ: اور لغت میں کسی اچھے یا برے کام کو (خود پر) لازم کر لینے کو نذر کہتے ہیں۔

چنانچہ السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

ایجاب عین الفعل المباح علی نفسه تعظیماً لِلّٰهِ تعالٰی۔(۳۵۱)

ترجمہ: کسی معین و مباح کام کو اللہ کی تعظیم کا اقرار کرتے ہوئے خود پر واجب کر لینا ''نذر'' کہلاتا ہے۔

نذر کا شرعی مفہوم:

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

وفی الشرع التزام المکلف شیأً لَم یکن علیه منجزاً أو مُعلّقاً۔(۳۵۲)

ترجمہ: اور شریعت اِسلامیہ میں کسی مکلّف شخص کا ایسی شئی کو خود پر لازم کرنا جو اِس سے پہلے اُس پر مکمل یا معلّق طور پر لازم نہیں تھی ''نذر'' کہلاتا ہے۔

قرآن میں نذر کا بیان:

۱۔ **اِنّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فی بطنی محررا۔(۳۵۳)**

ترجمہ: عمران کی بیوی نے کہا: میرے پیٹ میں جو کچھ بھی ہے (لڑکا یا لڑکی) اُسے میں تیرے نام پر آزاد کرنے کی نذر مانی ہے۔

۲۔ اِنِّی نَذَرُتُ لِلرَّحمٰنِ صَوماً۔(۳۵۴)

ترجمہ: مریم نے کہا: میں نے اللہ رحمٰن کیلئے روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے۔

۳۔ یوفون بالنَّذُرِ ویخافون یوماً کان شرُّہُ مستطیراً۔(۳۵۵)

ترجمہ: (نیک لوگ) نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چارسُو پھیلی ہوئی ہے۔

۴۔ وَمَا اَنُفَقُتُمُ مِّنُ نَّفَقَةٍ اَوُ نَذَرُتُمُ مِّنُ نَّذُرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعُلَمُهُ. وَمَالِلظّٰلِمِيُنَ مِنُ اَنُصَارٍ۔(۳۵۶)

ترجمہ: تم جو کچھ بھی خرچ کرو (خیرات وغیرہ) اور جو کچھ نذر مانو، اُسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

نذر کی اقسام:

نذر کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ نذر تبرر ب۔ نذر لجاج

الف: نذر تبرر ایسی نذر کو کہتے ہیں جو شرعاً جائز و حلال ہو۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں

i) جس میں قربِ الٰہی کی نیت ہو جیسے کہ نذر ماننے والا یوں کہے: ''میں اللہ کی رضا کے لیے ایسے ایسے اور اتنے روزے رکھونگا''۔ یا ''صحت ملے گی تو بطور شکر اتنی رکعت نماز پڑھوں گا''۔ یا ''اگر مجھے خوشی ملی تو میں اتنے روپے صدقہ کروں گا''۔

ii) نذر تبرر کی دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں کسی معلق شئ کے حصول و اِنتفاع پر نذر مانی جائے ۔ جیسے کہ کوئی یوں کہے: ''اگر میرا غائب بیٹا واپس آ گیا تو میں اتنے روزے رکھوں گا''۔

ب: نذر لجاج ایسی نذر کو کہتے ہیں جو ضِد اور سخت اصرار پر مشتمل ہو۔ اس کی بھی دو اقسام ہیں:

i) کسی حرام کام کی نذر یا ترک واجب کی نذر ماننا، نذر لجاج کہلاتا ہے۔ اور یہ نذر منعقد ہی نہیں ہوتی ہے جبکہ فرض کفایہ کے ترک کی نذر یا مشقت والی شئی کی نذر ماننا مکروہ ہے۔

ii) ایسی نذر جو کسی خلاف اولیٰ یا مباح یا مستحب عمل کی نذر مانی جائے۔ اس میں علماء کے تین اقوال ہیں:

۱۔ الوفا (پورا کرے) ۲۔ قسم کا کفارہ دے

۳۔ دونوں میں سے جو چاہے کرے۔

اُحناف کے ہاں کفارہ یمین ادا کرے۔(۳۵۷)

حکیم الاُمّت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نذر کی دو اُقسام لکھی ہیں:

(الف) نذر شرعی:

اِس میں شرط یہ ہے کہ ایسی چیز کی نذر مانی جائے جو کہیں نہ کہیں واجب ہو۔ جو شئی کہیں واجب نہ ہو اُس کی نذر شرعی درست نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ جس کام کی نذر مانی جارہی ہے وہ کام عبادات میں سے ہو۔ تیسرا یہ کہ نذر خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو کسی بندے کے لیے نہ ہو کیونکہ نذر شرعی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ نذر شرعی کا پورا کرنا واجب ہے۔

(ب) نذر لغوی:

یہ نذر بندوں کیلئے ہوسکتی ہے۔ جیسے فاتحہ دلانے، گیارھویں شریف منانے، میلاد منانے یا کسی دربار پہ دیگ پکانے کی نذر ماننا کہ یہ ہدیہ و نذرانۂ ایصالِ ثواب ہے۔ مثلاً ایک لونڈی نے نذر مانی تھی کہ جب میں نبی ﷺ کو جنگ اُحد سے خیریت

سے واپس آتے دیکھوں گی تو دف بجاؤں گی آپ کے سامنے۔ چنانچہ جنگِ اُحد سے واپسی پر اُس نے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنی نذر کے متعلق عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنی نذر پوری کرو۔ یہ نذر لغوی ہے۔ اس کا پورا کرنا مستحب ہے۔

یاد رہے کہ: حرام کاموں کی نذر ماننا باطل ہے البتہ اُس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔ جبکہ وہ کام جو کسی وجہ سے ممنوع ہیں ان کی نذر ماننا درست ہے۔ جیسے عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا یا طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھنے کی نذر ماننا اَحناف کے ہاں درست ہے۔(۳۵۸)

نذر کے متعلق عقیدہ:

نذر ماننے والے کو یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھنا چاہیے کہ میری نذر اللہ کے قانونِ قدرت کو تبدیل کردے گی بلکہ صرف اللہ کی عظمت وتعظیم اور بڑائی وکارسازی کا اِعتراف کرتے ہوئے بطور شکر وحمد نذر ماننا چاہیے چنانچہ علامہ علی بن سلطان محمد القاری علیہ رحمۃ الباری متوفی (۱۰۱۴ھ) نے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے:

قَدْ یَظُنُّ بعضُ الْجُهلَةِ اَنَّ النَّذْرَ قدیرُ الْقَدْرِ وَیَمْنَعُ مِنْ حُصُوْلِ الْمُقَدَّرِ۔(۳۵۹)

ترجمہ: بعض جہلاء کا گمان ہے کہ نذر تقدیر کو بدل دیتی ہے اور جو کچھ مقدر ہو چکا ہے اُسے روک دیتی ہے۔

نذر کی تعیین اور اِنشاء اللہ:

جس چیز کی نذر مانی جائے اُس کی تعیین ضروری ہے۔ مثلاً اگر میں صحت یاب ہوگیا تو ایک بکرا صدقہ کروں گا۔ یہ درست ہے۔ اور اگر نذر کو معین کیا یعنی یوں کہا: ''اگر میں صحت یاب ہوگیا تو مجھ پر نذر ہے''۔ تو یہ نذر درست نہیں ہے۔ البتہ اِس پر کفارہ ادا کرنا واجب ہوجائے گا۔

نذر یا قسم میں ''اِنشاء اللہ'' کہا تو اب نذر یا قسم کا پورا کرنا واجب نہ رہا۔(۳۶۰)

نذر کا کفارہ:

نبی ﷺ نے فرمایا:

وَ کَفَّارَۃُ النَّذْرِ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ۔(۳۶۱)

ترجمہ: اور نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

نذر اور قسم میں فرق:

نذر اور قسم میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ میں فلاں دن روزہ رکھوں گا اور پھر اپنی نذر پوری نہ کی تو اُس پر قضا واجب ہے جبکہ جو شخص قسم کھائے کہ اللہ کی قسم میں فلاں دن روزہ رکھوں گا اور کسی وجہ سے اُس نے اُس دن روزہ نہ رکھا تو اب وہ قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرے گا۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

الفرق بین النذر والیمین اِنّ فی النذر یجب القضاء وفی الیمین یجب الکفارۃ۔(۳۶۲)

ترجمہ: نذر اور قسم میں یہ فرق ہے کہ نذر میں قضا واجب ہے اور قسم میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔

۷۔ کفارۂ مجلس:

مجلس کا معنٰی ومفہوم:

مَجْلِسُ، جَلَسَ، یَجْلِسُ، جلسۃً سے اِسمِ ظرف ہے اور ابن منظور افریقی نے اِس کا معنیٰ لکھا ہے: ''مَوْضَعُ الْجُلُوْسِ'' یعنی بیٹھنے کی جگہ۔(۳۶۳)

جبکہ اُردو میں ''مجلس'' کے معنی ہیں نشست، نشست گاہ، انجمن، محفل خانہ، اسمبلی، کمیٹی، کونسل، عدالت اور ٹریبونل وغیرہ۔(۳۶۴)

مجلس کے آداب:

دینِ اِسلام سراسر آداب و اخلاق کا نام ہے۔ اِس لیے اِسلام نے مجلس کی نشست و برخاست کے بھی کچھ آداب متعین فرمائے ہیں۔ چنانچہ اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اِذا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوا فِی الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ، وَاِذا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا، یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ. وَاللّٰہُ بِمَا تَعْلَمُوْنَ خَبِیْرٌo۔(۳۶۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کر دیا کرو۔ اللہ تمہیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو تم اُٹھ جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور جنہیں علم سے نوازا گیا ہے اُن کے درجے بلند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اَعمال سے باخبر ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ مجلس عام ہے اور یہ ہر اُس مجلس کے لیے بولا جاتا ہے جس میں مسلمان خیر و بھلائی اور اجروثواب کے لیے جمع ہوں۔ مثلاً وعظ و نصیحت، حصولِ علم، ذکروفکر، جمعۃ المبارک اور دیگر مفید مجالس اِس میں شامل ہیں۔

چنانچہ نبی ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

لایُقیم الرجلُ الرجلَ من مجلسہٖ ولکن تفسَّحُوا وَتوَسَّعُوا۔(۳٦٦)

ترجمہ: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لیے اپنی جگہ سے نہ اُٹھے بلکہ تم کُھل کر بیٹھا کرو اور وُسعت پیدا کیا کرو۔

شانِ نزول:

اِس آیت کریمہ کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التمیمی البکری الرازی (متوفی (۶۰۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

''جمعۃ المبارک کے دن نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ کچھ صحابہ کرام جنہوں نے جنگِ بدر میں شرکت کی تھی وہ تشریف لائے۔ صُفّہ کا چبوترہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لوگ نہایت توجہ سے نبی ﷺ کی گفتگو مبارک سُن رہے تھے۔ جگہ نہ پا کر وہ بدری صحابہ کھڑے رہ کر ہی خطبہ مبارکہ سننے لگے۔ نبی ﷺ بدری صحابہ کرام کا نہایت اِکرام فرماتے تھے لہٰذا آپ ﷺ کو ازراہِ محبت اُن کا کھڑے رہنا ناگوار گذرا لہٰذا آپ ﷺ نے قریب بیٹھے ہوئے غیر بدری صحابہ کے نام لے لے کر اُنہیں اُن کی جگہ سے اُٹھایا اور بدری صحابہ کا اِکرام کرتے ہوئے انہیں اپنے قریب بٹھایا۔ جس پر اُٹھنے والے صحابہ کو بُرا لگا اور اُن کے چہروں سے ناگواری کے تاثرات کا اظہار ہوا مزید یہ کہ منافقین نے طعنے دینے شروع کر دیئے۔ جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی''۔ (۳۶۷)

اِس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ کسی سبب کے تحت کسی شخص یا افراد کو دوسروں سے زیادہ عزت و اکرام دیا جا سکتا ہے۔ انہیں صدر مجلس کے قریب یا نمایاں جگہ پر بٹھایا جا سکتا ہے اور اِس کے لیے بُرا منانے کی بجائے خود بخود کشادگی و وُسعت پیدا کرتے ہوئے ایثار کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ورنہ صدرِ مجلس اگر اُٹھنے کو کہے تو اُٹھ جاؤ، بیٹھنے کو کہے تو بیٹھ جاؤ، نکلنے کو کہے تو نکل جاؤ اور آنے کو کہے تو آ جاؤ۔

مجلس کا کفارہ:

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ۔(۳۶۸)

ترجمہ: جب تو کھڑا ہو (مجلس سے اُٹھے) تو اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کر۔

چنانچہ علامہ ابو الفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

حِیْنَ تقوم مِن کل مجلس، اِن کنتَ أحسنتَ اَزْدَدْتَّ خیراً، واِن کان غیرُ ذالک کان ھٰذا کفّارَۃ لَہُ۔(۳۶۹)

ترجمہ: یعنی جب تم کسی بھی مجلس سے اُٹھو، کیونکہ اگر تم نے مجلس میں اچھے کام کیے تو اپنی نیکیوں میں اضافہ کیا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ حمد اور پاکی بیان کرنا مجلس میں گناہ، بُری بات اور بیٹھنے کا کفارہ ہوجائے گا۔

چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

جو شخص کسی مجلس سے اُٹھتے وقت یہ دُعا پڑھ لے تو یہ اس کی مجلس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُاَنْ لاَّاِلٰہَ اِلاَّاَنْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔(۳۷۰)

۸۔ کفارۂ ایلاء:

اِیلاء اُس قسم اور حلف کو کہتے ہیں جو عرب لوگ اپنی بیویوں کو تنگ اور پریشان

کرنے کے لیے اُٹھاتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں اِیلاء کو طلاق ہی شمار کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اِسلام نے آ کر اس میں تبدیلیاں کیں اور اوّلاً اس کی لا محدود مدت کو کم کر کے چار ماہ تک محدود کردیا اور چار ماہ کے اندر یا چار ماہ کے بعد فیصلہ کرنے کا پابند کردیا کہ چار ماہ کے اندر اگر شوہر رجوع کرلے تو قسم کا کفارہ ادا کرے اور اگر چار ماہ مکمل ہوگئے تو بطورِ سزا اُس کی بیوی کو طلاق بائنہ ہوجائے گی۔(۳۷۱)

أَلْـواوَأُلُوّاوَأَلِياً . کے معنی ہوتے ہیں:اَجتھدُ:(کوشش کرنا)،فتر:(کوتاہی کرنا)،ضعف:(زیادتی کرنا یا دو گناہ کرنا)،قصر:(چھوٹا پن دکھانا)،أبطاء:(مؤخر کرنا یا ٹال مٹول کرنا)۔

مثلاً کہا جاتا ہے:انّـی لا أ لـوک نـصحاً (میں تمھیں نصیحت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے۔(۳۷۲)

ابو الفتح ناصر الدین بن عبدالسید بن علی بن المطر ز کے نزدیک اِیلاء کا مصدر ''اَلْاَلِیَّۃُ'' ہے جس کا معنی ہے ''الحلیف''(قسم اٹھانے والا) اور کہا جاتا ہے:''آلٰی یُؤْلِی اِیلاءً'' جیسے ''أعطٰی یُعطی اِعطاءً عطیّۃً'' ہے اس کی جمع ''أَلَایَا'' آتی ہے۔(۳۷۳)

امام نجم الدین اَبوحفص عمر بن محمد بن احمد النسفی (متوفی ۵۳۷ھ) لکھتے ہیں:

''اِیلاءٌ باب افعال سے مصدر ہے۔آلٰی یؤلی ایلاءً فھو مُؤلٍ علـی وزن أفـعـلَ یُفْعِلُ اِفعاَ لاً فَھُوَ مُفْعِلٌ. أی حَلَفَ۔اور اِس کا معنی ہے حلف اُٹھانا''۔

وَالْاَلِیَّۃُ الیـمیـنُ و جَـمعُہُ الأ لایاعلی وزنِ البلیَّۃ وَالبَلاَیا قلیلُ الآلایا۔

اور ''اَلِیّۃُ'' کے معنی ہیں قسم اُٹھانا۔اوراس کی جمع ''الالایـا'' ہے۔''بَـلِیَّۃٌ'' اور ''البَلاَیَا کے وزن پر اور ''الآلایا''،کبھی کبھی استعمال ہوتا ہے۔(۳۷۴)

جبکہ محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی ابو الفیض الملقب بمرتضی الزبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں:

ایـلاءُ ، بـاب اِفعال، افتعال اور **تفصیل** سے مصدر ہے۔ مثلاً ”**آلٰی یُؤْلِی اِیلاءً. اِئتلا یؤتلی اِئتلاءً تآلّٰی یتألّٰی تَالِیًا**“ تینوں کا معنی ہے (**أقسم**) و **حلف**۔ قسم کھانا اور حلف اُٹھانا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: **آلَیـــتُ عَـلَـــی الشئـــی و آلیتُـــــــــهُ**۔ یعنی میں نے اُس پر قسم اُٹھا رکھی ہے اور میں نے اُس کا حلف لے رکھا ہے۔(۳۷۵)

ابو منصور محمد الازھری (متوفی ۳۷۰ھ) اِبن الأعرابی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

ایلاءٌ کا مصدر ”**الأُلو**“ ہے جس کے معنی ہیں: **التعصیر** (چھوٹا پن دکھانا) **الـمـنـع** (باز رکھنا/بچانا/روکنا) **الاحتھـاد** (سوچ و بے چار کرنا) **الاستـطـاعة** (ہمت/قوّت) **العطیة** (دینا/عطا کرنا) آگے لکھتے ہیں:

قـال الأصـمـعی: وھوالعود الذی تبخربه. وأواھا کلمه فارسیة عُرِّبَتُ۔

ترجمہ: یعنی اصمعی کہتے ہیں کہ ایلاء ایک اعلیٰ قسم کی خوشبو ہے جسے عود کہتے ہیں اور وہ (اگربتی کی طرح) جلائی جاتی ہے اور یہ کلمہ فارسی (عجمی) ہے جو عربی میں استعمال ہونے لگا ہے۔(۳۷۶)

ایلاء کی لغوی تعریف:

امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التمیمی البکری الرازی (متوفی ۶۰۴ھ) ایلاء کی لغوی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلـی یـؤالـی اِیلاءٌ، وَتألی یتألی تألیاً، وائتلی یأتلی ائتلاء، والاسـم مـنــه ألیَّة وألـوَّـة، کـلا ھُـمابالتشدید، وحکی

أبـوعبيـدة : أُلـوَّة وَ أُلُوَةٌ وَ أَلُوَّة ثلاث لغات، وبالجملة فـالألّية والـقسـم واليـميـن والحلف، كلها عبارات عن معنى واحد۔(۳۷۷)

ترجمہ: اس کے تین طرح کے مصدر آتے ہیں آلـی یؤالی سے ''اِیلاءٌ'' اور تألي يتألى سے ''تأليا'' اور اِئتلى يأتلى سے ''اِئتلاءٌ'' اور اس سے اِسم دوطرح سے آتا ہے ''أليّة'' اور ''ألـوّة'' اور دونوں تشدید کے ساتھ آتے ہیں اور اَبو عبیدۃ نے اس کی تین لغات بیان کی ہیں ''أُلُوَّةٌ'' اور ''أُلُوَةٌ'' اور ''أَلُوَّةٌ'' یہ سب کے سب اور ساتھ ہی ''اليَّة'' اور ''قَسَمٌ'' اور ''يَـمِيـنٌ'' اور ''حَـلَفٌ'' تمام عبادات کا معنی ایک ہی ہے یعنی (قسم کھانا)۔

علامہ شیخ محمد سلیمان الہندی لکھتے ہیں:

والايـلاءُ هو مصدرٌ من آلى يولى، وهواليمين لُغَةً، وقال بعضهم : مشتق من الألية، وهى الحلف۔(۳۷۸)

ترجمہ: اور اِیـلاءٌ ''آلی یولی'' سے مصدر ہے اور لـغةً يمين (قسم) کو کہتے ہیں۔ اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ ایـلاءٌ دراصل ''أليَّةٌ'' سے مشتق ہے اور اِس کا معنی ہے قسم کھانا۔

اِیلاء کی اِصطلاحی تعریف:

اِیلاء کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱٦ھ) لکھتے ہیں:

الايلاء. هواليمين على ترک وطئ المنكوحة مدة. مثل : وَاللّٰهِ لاَ أُجامعک اَربعة أَشْهُرٍ۔(۳۷۹)

ترجمہ: ایلاء دراصل (کسی شخص کا) اپنی بیوی سے ترکِ جماع پر مخصوص مدت کے لیے قسم کھانا ہے۔ مثلاً: (کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے) اللہ کی قسم میں تجھ سے چار ماہ تک جماع نہیں کرونگا (تو اِصطلاحِ شریعت میں اِسے اِیلاء کہتے ہیں)۔

چنانچہ علامہ عبدالغنی الغنیمی الدمشقی المیدانی لکھتے ہیں:

الحلف باللّٰہ تعالیٰ أو بصفة من صفاته أو بتدر أو تعليق طلاق علٰى ترك قربان زوجته مدة مخصوصة او هذاتعريف الحنفيه، فلايصح اِيلاء الصبى والمجنون و يصح عندهم اِيلاء الكافر، لِانّهُ من أهل الطلاق۔(۳۸۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام یا صفات کی قسم کھانا یا نذر ماننا یا طلاق کو معلق کرنا مدتِ مخصوصہ کے لیے بیوی سے ترکِ جماع پر۔ اور یہ اُحناف کے نزدیک ایلاء کی تعریف ہے۔ بچے اور مجنوں کا ایلاء صحیح نہیں ہے (کیونکہ وہ طلاق کی اہلیت نہیں رکھتے) اور کافر کا ایلاء کرنا صحیح ہے کیونکہ وہ طلاق دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

ایلاء کی شرعی حیثیت:

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الشہیر بالخازن (متوفی ۷۲۵ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں جب لوگ اپنی بیویوں سے کوئی شیٔ طلب کرتے اور وہ دینے سے انکار کرتیں تو وہ لوگ قسم کھالیتے تھے کہ ایک سال، دو سال یا تین سال تک میں اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤنگا

(یعنی اُس سے ہم بستری نہیں کرونگا) اور اُسے یوں چھوڑ دیتے تھے کہ نہ وہ (بے چاری) بیوہ ہوتی اور نہ ہی شوہر والی ۔تو جب اِسلام آیا تو ایلاء کو چار ماہ تک محدود کردیا گیا اورسورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۲۶ نازل ہوئی''۔

حضرت سعید ابن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''زمانہ جاہلیت میں لوگ ایلاء کو اپنی بیویوں کو اذیت وتکلیف دینے کے لیے استعمال کرتے تھے۔اگرکوئی شخص کسی عورت کو پسند کرتا تھا اور اُس کی شادی کسی اور سے نہیں چاہتا تھا۔تو وہ قسم کھالیتا تھا کہ وہ کبھی بھی اس عورت سے قربت نہیں کرے گا اور پھر اُسے یوں چھوڑ دیتا تھا کہ نہ وہ بے چاری بیوہ ہوتی اور نہ ہی شوہر والی۔ یہ ابتدائے اِسلام میں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایلاء کی مدت چار ماہ مقرر فرمادی اور یہ آیت نازل ہوئی:

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُونَ مِنْ نِّسَآءِ هِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِنْ فَاؤُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ ٥ ۔

ترجمہ: جولوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، اُن کے لیے چار مہینے کی مدت ہے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر طلاق کا ہی ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔(۳۸۱)

امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التمیمی البکری الرازی الشافعی (متوفی ۶۰۴ھ) لکھتے ہیں:

''اِس آیت کریمہ میں اللہ کریم نے شوہر کو مہلت دی ہے کہ وہ خوب سوچ لے اور غور وفکر کر لے اور اگر عورت کو دی گئی اِس ایذا کو ختم کرنے میں مصلحت دیکھے تو اِس ایذا کو ختم کر دے اور اگر مفارقت و جدائی میں مصلحت دیکھے تو علیحدگی اختیار کر لے مگر عورت کو معلق رکھ کر ظلم نہ کرے''۔(۳۸۲)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُو ابطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لاَ یَأْلُوْنَکُمْ خَبَالاًo۔(۳۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔

وَلاَیَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ۔(۳۸۴)

ترجمہ: تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں قسم نہیں کھا لینی چاہیے۔

ان آیات میں اِیلاء کا لفظ قسم کھانے، کوئی کمی نہ کرنے اور قسم نہ کھانے کے معنوں میں اِستعمال ہوا ہے۔

نبی ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

لَیْسَ فِی الْاِصْلاَحِ اِیلاَءٌ۔(۳۸۵)

ترجمہ: اِیلاء خوشی، امن وسکون اور صلح میں نہیں ہوتا۔

یعنی اِیلاء یعنی بیوی سے لاتعلقی کی قسم پیار میں نہیں بلکہ غصہ وغضب اور بے چینی و بے قراری میں کھائی جاتی ہے۔

لاتقوم السَّاعَۃُ حتی تَضْطَرِبَ أَلْیَاتُ نسآءِ دَوْسٍ عَلٰی ذِی الْخَلَصَۃ۔(۳۸٦)

ترجمہ: قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک (قبیلہٗ) دوس کی عورتوں کے سیرین ذوالخلصہ کا طواف نہ کریں۔

وَیْلٌ لِلْمُتَاَلِّیْنَ مِنْ اُمَّتِی۔(۳۸۷)

ترجمہ: تباہی ہے میری اُمّت میں سے اُن لوگوں کیلئے جو اللہ پر حکم چلاتے ہیں۔

یعنی وہ لوگ جو لوگوں سے کہیں اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائے گا اور اس کو جھنم میں پھینکے گا۔ وہ (متالّین) ہیں۔ کیونکہ یہ کام اللہ کا ہے۔ جو صرف نبیوں کو بتاتا ہے۔ عام اُمّتی ایسا کہہ کر گویا اللہ پر اپنی جرأت، طاقت اور حکم کا اظہار کرتا ہے۔ اِس لیے ''ویل'' فرمایا اور اللہ سے مقابلے کا نتیجہ صرف اور صرف تباہی ہے۔

مندرجہ بالا احادیث میں اِیلاء کا لفظ طلاق، روکنے، طاقت، زیادتی اور جبر و اکراہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اِیلاء کا حکم:

اِیلاء کی کم از کم مدت چار ماہ ہے۔ اِس سے کم میں اِیلاء نہیں ہوتا۔ اگر کسی نے ایلاء کیا اور چار ماہ کے اندر اندر بیوی سے ہم بستری کی تو اُس نے اپنی قسم توڑ دی ہے۔ اب اُس پر کفارہ واجب ہوگیا ہے اور اُس کا ایلاء ختم ہو جائے گا۔

اگر ایلاء کرنے والے کے چار ماہ مکمل ہوگئے۔ اور اِس دوران اُس نے بیوی سے تعلقات قائم نہ کیے تو چار ماہ کے بعد طلاق بائنہ ہو جائے گی۔ اگر ایلاء مؤقت تھا تو طلاق بائن کے بعد نکاح کرلے ایلاء نہیں رہے گا۔ اگر اِیلاء مؤبد تھا تو پھر نکاح کے بعد بھی ایلاء باقی رہے گا۔ اور جب وہ جماع کرے گا تو کفارہ دے گا ورنہ چار ماہ کے بعد دوسری طلاق بائنہ پڑ جائے گی۔ اور یوں ہی تیسری بھی پڑ جائے گی۔ ہاں اگر حلالہ کے بعد نکاح کرے تو اِیلاء ختم مگر قسم باقی ہے جب جماع کرے گا کفارہ دے گا۔(۳۸۸)

جمہور علماء کے نزدیک اِیلاء کرنا حرام ہے اور اُحناف کے نزدیک مکروہ تحریمی

ہے چنانچہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

حرام عندالجمهور لِلاِیذاءِ، ولأنه یمین علی ترک واجب، مکروه تحریماً عندالحنیفة۔(۳۸۹)

ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک ایلاء کرنا حرام ہے کیونکہ یہ ترکِ واجب (حقِ زوجیت وحق اہلیت) کی قسم ہے۔ اور اُحناف کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اُحناف کے ہاں جو اپنے اِیلاء سے رجوع نہ کرے اور کفارہ دے کر اپنی زوجہ سے ترک تعلق ختم نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

فهو الاثم اِن لم یفیء اِلیها. لقوله تعالٰی: فَاِنْ فاؤ فَاِنَّ اللّٰهَ غفورٌرَّحِیمٌ o ۔(بقرہ۔آیت:۲۲۶۔لِأن الاِیلاء مکروه تحریماً عندهم۔(۳۹۰)

ترجمہ: تو ایلاء کرنے والے نے اگر رجوع نہ کیا تو یہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: ''پھر اگر وہ رجوع کرلیں تو اللہ بھی بہت بخشنے والا مہربان ہے'' اور اُحناف کے نزدیک اِیلاء سے رجوع نہ کرنے والا اِسلئے گنہگار ہے کہ ان کے نزدیک اِیلاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

ایلاء کے ارکان:

ایلاء کے چار ارکان ہیں۔ چنانچہ قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن محدم بن احمد بن رُشد القرطبی (متوفی ۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أعني معرفة نوع الیمین ووقتُ الفئ والمدة وصفة المولی والمولی عنها ونوع الطلاق الواقع فیه۔(۳۹۱)

ترجمہ: یعنی ایلاء میں جو قسم کھائی گئی ہے اُس کی قسم جاننا اور اِیلاء میں رجوع اور ایلاء کی مدت کا جاننا اور ایلاء کرنے والے اور جس سے ایلاء کیا گیا ہے اُس کی حالت و کیفیت سے واقفیت حاصل کرنا اور ایلاء میں جو طلاق واقع ہوگی اُس کی قِسم جاننا۔ (یہ اِیلاء کے ارکان ہیں)

ایلاء کی اَقسام:

اِیلاء کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ ایلاءِ موَقّت ب۔ اِیلاء موَبّد

(الف) اِیلاءِ موَقّت اُس اِیلاء کو کہتے ہیں جس کی مدت مقرر ہو جیسے کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: ''وَاللّٰہِ لاَ أُقرِبُکِ أَربعةَ أَشْهُرُ'' ۔اللہ کی قسم میں تجھ سے چار ماہ تک ہم بستری نہیں کرونگا۔ (۳۹۲)

ب) اِیلاء موَبّد اُس اِیلاء کو کہتے ہیں جس کی مدت مقرر نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے:

وَاللّٰہِ لاأقربک أبداً أوقال : واللّٰہ لا أقربک، ولم يقل أبداً، لان مطلقه ينصرف الٰی الأبد، كما فی اليمين لا يكلم فلاناً۔ (۳۹۳)

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں کبھی تجھ سے جماع نہیں کرونگا یا کہے: اللہ کی قسم! میں تجھ سے جماع نہیں کروں گا اور ''اَبداً'' (ہمیشگی) کا لفظ نہیں کہا کیونکہ اس کا مطلق کہنا بھی ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے قسم میں جب کوئی کہے: ''وہ فلاں آدمی سے بات نہیں کریگا'' تو اِس میں ہمیشگی و دوام پایا جاتا ہے۔ یعنی وہ کبھی بھی اُس سے بات نہیں کریگا۔

مقدارِ مدّت ایلاء:

اُحناف کے نزدیک مدّت ایلاء چار ماہ ہے اور نص قرآنی اِس پر شاہد ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التمیمی البکری الرازی الشافعی (متوفی ۶۰۴ھ) لکھتے ہیں:

قول ابی حنیفة والثوری اِنه لایکون مولِیاً حتی یحلف علی أن لا یطأها أربعة أشهر أوفیمازاد۔(۳۹۴)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ اور امام ثوری رحمھما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کوئی شخص اُس وقت تک مولی (ایلاء کرنے والا) نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چار ماہ تک یا اُس سے زیادہ (مدت) تک جماع نہ کرنے کی قسم نہ کھائے۔

ایلاء کے اُحکام:

i) جب کوئی شخص مدۃ اِیلاء کے اندر اندر اپنی بیوی سے جماع کرے گا تو اِیلاء سے باہر آ جائے گا۔ اُس پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابو الحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

فان وطیها فی الاربعة الاشهر حنث فی یمینه ولزمته الکفارة و سقط الایلاء۔(۳۹۵)

ترجمہ: تو اگر مولی (ایلاء کرنے والے) نے چار ماہ کے اندر بیوی سے جماع کیا تو اُس کی قسم ٹوٹ جائے گی اور اُس پر کفارہ لازم ہوگا۔ البتہ اِیلاء ختم ہو جائے گا۔

ii) اگر کسی شخص نے قسم اُٹھائی کہ وہ چار ماہ تک اپنی بیوی سے جماع نہیں کرے گا۔ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ایلاء ہے اور مدت کے اختتام پر ایک طلاق

بائنہ واقع ہوجائے گی۔ چنانچہ امام ابو بکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

قولہ : وَاِنْ لَمْ يَقْرَ بْهَا حتّٰى مَضَتْ أَرْبعَةُ اَشْهُرٍ بَانَتْ مِنْهُ بتطْلِيْقَةٍ بائنة، لاِنَّهُ ظَلَمَهَا بمنِع حقّهافجازاهُ الشرع بزوال نعمة النكاح عند مَضىٰ هذه المدة، وهوالماثورعن عثمان و على، والعبادلة الثلاثة، وزيدبن ثابت۔(۳۹۶)

ترجمہ: اوراگرشوہرنے ایلاء کرنے کے بعد واقعی اپنی بیوی سے جماع نہ کیا مدت ایلاء کے اندر اور چار ماہ کی مدت گذر گئی تو اُس کی بیوی کو ایک طلاق بائنہ پڑجائے گی کیونکہ اُس نے اپنی بیوی کا حق روک کر اُس پرظلم کیا ہے۔تو شریعت اِسلامیہ نے مدت گذرنے کے بعد نکاح کی نعمت سے اُسے محروم کرنے کی اجازت دی ہے۔(تا کہ ظلم کا بدلہ اُسے ملے) اور یہ قول حضرت عثمان، حضرت علی، عبادلہ ثلاثہ اورزید بن ثابت رحمہم اللہ تعالیٰ کے آثار میں سے ہے۔

(iii) جب کوئی شخص قسم کھالے کہ وہ اپنی بیوی سے کبھی جماع نہیں کرے گا یا مدت مقرر کردے جو چار ماہ سے زیادہ ہوتو یہ ایلاء ہے اور وہ شخص مولی (ایلاء کرنے والا) ہے۔ پھر جب چار ماہ کی مدت گذر گئی اورشوہر ایلاء پر قائم ہے تو اُس کی بیوی کے مطالبے پر اُسے رجوع یا طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ اگرشوہر نے عملی یا زبانی رجوع کرلیا تو ٹھیک ہے اور اگر وہ اِیلاء سے رجوع بھی نہیں کرتا اور طلاق بھی نہیں دیتا ہے تو حاکم وقت یکطرفہ طور پر اُس پر طلاق کا حکم نافذ کردے گا۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابو درداء اورحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

اجمعین کا یہی قول ہے۔ چنانچہ امام المحققین قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی البیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) لکھتے ہیں:

وعندنا يطالب بعد المدة بأحدالأمرين فان أبىٰ عنهما طلق عليه الحاكم۔(۳۹۷)

ترجمہ: اور ہمارے نزدیک مدتِ اِیلاء کے بعد شوہر سے دو باتوں میں سے کسی ایک بات (رجوع یا طلاق) کا مطالبہ کیا جائے گا پھر اگر وہ انکار کرے تو حاکم اُس پر طلاق کا حکم نافذ کر دے گا۔

iv) اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی سے جماع نہیں کرے گا اور چار ماہ سے کم مدت مقرر کرتا ہے۔ تو ایلاء نہیں ہے۔ بلکہ قسم ہے۔ اگر مدت ختم ہونے سے پہلے ہم بستری کرے گا تو اُس پر قسم کا کفارہ لازم آئے گا۔ چنانچہ شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الغرغانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

وإن حلف على اقل من اربعة اشهر لم يكن مولياً۔(۳۹۸)

ترجمہ: اور اگر اُس (شوہر) نے چار ماہ سے کم مدت کی قسم کھائی تو وہ مولی (ایلاء کرنے والا) نہیں ہوگا۔

v) مدت ایلاء ختم ہوتے ہی خود بخود طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اُن کے اُصحاب، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور تمام کوفی علماء کہتے ہیں:

أن الطلاق يقع بانقضاءِ الأربعة الأشهر اِلا أن يفيئ فيها وهوقول ابن مسعود و جماعة من التابعين۔(۳۹۹)

ترجمہ: چار ماہ کی مدت ختم ہوتے ہی طلاق (بائینہ) واقع ہو جائے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ شخص اِس مدت کے اندر رجوع کر لے اور

یہی قول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تابعین کی ایک جماعت کا ہے۔

vi) جس شخص نے اِیلاء کرتے ہوئے دائمی قسم کھائی مثلاً کہا کہ ''اللہ کی قسم میں کبھی بھی اپنی بیوی سے جماع نہیں کروں گا''۔ تو مدتِ ایلاء (چار ماہ) گذرتے ہی اس کی بیوی کو طلاق بائن پڑ جائے گی۔ پھر اُس نے دوسری بار نکاح کیا اور جماع کیے بغیر ہی مزید چار ماہ گذر گئے تو دوسری بار طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر اُس نے تیسری بار نکاح کیا اور مزید چار ماہ بغیر ہم بستری کیے گذر گئے تو تیسری بار طلاق بائینہ پڑ جائے گی۔ اب اگر زوج ثانی سے نکاح کے بعد پھر نئے سرے سے پہلے شوہر سے نکاح کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اُس سے جماع کرنے پر کفارہ لازم آئے گا کیونکہ قسم باقی ہے۔ چنانچہ امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:

فـان نكحها بعد زوج اخر لم تطلق، فلو وطئها كفّر لبقاء اليمين۔(۴۰۰)

ترجمہ: پس اگر اس عورت سے دوسرے شوہر کے بعد نکاح کرے تو اب (اس سے چار ماہ تک صحبت نہ کرنے سے) اس پر طلاق نہ پڑے گی لیکن اب بھی اگر یہ صحبت کرلے تو (قسم کا) کفارہ دے کیونکہ (کفارہ دینے کے حق میں وہ) قسم باقی تھی۔ (اگرچہ طلاق پڑنے کے حق میں وہ باقی نہیں رہی)

اِیلاء کا کفارہ:

ایلاء چونکہ ''قسم'' ہے۔ اِس لیے اس کے توڑنے پر ''قسم'' کا کفارہ ہی لازم

آتا ہے لہٰذا اِیلا توڑنے والا دس مساکین کو (صبح وشام) کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے یا غلام آزاد کرے۔ اگر مندرجہ بالا کی استطاعت نہ رکھتا ہوتو پھر تین دن کے روزے رکھے۔(۴۰۱)

جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر ۸۹ میں ہے:

فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ o

ترجمہ: اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے۔ اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔ اور جو یہ نہ پائے وہ تین دن کے رزے رکھے۔ یہ ہے تمہاری قسموں کا کفارہ ۔ جب تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔

اگر خدانخواستہ کفارہ ادا کیے بغیر ہی ہم بستری کر بیٹھے تو وہ اللہ سے توبہ کرے جیسا کہ علامہ ابوالحسن علی بن ابوبکر بن عبدالجلیل الرشدانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

فان وطيها قبل ان يكفر استغفر اللّٰه تعالٰى ولاشئى عليه غير الكفارة الاولٰى ولا يعاود حتى يكفر۔(۴۰۲)

ترجمہ: پھر اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے ہی ہم بستر ہوجائے تو اللہ سے بخشش مانگے اور اُس پر پہلے کفارے کے علاوہ کوئی اور کفارہ نہیں ہے البتہ کفارے سے پہلے دوبارہ ایسا نہ کرے۔

۹۔ کفارۂ لھولعب:

لھو ولعب کا لغوی معنٰی:

(الف): لَھَا یَلْھُوْ لَھواً سے اَللَّھُوُ مصدر ہے۔جس کے معنی ہیں: لایعنی کاموں میں مشغول ہونا، ڈھول بجانا، گانا گانا، خلوت و جماع، نکاح، کھیل کود، بیوی و بچے اور خوشی میں مست ہونا وغیرہ۔(۴۰۳)

چنانچہ قرآن وحدیث میں یہ لفظ انہی معنوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔

i) لاهية قلوبهم۔(۴۰۴)

ترجمہ: اُنکے دل اور کاموں میں مشغول ہو گئے۔

ii) فاَنت عنه تلهّٰى۔(۴۰۵)

ترجمہ: تو آپ اُسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہیں۔

iii) وِاذارَأوتِجارةً أولَهواً۔(۴۰۶)

ترجمہ: اور جب وہ سودا بکتا دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آ جائے۔

iv) لَواَرَدْناأن نتخذ لهواً لاتخذناه من لَّدُنّا۔(۴۰۷)

ترجمہ: اگر ہم یوں ہی کھیل تماشے کا ارادہ کرتے تو اسے اپنے پاس سے ہی بنا لیتے۔

v) ومن الناس من يشترى لَهوالحديث ليضل عن سبيل اللّٰهِ۔(۴۰۸)

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے ہیں جو لغو اور فضول باتوں کو خرید لاتے ہیں تاکہ بےعلمی (جہالت) کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں۔

vi) وَمَا هٰذِهِ الحيوة الدنيا الاّ لهو و لعب۔(سورہ العنکبوت۔۶۴)

ترجمہ: اور (اے لوگو!) یہ دُنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

؎ بازیچۂ اُطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

(مرزا اسداللہ خاں غالب)

جبکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

i) **کُـلُّ لَهُوٍ بَاطِلٌ، لَيُسَ مِن اللهو محمود الاّ ثلاثه : تأديب الـرجـل فـرسه، وملاعبته أهله ورَميه بقوسه ونبله فانهن من الحق۔(۴۰۹)**

ترجمہ: ہر تماشہ باطل ہے۔کوئی تماشہ اور کھیل پسندیدہ نہیں سوائے تین کے: (۱) آدمی کا اپنے گھوڑے کو سکھانا، (۲) اپنی بیوی سے کھیل کود کرنا (اولاد کے حصول اور گھر کی خوشی کے لیے) اور (۳) اُس کا اپنی کمان سے تیر مارنا اور نیزہ پھینکنا۔ بے شک یہ حق ہیں۔

ii) **ماأنا مِن دَدٍ وَلاَ الدَّدُ مِنّی۔(۴۱۰)**

ترجمہ: نہ میں کھیلنے کو دنے والوں (کھلاڑیوں) میں سے ہوں نہ ہی کھلاڑیوں کا مجھ سے کوئی تعلق ہے۔

امام احمد بن شعیب اُبوعبدالرحمان النسائی (متوفی ۳۰۳ھ) روایت کرتے ہیں:

iii) **كلُّ شئ ليسَ مِن ذكر اللّٰهِ فهو لَهُوٌ وَ لَعِبٌ۔(۴۱۱)**

ترجمہ: جس شی میں اللہ کا ذکر (یاد) نہیں ہے وہ لھو ولعب (کھیل کود) ہے۔

(ب) **لَعُبٌ:** یہ **لَعِبَ يَلُعَبُ لَعِباً وَلَعُباً** سے مصدر ہے۔جس کے معنی ہیں فضول اور بے نفع کام جو بار بار کیا جائے۔عربی میں ایسا بے کار و بے فائدہ کام کرنے والے کو کہا جاتا ہے۔

انّما انتَ لاعِبٌ۔ ترجمہ: بے شک تم تو فضول کام کررہے ہو۔(۴۱۲)

چنانچہ علامہ محدث السید ابراہیم بن السید محمد بن السید کمال الدین نقیب مصر ثم المسام، المعروف ابن حمزہ حسینی، حنفی الدمشقی (متوفی ۱۱۲۱ھ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

i) **اِفْتَقَدَ رَسولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً، فقالَ : أَيْنَ فُلانٌ؟ فَقِيل لَه اِنَّه يَلْعَبُ فقال: مالِلَعُبٍ خُلِقْنا۔ (۴۱۳)**

ترجمہ: ایک آدمی کو نبی ﷺ نے غیر حاضر پایا تو صحابہ سے پوچھا: فلاں آدمی کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ کھیل رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم کھیل کود (لھوولعب) کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔

ii) **عن ابوهريرة مرفوعاً. قال عليه السلام من اتى الغائط فليستتر، فان لم يجد اِلا أن يجمع كثيباً من رمل فليستتر به، فاِن الشيطان يلعب بمقاعد بنى آدم، من قتل فاحسن ومن لا فلاحرج۔ (۴۱۴)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب وکوئی بول و براز (پیشاب و پاخانہ) کے لیے جائے تو اپنا ستر چھپائے۔ اگر (ستر) چھپانے کی جگہ نہ ہوتو مٹی جمع کر کے نشیب بنا کر اُس سے ستر چھپائے کیونکہ شیطان انسانوں کی شرم گاہوں سے کھیلتا ہے۔ جس نے اُسے قتل کیا اچھا کیا جس سے نہ ہوسکا تو کوئی حرج نہیں۔

یعنی شیطان بول و براز اور استنجے کی جگہوں پر آتا ہے۔ گھات لگا کر اذیت دیتا اور فساد پھیلاتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں ذکر نہیں ہوتا اور شرم گاہیں بھی کھلی

ہوتی ہیں۔ اسی لیے بول و براز کے لیے لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر بیٹھنا چاہیے۔ عام زندگی میں ستر چھپانے کا حکم بھی اِسی لیے ہے کیونکہ ریح خارج کرنا اور بول و براز کرنا شیطان کو کھیلنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ راز داری اور ستر کی حفاظت کے ذریعے شیطان کی اذیت وفساد سے بچا جا سکتا ہے۔

لھو ولعب کا اصطلاحی معنی:

چنانچہ السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

اَللَّهُوُ : هُوَ الشئ الذی یتلذذبه الانسان فیلهیه، ثم ینقضی۔(۴۱۵)

ترجمہ: لَهُوٌ وہ چیز ہوتی ہے جس سے انسان لذت اُٹھاتا ہے تو اُسے تفریح حاصل ہوتی رہتی ہے پھر اچانک وہ لذت ختم ہو جاتی ہے۔

یعنی عارضی لذت اور گناہ وغفلت کے کام جن سے عموماً دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

اَللَّعِبُ : هُوَ فعل الصبیان یعقب التعب من غیر فائدة۔(۴۱۶)

ترجمہ: لعب بچوں کا وہ کام جس میں سوائے تھکاوٹ کے کوئی فائدہ نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہوا کہ: كُلُّ لَعَبٍ لَهُوٌ۔ یعنی ہر بے فائدہ کام لھو (فضول) ہے۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: **لَسْتُ مِنْ دَدٍ وَلَا دَدٌ مِّنِّی۔(۴۱۷)**

ترجمہ: میں لھو ولعب میں مشغول رہنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

کفارۂ لھو ولعب:

ارادۂ گناہ، دعوت گناہ یا لھو ولعب میں مشغول وملوّث ہونا تو دور کی بات ہے۔ اگر اِس کا خیال بھی آ جائے تو کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ بھولے سے بھی دل میں کوئی کجی یا میل کچیل داخل نہ ہو اور مؤمن کو تزکیہ وطہارت حاصل رہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

من قال لِصَاحبه تعال اُقامِرُک فليتصدّق۔(۴۱۸)

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی دوست سے یہ کہے کہ آؤ ہم دونوں جوا کھیلیں تو اس کو چاہیے کہ وہ صدقہ وخیرات کرے۔

حدیث کے الفاظ ''فليتصدق'' سے پتہ چلتا ہے ''مقامرۃ'' (جوا) منع ہے چونکہ اُس شخص نے جوئے کا ارادہ کر کے اور دعوت دے کر برائی کی ترغیب دی ہے لہٰذا اِس کے کفارے کے طور پر صدقہ کرے۔ جب ارادۂ گناہ اور دعوتِ گناہ کا کفارہ صدقہ ہے تو پھر عملاً گناہ کا ارتکاب کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔

صدقہ کا حکم اِس لیے دیا گیا ہے کہ دعوت وارادۂ گناہ کا گناہ بھی ختم ہو جائے۔ چنانچہ امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) لکھتے ہیں:

لأن الصدقة المأمور بها كفارة عن الذنب۔(۴۱۹)

ترجمہ: بے شک صدقہ کے ذریعے گناہ کے کفارے کا حکم دیا گیا ہے۔

کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے:

أن من دعا اِلی اللعب فکفارته أن يتصدق۔(۴۲۰)

ترجمہ: جو شخص بھی لھو ولعب کی طرف بلائے تو وہ اُس کے کفارے کے طور پر صدقہ کرے۔

۱۰۔ کفارۂ ذنب:

گناہ کے کفارے کا بیان ہے مگر پہلے اُس کی تعریفات سے آ گاہی حاصل کر لی جائے۔

ذَنُبٌ کی لغوی تعریف:

ابن منظور افریقی ''ذَنُبٌ'' کا لغوی معنی بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلـذَّنـبُ: اَلاِثـمُ، وَالـجُـرمُ وَالـمَـعُـصِيَّةُ وَالـجـمـعُ ذُنُوبٌ۔(۴۲۱)

ترجمہ: ذَنُبٌ کے معنی ہیں گناہ، جُرم اور نافرمانی کرنا اور اِس کی جمع ''ذُنُوبٌ'' ہے۔

قرآن کریم میں یہ لفظ متعدد بار اِستعمال ہوا ہے۔ مفرد کی مثال: جیسے

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنُبٌ۔(۴۲۲) (اور مجھ پر ان کا گناہ ہے)

غَافِرِ الذَّنُب وقَابِلِ التَّوبِ۔(۴۲۳)

(گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا)

اور جمع کی مثال: جیسے

اِنَّ اللّٰهَ يغفر الذُّنُوبَ جميعاً۔(۴۲۴)

(بے شک اللہ پاک سارے گناہ معاف کردے گا)

ذَنُبٌ کی اِصطلاحی تعریف:

السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱٦ھ) لکھتے ہیں:

اَلذَّنبُ مَا يَحجِبُکَ عَنِ اللّٰهِ۔(۴۲۵)

ترجمہ: ذَنُبٌ (گناہ) وہ ہے جو تمہیں اللہ سے دُور کردے۔

ذَنْبٌ کا کفارہ:

جب اِنسان سے گناہ(ذنب) سرزد ہوتا ہے تو وہ اللہ سے دُور ہوجاتا ہے۔اِس دوری کی وجہ سے اُسے وحشت ہونے لگتی ہے اور وہ پھر قربِ الٰہی پانے کی آرزو کرتا ہے اور اپنے گناہ پر شرمندگی و ندامت کا اظہار کرتا ہے۔تو اللہ کریم اُسے معاف فرما کر پھر سے اپنے قرب سے نوازتا ہے۔گویا یہ ندامت اُس کے گناہ کا کفارہ (مٹانے والی) بن جاتی ہے۔ چنانچہ محدث محمد بن سلامہ بن جعفر ابو عبداللہ القضاعی نبی ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال: قال علیه السلام: کفّارَةُ الذَّنْبِ اَلنَّدَامَةُ۔(۴۲۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ کا کفارہ ندامت (شرمندگی کا احساس) ہے۔

وہ گنہگار شرمندہ بھی نہ ہو!!

اگر کوئی بندہ گناہوں میں ملوث ہو اور کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو جو اُس کے گناہوں کا کفارہ بن سکے یہاں تک کہ اپنے گناہوں کی زیادتی اور نیکی کے معدوم ہونے پر کبھی اِحساس شرمندگی بھی نہ ہوا ہو تو اللہ کریم اپنے فضل سے اُسے کسی غم یا مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو کر اس کی بخشش کا سامان ہوجائے:''رحمتِ حق بہانہ مے جوید'' چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن عائشه رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ: اِذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن له مایکفرها ابتلاه اللّٰه بالحزن لیکفرهاعنه۔(۴۲۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندے کے گناہوں کی کثرت ہوجاتی ہے اور (وہ کوئی کام ایسا نہیں کرتا) جو اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوسکے تو اللہ کریم اُسے کسی غم میں مبتلا کردیتا ہے تاکہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے۔

گویا گناہ کا کفارہ، ندامت، حُزن وملال اور توبہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

التائبُ من الذنب کمن لا ذَنْب له۔(۴۲۸)

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا اُس شخص کی طرح ہوجاتا ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔

گناہ کی اہمیت:

گناہ اگرچہ ناپسندیدہ عمل ہے لیکن اگر اُمّت میں سارے ہی اَفراد نیک ہوجائیں اور کوئی گناہ کے قریب بھی نہ جائے تو اللہ کریم اُمّت کو فنا کرکے نئی اُمت پیدا کردے گا جو گناہ بھی کرے اور بخشش بھی طلب کرے اور اللہ کریم اُنہیں معاف بھی کرتا رہے گویا اللہ کو وہ بندے پسند ہیں جو اللہ سے رابطے میں رہتے ہیں ہر حال میں بخشش و عافیت اور امن وسلامتی مانگتے اور عاجزی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کریم کو ایسے بندے جو گناہ کرتے ہی نہ ہوں یا پھر سرکش ہوں دونوں پسند نہیں ہیں۔ گناہ انسان کی فطرت ہے اور بخشش اللہ کی عادت ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے بندوں کا رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے:

لَولَم تَذْنِبوا لَجاءَ اللّٰهُ بقَومٍ یَذْنِبُوْنَ فَیَغْفِرّلَھُمْ۔(۴۲۹)

ترجمہ: اگر تم گناہ نہیں کروگے تو اللہ ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کریں گے اور اللہ انہیں معاف فرماتا رہے گا۔

گناہ پر عار دلانا:

کسی بھی شخص کو نہ تو عیب لگانا چاہیے اور نہ ہی دوسروں کے گناہوں کی تلاش میں رہنا چاہیے بلکہ کسی شخص کو اس کے عیب یا گناہ پر عار بھی نہیں دلانا چاہیے ۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

ولا تلمزوا انفسکم ۔ ''اپنے بھائیوں کو عیب نہ لگاؤ۔(الحجرات۔آیت نمبر ۱۱)

ولاتجسسوا۔ ''(کسی کے عیب یا گناہ) کی ٹوہ میں نہ رہو۔(الحجرات۔آیت نمبر ۱۱)

اور حدیث رسول ﷺ ہے:

من عّیر اخاہ بذنب لایمت حتی یعملہ۔(۴۳۰)

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی بھائی کو گناہ پر عار دلائے گا ۔ وہ نہیں مرے گا جب تک اُس سے یہ گناہ سرزد نہ ہو۔

۱۱۔ کفارۂ قذف:

قذف کی لغوی تعریف:

قذف یقذف قذفاً کے معنی ہیں :Throwing (پھینکنا) اور Hurling (غصہ سے احتجاجاً پھینکنا) اِسے عربی میں رَمْیٌ (پھینکنا) کہتے ہیں۔ قذف کے معنی Defamation یعنی سَبٌّ (گالی دینا/رُسوا کرنا) بھی ہے۔(۴۳۱)

''القذف'' کے معنی ''الکذب'' یعنی جھوٹ کے بھی آتے ہیں۔(۴۳۲)

چنانچہ ''قذف'' کا لفظ قرآن کریم میں بھی انہیں معانی کیلئے استعمال ہوا ہے:

۱۔ **قُلْ اِنَّ رَبِّی یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔**(۴۳۳)

ترجمہ: تم فرماؤ بے شک میرا رب حق پر القا فرماتا ہے، بہت جاننے والا ، سب غیبوں کا۔

۲۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمغه۔(۴۳۴)

ترجمہ: بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اُس کا بھیجہ نکال دیتا ہے۔

۳۔ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ۔(۴۳۵)

ترجمہ: اور بے دیکھے پھینک مارتے ہیں دور مکان سے۔

حدیث رسول ﷺ میں بھی ''قذف'' کا لفظ اِستعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اِرشادِ رسول ﷺ ہے:

اِنّی خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِی قُلُوبِكُمَا شَيْأً۔(۴۳۶)

ترجمہ: بے شک میں ڈرتا ہوں اِس بات سے کہ وہ تم دونوں کے دِلوں میں کوئی شر وفساد وغیرہ اِلقاء نہ کر دے۔

اس حدیث میں ''قذف'' (یلقی و یوقع) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

قذف کی شرعی تعریف:

شرعی اِصطلاح میں کسی کو گالی دینا یا رُسوا کُن بات کہنا، کسی پر زنا کی تہمت لگانا، یا کسی کے نسب میں طعن کرنا، یا شوہر کا اپنی بیوی کو زانیہ، باغیہ یا قحبہ گری کرنے والی کہنا یا شوہر سے کوئی کہے: اے زانیہ کے شوہر، اے باغیہ کے شوہر، اے قحبہ گری کرنے والی کے شوہر، یا کسی لڑکے سے کوئی کہے کہ: اے زانیہ کے بیٹے، یا باغیہ کے بیٹے یا قحبہ گری کرنے والی کے بیٹے: تو اِسے ''قذف'' کہتے ہیں۔

قذف کا حکم:

قذف (زنا کی تہمت لگانا) مسلمان مرد، عورت کی عزت و آبرو پر حملہ ہے۔ جو بری عادات اور بداَخلاقی کی علامات میں سے ہے۔ بے دینی و جہالت کی نشانی اور کبیرہ گناہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغافِلاتِ المؤمناتِ

لُعنوا فِی الدنیا و الآخرۃِ و لھم عذاب عظیم۔(۴۳۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان، پارسا، ایمان والیوں کو اُن پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ واقعہ اِفک کی طرف اشارہ ہے جب منافقین نے زوجۂ رسول پر تہمت لگائی تھی۔ اس کی توبہ نہیں ہے۔

۲۔ **وَالّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَأْ تُوا بِاَرْبَعَۃِ شُھَداء فَاجْلِدُوھُم ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً وَلاَ تَقْبَلُوْ لَھُمْ شَھادَۃً اَبداً، وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔(۴۳۸)**

ترجمہ: اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے لیے نہ لائیں تو انہیں اَسّی کوڑے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں۔

یہ آیت باقی اُمّت کے افراد کے حق میں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے پر یا کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو چار گواہ لائے ورنہ اُسے اَسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں اور اُس کی گواہی بھی قبول نہ کی جائے اور وہ فاسق ہوگا۔ چنانچہ ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قــــاذف (زنا کی تہمت لگانے والا) اگر گواہ نہ لا سکے تو اُسے تین طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں:

i) **عقوبہ حِسیہ:** (محسوس کی جانے والی سزا) ۸۰ کوڑے۔

ii) **عقوبہ معنویہ:** (معناً سزا ہے) اُس کی گوہی کبھی قبول نہیں کی جائے گی۔

iii) **عقوبہ دینیہ:** (دینی سزا) اب وہ فاسق (نافرمان) ہوگیا ہے۔ اللہ اور عام لوگوں کی نظر میں عادل (نیک و صالح) نہیں رہا۔(۴۳۹)

۳۔ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلاَّ
أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَمِنَ
الصَّادِقِيْنَ o وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ o ۔(۴۴۰)

ترجمہ: اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور اُن کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں (دفعہ) یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اُس پر اگر (وہ) جھوٹا ہو۔

یہ آیت کریمہ اپنی بیوی پر تہمت لگانے کے بارے میں ہے۔ جب صحابی رسول ﷺ حضرت ہلال بن اُمیّہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحمآء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی تو نبی ﷺ نے فرمایا: چار گواہ لاؤ! وہ بولے: یارسول اللہ ﷺ میں سچا ہوں مگر کوئی اپنی بیوی کو کسی مرد کے ساتھ دیکھے تو وہ چار گواہ ڈھونڈے گا تو جب تک وہ کام ختم کر چکا ہوگا۔ فرمایا: گواہ لاؤ!! تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(۴۴۱)

مندرجہ بالا عمل کو ''لعان'' کہا جاتا ہے اور ''لعان'' سے مرد سے حد قذف ساقط ہوجاتی ہے اور عورت پر حد زنا واجب ہوجاتی ہے۔ دونوں میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کیلئے علیحدگی ہوجاتی ہے۔ دونوں ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہیں اور بچہ کا نسب باپ کی بجائے ماں کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر زوجہ حاکم کے سامنے کھڑی ہوکر چار بار اللہ کے نام کے ساتھ شوہر کے جھوٹا ہونے کی گواہی دے اور اُس پر لعان کرے اور پانچویں دفعہ کہے: کہ اللہ کا غضب ہو اُس پر اگر اُس کا شوہر سچا ہو۔ تو ایسا کرنے سے عورت سے حد زنا ساقط ہوجاتی ہے۔(۴۴۲)

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی

القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

''مندرجہ ذیل اُمور سے قاذف (تہمت لگانے والے) سے حد قذف ساقط ہوجاتی ہے:

i) گواہ لانے سے

ii) مقذوف کے معاف کردینے سے (جس پر تہمت لگائی گئی)

iii) لعان کرنے سے

iv) اور مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) اُسکے زنا کا اِقرار کرلینے سے۔ (۴۴۳)

قذف کا کفارہ:

قذف کا کوئی معین کفارہ تو نہیں ہے۔ البتہ بعض اَعمال سے یہ گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ النور کی آیت نمبر ۵ میں ہے:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَالِکَ وَأَصْلَحُوا فاِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ رّحِیمٌ۔

ترجمہ: مگر جو اِس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گویا توبۃ النصوح سے گناہ معاف ہوجاتا ہے کیونکہ توبہ انسان کو ایسے دھودیتی ہے جیسے گرم پانی کپڑا دھوتا ہے۔ دُھلنے کے بعد بندہ اللہ کو بھاجاتا ہے۔

فرمانِ الٰہی:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ المتَطَهِّرِیْنَ۔ (۴۴۴)

ترجمہ: بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے سُتھروں کو۔

توبہ کے معنی ہوتے ہیں: ''اِکْذَابُ نَفْسِهٖ'' یعنی اپنے نفس کی تکذیب کرنا۔ جب اِنسان توبہ کے ذریعے اپنے نفس کی تکذیب کرلیتا ہے تو پھر وہ گناہوں سے ایسے

پاک ہوجاتا ہے جیسے کبھی اُس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

التّائبُ مِنَ الذّنبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهُ۔(۴۴۵)

ترجمہ: گناہوں سے توبہ کرنے والا اُس کی طرح ہوتا ہے جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔

اُحناف کا مؤقف ہے کہ توبہ کرنے سے قاذف کا گناہ معاف ہوجائے گا اور حد بھی ساقط ہوجائے گی مگر اُس کی گواہی کبھی قبول نہیں ہوگی جبکہ جمہور علماء کا کہنا ہے قاذف کی گواہی بھی بحال ہوجائے گی۔(۴۴۶)

الاستغفار:

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً اَوْیَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ یَسْتَغفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوراً رّحیماً۔(۴۴۷)

ترجمہ: اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

اَعمالِ صالحہ:

وضو، نماز، روزہ، حج، عمرہ، والدین سے حسنِ سلوک، ذکر، دُعا، تلاوتِ قرآن، بھلائی کے کام اور جہاد فی سبیل اللہ سے بھی گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْحَسَنَاتَ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔(۴۴۸)

ترجمہ: بے شک نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

عن ابی ذر الغفاری قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ : اِتَّقِ اللّٰهَ حیثُ ما کنت ُوَاتَّبِعُ السَّیّئة الحَسَنَةَ تمحھا و خالِق النَّاسَ بِخُلُقِ حسنٍ۔(۴۴۹)

ترجمہ: حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ہر حال میں اللہ سے ڈرو اور گناہ کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اُس (گناہ) کو مٹا دے اور لوگوں سے اعلیٰ اخلاق سے پیش آؤ۔

صدقہ :

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

فاِنّھا تطفئ الخطیئة کما یطفئ المآء النّارَ۔(۴۵۰)

ترجمہ: صدقہ، خطاؤں کو یوں بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ خصوصاً خفیہ یعنی چھپا کر صدقہ دینا نہایت افضل ہے۔

رحمتِ الٰہی سے اُمید :

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قل یعبادی الذین أسرفوا علیٰ أنفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰہ اِنَّ اللّٰہَ یغفر الذنوب جمیعا، اِنہ ھو الغفور رحیم۔(۴۵۱)

ترجمہ: آپ فرمایئے ! اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے اوپر زیادتی کر لی ہے اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ کریم سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۲۔ کفّارہ ظُلم :

ظلم کی لغوی تعریف :

''اَلظُّلْمُ'' اِسم مصدر ہے ظَالِمٌ اور ظُلُومٌ کا۔جس کے معنی ہیں: قوّت، سلطنت کے اختیارات، مال اور اپنے ذاتی اثر و رسُوخ کے بے جاء جابرانہ اور مطلق العنان اِستعمال کے ذریعے جور وستم اور استبداد و استنشار پھیلانا، لوگوں کو ستانا اور پریشان کرنا۔ زیادتی کرنا، حق تلفی کرنا، ناانصافی اور بدسلوکی کرنا۔(۴۵۲)

السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلظُّلْمُ، وَضْعُ الشَّئ ءِ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهٖ۔(۴۵۳)

ترجمہ: ظلم، کسی شی کو (اُسکے اصل مقام وجگہ کے علاوہ) کسی دوسری جگہ رکھنا۔

مثلاً: عربی کی مثل مشہور ہے: ''مَنِ استرعیٰ الذِّئبَ فَقَدْ ظَلَمَ''۔(۴۵۴)

ترجمہ: جس نے بھیڑیئے کو چرواہا بنایا اُس نے ظلم کیا۔

بھیڑیئے کو چرواہا بنانا بکریوں پر ظلم ہے کیونکہ بھیڑیئے کی عادت حفاظت نہیں درندگی اور خیانت ہے اور یہ ظلم ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

لَزِموا الطریقَ فَلَم يظلموهُ أى لم يعدِلُوهُ۔(۴۵۵)

ترجمہ: وہ راستے پر رہے اور ظلم نہیں کیا یعنی راستے سے ہٹے (پھرے) نہیں۔

حدیث وضو میں ہے:

فمن زاد اَو نقص فقد أساءَ و ظَلَمَ۔(۴۵۶)

ترجمہ: نبی ﷺ نے وضو کا طریقہ بتا کر فرمایا: جس نے اِس میں اضافہ یا کمی کی تو اُس نے بُرا کیا اور ظلم کیا (یعنی میری سنت کی جگہ اپنی مرضی رکھ دی)

اِصطلاحی تعریف:

السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) ظلم کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلظُّلْمُ ، عِبَارَۃٌ عن التعدی عن الحق اِلی الباطل وھو الجور. وقیل : ھو التصرف فی ملک الغیر و مجاوزۃ الحد۔(۴۵۷)

ترجمہ: حق کی حد کو پھلانگ کر باطل کی حد میں داخل ہونے سے عبارت ہے اور وہ زیادتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی دوسرے شخص کی ملکیت میں تصرف کرنا اور کسی چیز کے قاعدے وقانون کو توڑنا، ظلم ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں:

۱۔ **الّذین آمنو اولَم یلبسو ایمانھم بظلم۔(۴۵۸)**

ترجمہ: جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ہیں۔

۲۔ **اِنَّ الشِّرکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔(۴۵۹)**

ترجمہ: بے شک شرک کرنا (اللہ کے ساتھ) بہت بڑی ناانصافی ہے۔

۳۔ **اِنّ اللّٰہَ لا یَظْلِمُ مثقالَ ذَرَّۃٍ۔(۴۶۰)**

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ایک ذرّہ برابر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔

احادیث میں بھی ''ظلم'' کا لفظ کثرت سے اِستعمال ہوا ہے چنانچہ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ **مَنْ ضَرَبَ سَوْطاً ظلماً اقتص منه یوم القیامة۔(۴۶۱)**

ترجمہ: جس نے کسی شخص کو ایک کوڑا بھی ظلماً (زیادتی کرتے ہوئے)

مارا، قیامت کے دن اُس سے قصاص (بدلہ) لیا جائے گا۔

۲۔ **من اقتطع شبراً من الأرضِ ظلماً طوقة اللّٰه اياه يوم القيامة من سبع ارضين۔(۴۶۲)**

ترجمہ: جوشخص ایک بالشت زمین ظلماً (حق تلفی کرتے ہوئے) لے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس بالشت کو سات زمینوں تک اُس کے گلے کا طوق بنادے گا۔

۳۔ **اِنّی حرَّمتُ عَلٰی حرّم نفسی الظّلم و علی عبادی فلا تظالموا۔(۴۶۳)**

ترجمہ: بے شک اللہ نے (فرمایا) کہ اُس نے حرام کردیا ہے اپنے اور اپنے بندوں پرظلم۔ توتم آپس میں ایک دوسرے پرظلم نہ کیا کرو۔

ظلم کا کفارہ:

ادنیٰ زیادتی و ناانصافی کو اِسلام پسندنہیں کرتا ہے لہٰذا نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْ کَهُ أَ وْضَرَبَهُ فَكَفَّارَتُهُ أنْ يُّعْتِقَهُ۔(۴۶۴)

ترجمہ: جس نے اپنے غلام کوطمانچہ مارا یا اُسے سزا دی تو اُس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کردے (ورنہ قیامت کے دن جوابدہ ہوگا) اور اِس آزاد کرنے میں ثواب نہیں ہے بلکہ اُس کے ظلم کا کفارہ ہے۔

ظلم میں چونکہ حقوق العباد متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کا کفارہ یہی ہے کہ چوری، ڈاکہ، غصب، استحصال اور ظلم سے لی گئی اشیاء واپس کردی جائیں اور جو واپسی کے قابل نہ ہوں یا حیثیت ہی نہ ہوتو معافی تلافی کرلی جائے۔ اور جہاں بدلہ ممکن ہو وہاں بدلے کے لیے خود کو پیش کیا جائے ورنہ مظلوم کے حق میں دعا کی جائے اور اُس کے ایصال ثواب کے لیے نیک اعمال انجام دیئے جائیں۔

چنانچہ حدیثِ رسول ﷺ ہے:

مَنْ ظَلَمَ احداً فَفَاتَهُ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ لَه، فَاِنَّهُ كَفَّارَةٌ لَهُ۔(۴۶۵)

ترجمہ: جس نے کسی شخص پر ظلم و زیادتی کی اور وہ اب وفات پا چکا ہے، چاہیے کہ اُس کے لیے اللہ سے بخشش طلب کرے۔تو یہ (بخشش مانگنا) اُس کے (ظلم و زیادتی) کا کفارہ ہو جائے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

اتقوا الظلم فانه ظلمات يوم القيامة۔(۴۶۶)

ترجمہ: ظلم سے بچو، یہ ظلم قیامت کے دن کے اندھیروں میں سے ایک اندھیرا ہے۔

۱۳۔ کفارۂ غیبت:

غیبت نہایت بُری عادت اور کبیرہ گناہ ہے۔لہٰذا اس کے احکامات و کفارہ کو بیان کرنے سے پہلے اس کی تعریف پر ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔

غیبت کی لغوی تعریف:

''اَلْغِيْبَةُ'' کے لغوی معنی ہیں بد گوئی اور غیبت۔(۴۶۷)

''اَلْغِيْبَةُ'' کا مصدر ہے ''اَلِاغْتَابُ'' جس کا معنی ہے (to backbite) یعنی کسی شخص کی غیر حاضری میں اُس کی بُرائی بیان کرنا۔(۴۶۸)

غیبت کی اِصطلاحی تعریف:

غیبت کی اِصطلاحی تعریف میں اِس حدیث سے بڑھ کر کوئی اور دلیل نہیں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال. أن رسولَ الله ﷺ

قال:اَتَدرُونَ مَاالغِیبَۃُ؟ قالوا اللّٰہ ورسولہ اعلم، قال:ذکرکَ أَخاکَ بمایکرہ، قیل : اِن کان فی أَخی ما أقول؟ قال: اِن کان فیہ ماتقول فقد اغتبتہُ، و ان لم یکن فیہ ماتقول فقد بھتہ۔(۴٦۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کہنا جو اُسے ناپسند ہو۔عرض کیا گیا: کہ اگر وہ بات جو میں نے کہی ہے میرے بھائی میں پائی جائے تو!! ارشاد فرمایا: اگر وہ بات جوتم نے کہی ہے اُس میں پائی جائے تو غیبت ہے اور اگر تمہاری کہی ہوئی بات اُس میں نہ پائی جائے تو بہتان ہے۔(یعنی تم نے وہ بات کہی ہے جو اُس نے کی ہی نہیں ہے)

غیبت کی مذمت:

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

وَلاَ یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضاً ط أَ یُحِبُّ اَحَدُکُمْ أَنْ یَّأْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتاً فَکَرِھتمُوْہُ ط وَاتَّقُوْ اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ o (۴۷۰)

ترجمہ: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے ۔تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

اِس آیت کریمہ میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کو بد گوئی سے تکلیف ہوتی ہے اور عزت و آبرو تو گوشت سے بھی زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ تو جب مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارا نہیں ہے تو پھر کسی مسلمان بھائی کی غیبت بھی گوارا نہیں ہونی چاہیے۔

چنانچہ نبی ﷺ جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مالداروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ غریب ان کی خدمت کرے اور وہ اسے کھلائیں پلائیں یوں ہر ایک کا کام چلتا رہے۔ اِسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دو آدمیوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ایک دن وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے۔ تو اُن دونوں نے انہیں کھانا لانے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ خادم مطبخ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہی بات آ کر کہہ دی۔ تو اُن دونوں رفیقوں نے کہا کہ اُسامہ (رضی اللہ عنہ) نے بخل کیا۔ جب وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: ہم نے تو گوشت کھایا ہی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (۴۷۱)

نبی ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:

وعن ابی هريرة رضی الله عنه : ان رسولَ الله ﷺ قال: كُلُّ المسلم على المسلم حرام دمه و عرضه و ماله۔ (۴۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حرام ہے اُس کا خون، اُس کی عزت اور اُس کا مال۔

چنانچہ حضرت حرملہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعتُ رسول عبداللّٰہ بن وھب یقول : نذرتُ و أصوم فنویت أنی کُلَّمَا اغتبت انساناً أنی أَتَصدّق بدرھم، فمن حب الدراھم ترکت الغیبة . قال الذھبی : ھکذا واللّٰہ کان العلماء و ھذا ھو ثمرة العلم النافع۔(۴۷۳)

ترجمہ: میں نے عبداللہ بن وھب کے قاصد سے سُنا ہے جو کہتا ہے میں نے نذر مانی کہ جب بھی کسی کی غیبت کروں گا ایک دن کا روزہ رکھوں گا اِس عمل نے مجھے تھکا دیا مگر میں غیبت کرتا تو روزہ رکھتا رہا۔ پھر میں نے نیت کی کہ اب اگر میں کسی کی غیبت کروں گا تو ایک درہم صدقہ کروں گا۔ بس دراھم کی محبت سے میں غیبت چھوڑ دینے میں کامیاب ہوگیا۔ امام ذھبی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ایسے علماء ہوتے تھے اور یہ سراسر علم نافع کا نتیجہ ہے۔

غیبت کا کفارہ:

غیبت کے کفارے میں علماء کا اختلاف ہے البتہ اِس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ غیبت کرنے والا توبہ کرے۔ علماء کا کہنا ہے:

اِنّ التوبَةُ واجبةٌ مِنْ کُلِّ ذنبٍ۔(۴۷۴)

ترجمہ: بے شک ہر گناہ پر توبہ واجب ہے۔

چنانچہ امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیھقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے حدیث شریف نقل کی ہے:

عن النبی ﷺ قال : أن کفارۃ الغیبۃ أن تستغفر لمن اغتبتہُ تقول : اللھم الغفرلنا ولہ۔(۴۷۵)

ترجمہ: نبی ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو اُس کی مغفرت کی دُعا کر جس کی غیبت تو نے کی ہے اور یوں دُعا مانگ: اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور اُس کی بھی بخشش فرما دے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

روی عن الامام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ، أنہ قال : سُئِل النبیُّ ﷺ ما کفّارَۃ الاغتیاب؟ قال تستغفر اللّٰہ لمن اغتبتہُ کُلّمَا ذکرتَہُ۔(۴۷۶)

ترجمہ: امام جعفر بن محمد الصادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: ان کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا، غیبت کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی تو نے غیبت کی ہے اُس کیلئے اللہ سے بخشش طلب کر جتنی مرتبہ تو نے غیبت کی ہے اُتنی دفعہ مغفرت کی دُعا کر۔

ابوبکر الخرائطی لکھتے ہیں:

الدُّعاءُ یمحو الذنوب۔(۴۷۷)

ترجمہ: دُعا گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

غیبت کرنے والے کی توبہ کے شرائط یہ ہیں:

۱۔ غیبت چھوڑ دے

۲۔ شرمندگی کا اظہار کرے

۳۔ دوبارہ غیبت میں نہ پڑنے کا ارادہ کرے

۴۔ جس کی غیبت کی ہے اُس سے معافی مانگ لے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو یا اُس سے خطرہ ہوتو پھر اُس کے لیے اللہ سے مغفرت کی دُعا کرے اور لوگوں کے سامنے اُس کی اچھائی بیان کرے۔ بالخصوص جن کے سامنے اُس کی غیبت کی تھی۔(۴۷۸)

۱۴۔ بدشگونی کا کفارہ:

''اَلطِّیَرَةُ'' بدشگونی کا لغوی مفہوم:

''بد'' کے معنی ہوتے ہیں: بُرا، خراب، مالک، خادم۔(۴۷۹)

شگون: ''شگن'' سے بنا ہے اور ''شگن'' سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں فال اور اچھی خبر دینے والا۔ جب کسی کام کو اچھے وقت میں شروع کیا جائے تو اُسے ''شگن'' کہتے ہیں۔

اِسی طرح فال لینا، مبارک گھڑی دیکھنا اور کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کو دیکھنے کے عمل کو ''شگون لینا'' کہتے ہیں۔(۴۸۰)

بدشگونی، شگون سے بنا ہے جو فارسی سے اُردو میں آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں نیک و بد ساعت دیکھنے کا عمل (فال) یہ اسم ہے اور واحد مذکر ہے۔(۴۸۱)

عربی زبان میں ''بدشگونی'' کو ''اَلطِّیَرَةُ'' کہتے ہیں اور اَلطِّیَرَةُ، طِیَرٌ سے مصدر ہے جیسے اَلخِیَرَةُ (بہتر۔منتخب شدہ چیز) اور اِس وزن پر کوئی اور مصدر نہیں آتا ہے گویا یہ لفظ نوادرات عرب میں سے ہے۔(۴۸۲)

''طِیَرَةٌ'' کے معنی ہیں: بدشگونی، بدفالی اور نحوست۔(۴۸۳)

اَلطِّیَرَةُ کی جمع طِیَرَةٌ ہے اور یہ ''فَأَلٌ'' کی ضد ہے۔(۴۸۴)

انگریزی میں ''طِیَرَةٌ'' کا معنی ہے:

To draw an evil omen from (omend / unlucky and portent.

یعنی بدحالی کا وہم دلانے والا اور منحوس۔(۴۸۵)

''اَلطِّیَرَۃُ'' (بدشگونی) کا اِصطلاحی مفہوم:

اَلطِّیَرَۃ: وہم اور وسوسے کو کہا جاتا ہے اور عموماً ''اَلطِّیَرَۃ'' سے بُری فال مراد لی جاتی ہے کیونکہ ''اَلطِّیَرَۃ'' کے لفظی معنی ہیں: ''اڑانا''۔ اہل عرب جب کسی کام کو نکلتے تو کسی بھی بیٹھے ہوئے پرندے کو اُڑاتے تھے۔ اگر وہ پرندہ دائیں طرف جاتا تو کامیابی اور بائیں جانب جاتا تو ناکامی کا شگون لیتے تھے۔ اوپر یا نیچے اُڑتا تو رکاوٹ و تاخیر کا شگون لیتے تھے۔ پھر اس کا استعمال مطلقاً فال یا بدفال کے لیے ہوگیا۔(۴۸۶)

''طِیَرَۃ'' کی تعریف کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

واصل التطیر انهم کانوا فی الجاهلیة یعتمدون علی الطیر فاذا خرج احدهم لامر فان رای الطیر طارَ یمنه تیمن به واستمر وإن راه طار یسرة تشاء به ورجع و ربما کان احدهم الطیر لیتطیر فیعتمدها فجآءَ الشرع بالنهی عن ذالک۔(۴۸۷)

ترجمہ: تطیر (بدشگونی) یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں لوگ پرندوں پر اِعتماد کرتے تھے اور جب اُن میں سے کوئی سفر پہ جانے لگتا تو دیکھتا کہ پرندہ اُس کے دائیں جانب اُڑا ہے تو وہ اُسے اپنے لیے اچھا سمجھتے ہوئے سفر جاری رکھتا اور اگر وہ پرندے کو بائیں جانب اڑتے ہوئے دیکھتا تو اُس سے بُرا شگون لیتا اور سفر موقوف کر کے واپس لوٹ جاتا اور کبھی کبھار وہ اس مقصد کے لیے خود پرندے اُڑا کر اپنی قسمت آزماتے کہ یہ دائیں پرواز کرتا ہے یا بائیں۔ پھر شریعت اسلامیہ نے اِس عمل کو باطل قرار دے دیا۔

''اَلطِّیَرَۃ'' کی تعریف میں علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلـطّیـرۃ، فأل کی ضد ہے۔یعنی فال میں کسی کام کے کرنے کا شگون لیا جاتا ہے اور اِس میں کسی کام کے نہ کرنے کا شکون لیا جاتا ہے۔ یہ شگون اِس طرح لیا جاتا ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کو سُنتا یا دیکھتا ہے جو اُس کو ناپسند لگتی ہے جبکہ طبعی طور پر وہ شئی ناپسندیدہ نہیں ہوتی ۔ البتہ جو چیزیں طبعی طور سے ناپسندیدہ ہوتی ہیں مثلاً لوہے کے کوٹنے کی آواز یا گدھے کی آواز وغیرہ انہیں ناپسند کرنا بدشگونی نہیں ہے۔(۴۸۸)

''اَلطِّیَرَۃ'' کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ منذری لکھتے ہیں:

اَلطِّیَرَبالسوانح والبوارح من الطیر والظَّبَاءِ۔(۴۸۹)

ترجمہ: پرندے اور ہرن کے دائیں اور بائیں اڑنے یا جانے سے بدشگونی لینے کو ''طِیَرَۃ'' کہتے ہیں۔

چنانچہ مُلاّ علی بن محمد السلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اگر لوگوں کو شکاری جانور دائیں طرف نظر آتا تو اُسے ''بروج'' کہتے اور اُس سے نیک فال لیتے تھے اور اگر شکاری جانور بائیں طرف نظر آتا تو اُسے سنوح کہتے تھے اور اُس سے بدفالی مُراد لیتے تھے اور سوانح و بوارح سے یہی مراد ہے''۔(۴۹۰)

''اَلطِّیَرَۃ'' کی تعریف میں ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

واَلطِّیَرَۃ لا تکون اِلاّ فیما یسوءُ۔(۴۹۱)

ترجمہ: اور ''طیرہ'' اُس وہم یا وسوسہ کو کہتے ہیں جس میں بدشگونی و بدفالی اور برائی کا احساس کیا گیا ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ نے ''طیرۃ'' کی تعریف یوں فرمائی ہے:

عن فضل بن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ ''اِنَّماَ اَلطِّیَرَۃُ مَا أمْضَاکَ، اَوْرَدَّکَ۔(۴۹۲)

ترجمہ: بدشگونی وہ ہے جو تجھے کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرے یا اُس کام سے روک دے۔

قرآن وحدیث میں بدشگونی کی مذمت:

قرآن و حدیث میں بھی ''طِیَرۃ'' کا لفظ بدشگونی اور نحوست کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور ''بدشگونی'' اللہ سے بندے کے تعلق کی رسی کاٹ دیتی ہے توکل و بھروسہ کو کمزور کردیتی ہے۔ وہ اُس کام سے رُک جاتا ہے جس کا وہ پختہ ارادہ کرچکا ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ''بدشگونی'' سستی و کاہلی اور نااُمیدی کا سبب بنتی ہے اور نااُمیدی سے اللہ کریم نے اپنے بندوں کو منع فرمایا ہے:

لاتقنطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔(۴۹۳)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔

اس لیے قرآن و حدیث میں ہر دو جگہ بدشگونی کی مذمت کی گئی ہے۔ تو آیئے پہلے قرآنی آیات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ **وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ ج وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ o۔(۴۹۴)**

ترجمہ: اور اگر انہیں کوئی بھلائی ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہہ اُٹھتے ہیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔

گویا منافقین بھی سابقہ اُمّتوں کے منکرین کی طرح یہی کہتے تھے کہ بھلائی یعنی خوش حالی، مال و اولاد کی فراوانی اور غلے کی پیداوار وغیرہ اللہ کی طرف سے ہے اور برائی یعنی قحط سالی اور مال و دولت میں کمی وغیرہ اے محمد ﷺ! تیری طرف سے ہے یعنی تیرا دین قبول کرنے کے نتیجے میں یہ ابتلا آئی ہے۔ نعوذ باللہ، آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے بدشگونی لیتے اور آپ ﷺ کے پیغام کو منحوس خیال کرتے تھے لیکن اللہ کریم نے اُن کا رَد فرمایا:

قُل کُلٌّ مِّنْ عِندِاللّٰهِ۔(۴۹۵)

ترجمہ: انہیں کہہ دیجئے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

اگلی ہی آیت میں فرمایا:

مَآ أَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ط۔(۴۹۶)

ترجمہ: تجھے جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔

یعنی بھلائی اور خیر کا آنا اللہ کا فضل ہے اور بُرائی ملنا اپنے اُعمال اور خطاؤں کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا کسی کو منحوس جاننے یا کسی شئی سے بدشگونی لینے کی بجائے اپنے اُعمال کی اِصلاح پر توجہ دینا چاہیے۔

۲۔ فَاِذا جَآءَ تْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ ج وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهُ ط۔(۴۹۷)

ترجمہ: سو جب اُن پر خوشحالی آجاتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لیے ہونا ہی چاہیے اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش آتی تو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔

گویا کافر و منکر لوگ غلے اور پھلوں کی فراوانی کو خوشحالی سے تعبیر کرتے اور خود کو اِس کا مستحق مانتے تھے جبکہ قحط سالی، بیماری اور غربت و مفلوک الحالی کا سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے اُمّتیوں کو قرار دیتے اور کہتے کہ یہ سب تمہاری نحوست کے اثرتِ بد کا نتیجہ ہے۔ نعوذ باللہ! وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے پیروکاروں سے بدشگونی لیتے تھے۔ چنانچہ اللہ کریم نے اُنہیں جواب دیا:

اَلآ اِنَّمَا طآئِرُ هم عِندَاللّٰهِ۔(۴۹۸)

ترجمہ: یاد رکھو! ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

گویا کفار و منکرین کی بدشگونی کا سبب موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ماننے والے نہیں ہیں بلکہ اُن کی نحوست و بدشگونی کا سبب اللہ پر ایمان نہ لانا، اللہ کی نافرمانی کرنا اور ان کا کفر و شرک ہے اور یہ بات اللہ کے علم میں ہے۔

۳۔ وَ كُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ۔(۴۹۹)

ترجمہ: ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔

یعنی خوش بختی و سعادت مندی یا بدبختی و بدقسمتی ہر انسان کے ساتھ اُس کی پیدائش کے ساتھ ہی موجود ہوتی ہے۔ اُسی کے مطابق وہ اَعمال انجام دیتا ہے۔ نحس یا سعد ہونا اَعمال کی وجہ سے ہے لہٰذا نحوست و بدشگونی کے ادہام و وساوس پالنے کی بجائے ذکر و فکر کے چراغ جلانے چاہئیں۔

۴۔ قَالُوا اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ۔(۵۰۰)

ترجمہ: وہ کہنے لگے ہم تو تیری اور تیرے ساتھیوں کی بدشگونی لے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے۔

گویا صالح علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں سے نعوذ باللہ قوم ثمود نے بدشگونی لی تو صالح علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا کہ میں اور اہل ایمان نحوست و بدبختی کا باعث نہیں ہیں بلکہ اس کا اصل سبب اللہ کے پاس ہے۔ یعنی تمہاری نافرمانی و ہٹ دھرمی کی نحوست ہی تمہارے لیے بدشگونی کا اصل سبب ہے۔

۵۔ قَالُوا اِنَّا تَطَيَّرۡنَا بِكُم لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ۔(۵۰۱)

ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

یہاں بھی منکرینِ رسالت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو ہی منحوس سمجھ رہے ہیں۔ جیسے آج کل بھی جاہل و بے دین لوگ، متقی و پرہیز گاروں کو ہی ''منحوس'' سمجھتے ہیں۔مگر اللہ کے رسولوں نے ہر دور میں یہی جواب دیا:

قَالُوا طآئِرُکُمْ مَّعَکُمْ ط أَئِنْ ذُکِّرْتُمْ۔(۵۰۲)

ترجمہ: اُن رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے۔کیا تم اس کونحوست سمجھتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔

یعنی ہم منحوس نہیں ہیں بلکہ نحوست تو تمہارے اپنے ہی بُرے اَعمال کی ہے۔

احادیث میں بدشگونی (طیرہ) کی مذمت کا جائزہ:

۱۔ **عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه، اَنَّ رَسولَ اللّٰه ﷺ قال : لاعَدْویٰ وَلا هَامَةَ وَلا نَوءَ ولا صَفَر۔(۵۰۳)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی (چھوت چھات کی نفی ہے) اور نہ ہی اُلّو کا بولنا(کوئی اثر رکھتا ہے) اور نہ ہی ستاروں (بروج) میں کوئی تاثیر ہے اور نہ ہی ماہِ صفر (منحوس) ہے۔

۲۔ **عن جابرٍ رضی اللّٰه عنه قال : قال رسولُ اللّٰه ﷺ : لا عدویٰ وَلا طِیَرَةَ وَلاَ غُولَ۔(۵۰۴)**

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں اور بدحالی و بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں اور بُھوت کا کوئی وجودنہیں۔

۳۔ **عن عبداللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه قال : قال رسولُ اللّٰه ﷺ: الطِّیَرةُ شِرْکٌ۔(۵۰۵)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بدشگونی لینا شرک ہے۔

بدشگونی کا کفارہ:

کسی بھی گناہ کے اثرات کو ختم کرنے کے لیے کفارہ دیا جاتا ہے اور بدشگونی کا کفارہ یہ دُعا ہے:

عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنهما قال : قال رسولُ اللّٰہ ﷺ : مَن ردته الطیرت من حاجة فقد أشرکَ قالوا : یارسولَ الله، ماکفّارة ذالک؟ قال : أن یقول أحدهم : اَللّٰهُمَّ لاَ خَیرَ اِلاّ خَیرُکَ وَلاَ طِیَرَ اِلاَّ طِیَرُکَ وَلا اِلٰهَ غیرُکَ۔(۵۰۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی کام سے بدفالی کی بنا پر رُکا اُس نے شرک کیا۔ صحابہ نے پوچھا: اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اُن میں سے وہ شخص یہ دُعا پڑھے:
''اے اللہ! تیری بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں ہے اور تیرے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے''۔

چنانچہ شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) نے نبی ﷺ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

قال رسول الله ﷺ : کَفَّارَةُ الطِّیَرَةِ اَلتَّوَکُّلُ وَ عَلَی اللّٰهِ تعالٰی۔(۵۰۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: بدشگونی کا کفارہ اللہ پر توکل ہے۔

گویا بدشگونی کا کفارہ توکل علی اللہ کا اظہار اور مندرجہ بالا دُعا ہے کیونکہ بندے نے بدشگونی کے ذریعے اللہ پر عدمِ اعتماد کا اظہار کیا۔ اب توکل وبھروسہ اور دُعا و توبہ کے ذریعے اعتماد کا اعلان کرے۔ فرمانِ الٰہی ہے: **فَاِذا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ**۔(۵۰۸)

۱۵۔ کفارۂ صلاۃ:

ایک عاقل، بالغ اور مکلّف انسان پر سب سے پہلے یہ جاننا فرض ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ خالق ہے۔ پالنہار ہے۔ قادر اور متصرف ہے۔ لہٰذا اُس کی تابعداری وفرمانبرداری کیلئے نماز پڑھی جائے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّنِی اَنا اللّٰہُ لااِلٰہَ اِلاّ اَنا فَاعْبُدْنِی وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی۔(۵۰۹)

ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کیلئے نماز قائم کر۔

اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی اعلیٰ مثال نماز ہے۔ جو انسان کو اشرف المخلوقات بناتی ہے۔ لہٰذا نماز پوری توجہ، انہماک، اخلاص وللھیت اور خشوع وخضوع کے ساتھ بغیر کسی دکھاوے اور ریا کے ادا کرنی چاہیے!!

نماز کی اہمیت کا اِس سے بھی اندازہ لگا لیجئے کہ اِس کے رہ جانے پر کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ پہلے ہم لفظ ''صلوٰۃ'' کی لغوی و اِصطلاحی تعریف کرتے ہیں۔

''صلوٰۃ'' کا لغوی معنیٰ:

لفظ ''اَلصَّلَاۃُ'' کی اصل ''اَلصَّلَوۃُ'' ہے۔ ثقل دور کرنے کے لیے واوء کو الف سے بدل کر ماقبل کو فتح دے دیا تو یہ ''اَلصَّلَاۃ'' بن گیا۔(۵۱۰)

''اَاَلــصَّلاَــۃُ'' کے کئی لغوی معانی ہیں اور تقریباً سبھی معانی کے لیے یہ لفظ قرآن وحدیث میں اِستعمال ہوا ہے۔ مثلاً:

۱۔ اَلصَّلاۃُ۔ بمعنیٰ الدُّعا یقال: صَلّٰی صَلاۃً (اُس نے دُعا مانگی)

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَصَلِّ عَلَیۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمۡ۔(۵۱۱)

ترجمہ: اور آپ ﷺ اُن کے لیے دُعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دُعا اُن کے لیے باعث اطمینان ہے۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے!

اِذا دُعِیَ احدکم اِلٰی طعامٍ فلیُجِبۡ، فاِن کان مفطراً فَلۡیَطۡعَمۡ، وَ اِنۡ کانَ صَائِماً فَلۡیُصَلِّ۔(۵۱۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے۔ تو اگر اُس کا روزہ نہیں ہے تو کھانا کھائے اور اگر وہ روزے دار ہے تو (اہل خانہ یا داعی) کے لیے دُعا کرے۔

۲۔ اَلصَّلاۃُ۔ بمعنیٰ الدین (مذہب)

قرآن کریم میں یہ لفظ اِسی معنیٰ میں اِستعمال ہوا ہے:

قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ اَصَلٰوتُکَ تَاۡمُرُکَ اَنۡ نَّتۡرُکَ مَا یَعۡبُدُ اٰبَاؤُنَا۔(۵۱۳)

ترجمہ: انہوں نے کہا اے شعیب (علیہ السلام)! کیا تیرا دین تجھے یہی حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ دیں۔

۳۔ اَلصَّلاۃُ۔ بمعنیٰ۔ قرأۃ۔ (تلاوت)

قرآن کریم میں یہ لفظ اِس معنیٰ میں بھی استعمال ہوا ہے:

وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاَ۔(۵۱۴)

ترجمہ: نہ تو آپ اپنی نماز بہت بلند آواز سے پڑھیں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ اس کے درمیان کا راستہ تلاش کرلیں۔(یعنی تلاوت اونچی آواز میں نہ کریں)

۴۔ اَلصَّلاَۃُ۔بمعنی۔مواضِعُ الصَّلٰوۃِ۔(نماز پڑھنے کی جگہیں)

قران کریم میں ہے:

لاَ تَقْرَبُو الصَّلٰوۃ وَأَنتُم سُکارىٰ۔(۵۱۵)

ترجمہ: جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز (مسجد) کے قریب بھی مت جاؤ۔

یہاں صلاۃ بمعنی مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔(۵۱۶)

۵۔ اَلصَّلاَۃُ۔بمعنی۔الرحمۃ۔ترحم ومہربانی۔(۵۱۷)

قرآن کریم میں ہے:

اُولٰئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ۔(۵۱۸)

ترجمہ: اُن پر اُن کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنے والد کی طرف سے دیا گیا صدقہ لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں تشریف لائے تو نبی ﷺ نے دُعائے رحمت دیتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أبى أوفى۔(۵۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! اَبو اَوفیٰ کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما۔

۶۔ اَلصَّلاَۃُ۔بمعنی۔کلیسا۔بیت العبادۃ للیہودِ۔

یعنی یہودیوں کا عبادت خانہ۔(۵۲۰)

چنانچہ قرآن میں ہے:

وَلَولاَ دَفْعُ اللّٰہِ النّاسَ بعضھم ببعض لھدمت صَوَامِعٌ وَّ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰۃٌ وَّمَسَاجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کثیراً۔(۵۲۱)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مساجد، جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔

اس آیت میں (صلوٰۃ) کا لفظ یہود کی عبادت گاہ (کلیسے) کے لیے استعمال ہوا ہے۔

چنانچہ قاضی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن احمد القرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

وذَھَبَ خصیف الی أن القصد بھذہ الأسماء تقسیم معبدات الأمم، فالصوامع للرھبان، والبیع للنصاریٰ والصلوٰت للیھودی والمساجد للمسلمین۔(۵۲۲)

ترجمہ: خصیف کا خیال یہ ہے کہ قرآن کی اِس آیت میں یہ نام استعمال کرنے سے منشاء الٰہی یہ ہے کہ اُمتّوں کے درمیان عبادت گاہوں کی الگ الگ پہچان ہونی چاہیے۔ تو گوشہ نشینوں کے لیے خانقاہیں اور عیسائیوں کے لیے گرجے اور یہودیوں کے لیے کلیسے اور مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مساجد کا نام دیا گیا ہے۔

۷۔ اَلصَّلاۃُ۔بمعنی۔عبادۃ فیھا رکوع و سجود۔یعنی نماز(۵۲۳)

چنانچہ قرآن میں ہے:

اِنَّ الصَّلوٰۃَ تنھیٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔(۵۲۴)

ترجمہ: بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

جبکہ حدیث میں آتا ہے:

لاَصَلاَۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلاّ فِی الْمَسْجِدِ۔(۵۲۵)

ترجمہ: مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے بغیر (گھر میں) نہیں ہوتی۔

نوٹ: جہاں تک اذان کی آواز جائے وہ سب مسجد کا پڑوس ہے۔ورنہ کم از کم ۶۰ اور۶۰ گھر چاروں طرف کے مسجد کے پڑوسی ہیں۔

۸۔ اَلصَّلاۃُ۔بمعنی۔درُود/نعت/تعریفِ مصطفیٰ ﷺ

چنانچہ محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی ابو الفیض الملقب بمرتضی الذبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے تاج العروس میں ابن اعرابی کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال ابن الاعرابی: الصلاۃ من اللّٰہ (الرحمۃ) ومنہ ھو الّذی یصلی علیکم (أی یرحم) وقیل الصلاۃ من الملائکۃ (الاستغفار) والدعاء. ومنہ صلّت علیہ الملائکۃ عشراً أی استغفرت وقد یکون من غیر الملائکۃ ومنہ حدیث سودہ. اِذا متنا صلی لنا عثما بن مظعون أی استغفرو کان قدمات یومَئِذٍ. وقیل الصلاۃ: حسنُ الثناء عزوجل علی رسولِہ ﷺ: ومنہ اولئک علیھم صَلَوٰت مّن ربھم و رحمۃ۔(۵۲۶)

ترجمہ: ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ لفظ ''صلاۃ'' کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہوتو معنی ہوگا(اللہ کا رحم وکرم) جیسا کہ قرآن میں ہے: ''**ھوالذّی یصلی علیکم و ملاِئکتہ**''۔یعنی اللہ وہی ہے جوتم پر رحمتیں نازل کرتا اور اُس کے فرشتے رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔ سورہ احزاب۔آیت:۴۳) اور کہا گیا ہے کہ صلاۃ کی نسبت اگر

فرشتوں کی طرف ہوتو (مغفرت و بخشش اور رحمت کی دُعا) مراد ہوگی۔مثلاً حدیث میں ہے:''صلّت علیہ الملائکۃ عشراً أی أستغفرت'' یعنی ملائکہ دس مرتبہ اُس کے لیے رحمت و مغفرت کی دُعا کرتے ہیں) اور کبھی لفظ غیر ملائکہ کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے تو اُس وقت بھی اس کے معنی دُعاء رحمت و مغفرت ہوتا ہے جیسا کہ حدیث سودہ میں ہے۔''جب ہم مریں گے تو عثمان بن مظعون ہمارے لیے دعاءِ مغفرت و رحمت کریں گے جبکہ عثمان بن مظعون اُس وقت مر چکے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الصلاۃ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی ﷺ کی حُسنِ نعت اور تعریف و ثنا بیان کرنا جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت :۱۵۷ میں ہے:''اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ'' (انہیں لوگوں پر اللہ کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں)۔

گویا''صلاۃ'' کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کی تحسین اور تعریف و ثناء کرتا ہے۔اُن پر نوازشیں کرتا ہے۔انہیں سراپا رحمت بنا کر ان کی رحمتوں، عزتوں، رفعتوں، بلندیوں اور عظمتوں کے گن گاتا ہے اور فرشتے بھی نبی ﷺ کے حسن و جمال، فضل و کمال اور سراپائے بے مثال و نبوتِ لازوال کے قصے دُھراتے رہتے ہیں۔انہیں کے تذکرے کرتے ہیں اور اللہ کریم کا حکم بھی ہے اے ایمان والو! تم بھی میرے محبوب کے گیت گاؤ۔اُنکی نعتیں پڑھو اور اُن کی اتباع و پیروی سے سکون حاصل کرو اور اِس میں مشغول و مصروف رہو۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلآئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْماًo۔(۵۶؍۳۳)

چنانچہ السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

والصلاۃ ایضاً: طَلَبُ التعظیم لِجَانِب الرسول ﷺ فی الدنیاو الآخرۃ۔(۵۲۸)

ترجمہ: اور صلاۃ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ کے لیے دُنیا و آخرت میں آپ کی تعظیم و تادیب کی تعلیم دی جائے اور آپ کی عظمت و بلندی کے لیے اللہ سے دُعا کی جائے۔

''اَلصَّلاۃُ'' کی اِصطلاحی تعریف:

''اَلصَّلاۃُ'' کی اِصطلاحی تعریف کرتے ہوئے جناب ابراہیم مصطفیٰ لکھتے ہیں:

اَلصَّلاۃُ، هُو العبادۃ المخصوصۃ المبینۃ حدود أوقاتها فی الشریعۃ۔(۵۲۹)

ترجمہ: صلاۃ اُس مخصوص عبادت کو کہتے ہیں کہ جس کے اُوقات کے (آغاز واختتام) کی حدود شریعت اِسلامیہ میں متعین ہوں۔یعنی (نماز)

چنانچہ السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:

وفی الشریعۃ، عبارۃ عن أرکان مخصوصۃ وأذکار معلومۃ بشرائط محصورۃ فی أوقات مقدرۃ۔(۵۳۰)

ترجمہ: شرعاً اُرکانِ مخصوصہ (قیام،قعود اور رکوع و سجود) اور اُذکارِ معلومہ (قرأتِ قرآن، تکبیراتِ انتقال اور تسبیحات و دُعائیں) (چند شرائط (طہارت ، وضو، غسل، پاک جگہ، سمت قبلہ) کے ساتھ متعین کردہ اُوقات (فجر،ظہر،عصر،مغرب،عشاء) میں ادا کرنے سے عبارت ہے۔

اور اِسی کو عُرف عام میں نماز کہا جاتا ہے۔

قضاءنماز کا کفارہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر سے واپسی کے وقت ایک جگہ پڑاؤ کیا۔رات کو تھکان کی وجہ سے تمام صحابہ کرام سو گئے ۔ نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ جاگیں اور حفاظت ونگرانی انجام دیں۔مگران کی بھی آنکھ لگ گئی اور پھر آنکھ تب کھلی جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔ نبی ﷺ نے سفر جاری رکھنے کا حکم فرمایا اور کچھ فاصلے پر جا کر اذان واقامت کے ساتھ نماز فجر قضاء باجماعت ادا فرمائی اور اِرشاد فرمایا:

مَنْ نَّسِیَ الصَّلٰوۃَ فَلْیُصَلِّھَا اِذا ذَکَرَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تعالٰی قالَ: اَقِمِ الصَّلٰوۃ لِذِکْرِی۔(۵۳۱)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص جب نماز بھول جائے تو نماز یاد آتے ہی پڑھ لے کیونکہ اللہ فرماتا ہے ”میری یاد کے لیے نماز قائم کرو“

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں سفر کر رہا تھا۔ آپ ﷺ اونگھ رہے تھے اور غلبۂ نیند کی وجہ سے سواری پر جھک رہے تھے اور میں آپ ﷺ کو سواری پہ سیدھا کر رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور پوچھا:تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا:ابوقتادہ: آپ ﷺ نے پوچھا کب سے میرے ساتھ چل رہے ہو؟ میں نے کہا میں پوری رات سے اِسی طرح آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کریم تمہاری حفاظت اسی طرح کرے جیسے تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سفر موقوف فرما کر آرام کا ارادہ کیا اور فرمایا: تم لوگ (جاگ کر) ہماری نماز (فجر) کا خیال رکھنا۔ پھر سب سے پہلے دن چڑھے نبی ﷺ بیدار ہوئے اور پھر ہم بھی جاگے۔ وہاں سے سفر جاری رکھا اور کچھ دور جا کر وضو، اذان واقامت کے باجماعت نماز فجر ادا فرمائی۔ پھر کہنے لگے:

قال فَجَعَلَ بَعْضُناَ يَهْمِسُ اِلٰی بعضٍ وما كفّارَة مَاصَنَعْنَا بتَفْرِيْطِنَافِي صَلوٰتِنَا. ثمَّ قال اَمَالَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ، ثُمَّ قَالَ : اِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تفْرِيْطٌ. اِنَّماَ التَّفْرِيْطُ عَلٰی مَنْ لَمْ يُصَلِّي الصّلٰوةَ حتی يجئ الصلٰوة الأخریٰ. فمن فَعَلَ ذالک فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَها۔(۵۳۲)

ترجمہ: ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے ہر شخص دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا کہ آج ہم سے جو نماز فجر) قضاء ہوئی ہے اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ تو رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میری زندگی میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہے؟ پھر فرمایا: نیند میں کوئی تقصیر نہیں ہے۔ تقصیر اس صورت میں ہے جب کوئی شخص جاگتے ہوئے بھی نماز نہ پڑھے حتی کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔تو جس شخص کو اس طرح کی صورتحال پیش آئے وہ یاد آنے پر اپنی نماز پڑھ لے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کھودنے کے دن غروبِ آفتاب کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ وہ بولے: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابھی نمازِ عصر بھی نہیں پڑھی ہے کہ سورج غروب ہوگیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا“ (اللہ کی قسم میں نے بھی نمازِ عصر ابھی نہیں پڑھی ہے) تو ہم ایک وادی کی طرف نکلے وہاں وضو کیا اور نمازِ عصر سورج غروب ہونے کے بعد (قضاء) پڑھی پھر اُس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔(۵۳۳)

یہاں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بیان کرنا بھی بے سود نہ ہوگا۔ ایک دفعہ آپ اپنے محل میں سو رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے آپ کو جگایا۔ آپ

نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا میں ابلیس ہوں۔آپ نے فرمایا: تیرا کام نماز کیلئے جگانا نہیں ہے بلکہ نماز سے غافل رکھنے کیلئے تھپکیاں دے کر سُلانا ہے۔تو ابلیس نے کہا: ایک دفعہ میں نے نمازِ فجر کے وقت آپ کو سُلا دیا تھا۔جس سے آپ کی نماز قضاء ہوگئی تھی۔آپ اُس قضاء نماز کے غم میں اتنا روئے کہ میں نے فرشتوں کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے سُنا کہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس رنج وغم کی وجہ سے پانچ سو نمازوں کا ثواب دیا گیا ہے۔میں نے سوچا کہ آج پھر اگر آپ کی نماز فجر قضاء ہوگئی تو آپ گریہ وزاری کریں گے اور روئیں گے تو ایسا نہ ہو کہ آپ کو ایک ہزار نمازوں کا ثواب مل جائے۔اس لیے میں نے جگا دیا کہ ایک ہی نماز کا ثواب ملے۔(۵۳۴)

گویا نماز رہ جانے کا افسوس کرنے اور غم کھانے سے ثواب میں اضافہ اور شیطان بھی اِس مواظبت و پابندی سے سُلانے کی بجائے نماز کے لئے جگانے کی ڈیوٹی سرانجام دینے لگتا ہے۔آیئے نماز کی فِکر کر کے اپنے شیطان کو نماز کیلئے جگانے والا بنا دیں!!

ایک اور حدیث میں ہے:

عن انس بن مالک قال : قال نبی ﷺ مَنْ نَسِیَ صَلاۃً اَوْنَام عَنْهَا، فَکَفَّارَتُهاَ أَنْ یُّصَلِّیَهَا اِذاذَکَرَهَا۔(۵۳۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو نماز پڑھنا بھول جائے یا نیند کی وجہ سے اُس کی نماز رہ جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آجائے نماز پڑھ لے۔

گویا نماز بھول جانے، رہ جانے یا کسی وجہ سے قضاء ہو جانے کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آجائے اور جاگ آئے فوراً پڑھ لے۔

۱۶۔ کفارۂ شہوت :

قدرتِ الٰہیہ نے انسانی جبلت وطبیعت میں جو اُمور ودیعت کیے ہیں۔ اُن میں سے ''شہوت'' ایک نہایت ہی اہم فطری اُمر ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ انسانی مزاج ونفس میں تحریک، تحریص، ترغیب، خواہش، ارادہ، تصور، خیال، انتشار، اُبال، ہیجان، طلب، جلب، تمنا، آرزو، عشق، محبت، نفرت اور بھوک و پیاس کے رجحانات ومیلانات جنم لیتے رہیں اور اُس پر مختلف کیفیات و واردات طاری ہوتی رہیں۔ تاکہ مشیت ایزدی کے مقاصد پورے ہوتے رہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتو انسان اور دیگر حیوانات میں فرق مٹ جائے گا۔ اگر یہ جبلی عادات حد سے تجاوز کر جائیں تو بھی انسانی فطرت مسخ ہوکر رہ جائے گی۔۔ اِسی لیے اِن جذبات کو پابندِ سلاسل بھی نہیں کیا گیا ہے کہ انسان اپنے ہی پنجرے میں دم گھٹ کے مرجائے اور نہ ہی بالکل آزاد چھوڑ دیا گیا ہے کہ کٹی پتنگ کی طرح جو چاہے اُسے لوٹ لے بلکہ توبہ وتخدیر کے ذریعے اِن اِحساسات کو ایک دائرے میں محدود کر کے ان کے بُرے اثرات سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

شہوت کی لغوی تفہیم :

المعجم الوسیط میں شہوت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

الشھوۃ: الرغبة شديدة والقوة النفسانيه، الراغبه فيما فيما يشتهى وما يشتهى من الملذات المادية ج شهوات وأشهية وشهى۔(۵۳۶)

ترجمہ: شہوت کے معنی ہیں شدید رغبت وخواہش اور قوت نفس کا بھڑکنا۔ دِل میں پیدا ہونے والی ہر خواہش کی طرف رغبت دلانا اور ہر مادی لذت وسرور اور مزا حاصل کرنے پر اُکسانا۔ اِس کی جمع: ''شھوات، اشھیۃ اور شھی'' آتی ہے۔

چنانچہ علامہ محمد عبدالرؤف المناوی لکھتے ہیں:

''وقال الراغب فی الأ صل قوۃ مرکبۃ من شھوۃ و حاجۃ و أمل و جعلت اسما لنزوع النفس الی الشئ وتارۃ فی المنتھی و ھوالحکم فیہ بأ نہ ینبغی فعلہ أ ولاً .''(۵۳۷)

ترجمہ: اور (امام) راغب (اصبھانی) کہتے ہیں کہ دراصل قوت (نفسانی) شہوت (خواہش و ارادہ) اور حاجت (ضرورت) اور اُمید وآرزو سے مرکب ہے۔ پھر یہ نفس کے کسی شئ کی طرف شدید میلان اور شدید خواہش کے لیے مشہور ہوگیا۔ اس میں اللہ کا حکم، ارادہ، منشا ومرضی اور اُمر جاری ہے کہ یہ شخص اِس کام کو کرے یا نہ کرے۔

عام طور سے ہم کسی مقصد کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں ۔ اگر پھر بھی کامیاب نہ ہوں تو کہتے ہیں کہ ''شاید اِسی میں اللہ کی مرضی ہے'' چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''عَرَفتُ اللہ سبحانہ یَفسَخُ العَزائِمَ وَحلَّ العقودِ(ونَقضِ الھِمَمِ)(۵۳۸)

ترجمہ: میں نے اللہ سبحانہ کو ارادوں کے ٹوٹنے ، نیتوں کے بدلنے اور ہمتوں کے پست ہونے سے پہچانا۔

"I have recognized my God because of the non fulfilment of my intentions".

شیخ اَبوسھل محمد بن علی بن محمد الھر وی النحوی ''شہوت'' کی لغوی تعریف یوں کرتے ہیں:

'' الشھوۃُ: تمنّی الشئ وارادتہ''(۵۳۹)

ترجمہ: شہوت کا معنی ہے کسی شئ کی آرزو کرنا اور (اُسکے حصول کا) ارادہ کرنا۔

اَبوالحسن علی بن اسماعیل النحوی اللغوی الأَندلسی المعروف ابنِ سیدہ ''شہوت'' کا معنی یوں بیان کرتے ہیں:

اَلشَھوَۃُ: اَلحَرِیصُ: وقالَ شَھِیتُ الشئَ وَ شَھوَتُہُ أَشھَاء شُھوَۃً وَ اشتَھَیتُہُ. (۵۴۰)

ترجمہ: شہوت کا معنی ہے حرص و لالچ کرنا، کہا جاتا ہے کہ میں نے کسی شئ (کے حصول) کے لیے لالچ کی، اُس کے حصول کا ارادہ کیا اور مجھے اُس چیز کے پانے کی شدید خواہش ہوئی۔

شہوت وہ قوت اور صلاحیت ہے جو عمر، تعلیم، شعور، تجربہ اور وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہی رہتی ہے۔ اِسے کم تو کیا جاسکتا ہے۔ مگر اِسے ختم کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ بن عبداللہ بن ماک الطائی الجیانی (متوفی ۶۷۲ھ) لکھتے ہیں:

''الشھوۃ ھُو الشئی یُجِیئ بُعد الشئی ''(۵۴۱)

ترجمہ: شہوت وہ (قوت) ہے جو ایک شئ (کے پانے کے بعد) کے بعد پھر آجاتی ہے۔

''شہوت'' کی اِصطلاحی تفہیم:

شہوت کا لفظ عام ہے۔ نفس جن چیزوں کی طرف مائل ہو یا جن چیزوں سے لذت حاصل کرے وہ شہوت ہے لہٰذا جماع، وسائلِ جماع، بھوک، پیاس، غصہ، پیار وغیرہ سب شہوت ہی کا اثر اور نتیجہ ہے۔ چنانچہ امام محمد الخطیب الشربینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ما تتلذذبہ النفس و تمیل اِلیہ فھو شھوۃ ولأ ن الصائم یسن لہ ترک الشھوات مطلقاً''(۵۴۲)

ترجمہ: جس چیز سے نفس لذت حاصل کرے اور اُس کی طرف مائل ہو وہ

شہوت ہے اور اِسی لیے روزہ دار کے لیے مطلقاً تمام شہوات کو ترک کرنا مسنون و مستحب ہے۔

السید الشریف أبوالحسین علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) ''شہوت'' کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''اَلشَّهوَ ةُ حَرَكةُ النفس طلباً للملائم''(۵۴۳)

ترجمہ: نفس کا اپنی پسندیدہ شئی کی طلب میں متحرک ہونا شہوت ہے۔

ابوھلال الحسن بن عبداللہ بن سھل بن سعید بن یحییٰ بن مھران العسکری (متوفی ۳۹۵ھ نحو) لکھتے ہیں:

''العشق أیضاً هو الشهوة التی اِذا أفرطت و امتنع نیل مایتعلق بها، قتلت صاحبها ولا یقتل من الشهوات غیرها. ألا تری أن أحد لم یمت من شهوة الخمر و الطعام والطیب ولا من محبة داره أوماله ومات خلق کثیر من شهوة الخلوة مع المعشوق و النیل منه''(۵۴۴)

ترجمہ: عشق بھی شہوت ہی ہے۔ جب یہ حد سے بڑھ جاتا ہے اور معشوق سے ملاقات نہیں ہوتی ہے تو یہ اپنے صاحب کو قتل کردیتا ہے جو رُکاوٹ بنتا ہے۔ دیگر شہوات میں کوئی قتل نہیں ہوتا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ شہوت شراب، شہوتِ طعام، شہوتِ خوشی، گھر کی محبت سے اور اپنے مال کی محبت میں کوئی نہیں مرتا ہے۔ لیکن محبوب کے ساتھ خلوت اور مطلب براری کی شہوت سے کثیر مخلوق ماری جاتی ہے۔

غلبہ شہوت کا کفارہ:

''شہوت کے غلبے سے بچنے کا طریقہ اور علاج یہ ہے کہ انسان نفس کی تربیت و اصلاح کے لیے ذکر و فکر اور تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرے۔ حلال و حرام، جائز و ناجائز اور اچھائی و برائی کی تعلیم حاصل کرے۔ احکاماتِ الٰہیہ، سنت نبوی ﷺ اور شریعت مطہرہ پر عمل کی ہر حال میں کوشش کرے۔ پھر بھی ''شہوت'' قابو میں نہ آئے تو روزہ رکھے بلکہ مسلسل روزے رکھ کر نفس کو کچل دے۔

اگر غلبۂ شہوت کے سبب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کرے اور آئیندہ نفس کی مخالفت پر کمر باندھ لے۔ جیسا کہ حضرت علامہ محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المشہور أبوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال بعض العلماء مَن صدق فی ترک شهوة وجاهد نفسه لِلّٰه تعالیٰ سبع مرات لم يبتل بها. وقال بعض العلماء: كفارة الذنب المعتادأن تقدر عليه عدد ما اٰتيت ثمَّ لا تقع فيه فيكون كل ترک كفارة لفعل. (۵۴۵)

ترجمہ: بعض علماء کا کہنا ہے کہ جس نے سچے دل سے شہوت کو ترک کیا اور اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کیلئے مجاہدہ کیا۔ سات مرتبہ تک اور پھر کبھی نفس کی شرارتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ (تو اس کی توبہ سچی ہے) اور بعض علماء کا کہنا ہے جو گناہ بار بار کرکے نفس پر غالب آچکا ہے اس پر قابو پانے کی اتنی ہی دفعہ کوشش کرے جتنی دفعہ اس گناہ میں (کوئی) مبتلا ہوا ہے۔ پھر کبھی وہ گناہ نہ کرے۔ تو اس ہر دفعہ گناہ سے رُکنا اس کے شہوت میں مبتلا ہونے کا کفارہ ہوگا۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی المشہور ابن الحاج (متوفی ۷۳۷ھ) شہوتِ بطن کے کفارے کے متعلق لکھتے ہیں:

شہر ''فاس'' کا رہنے والا ایک تاجر اپنے گھر میں ڈھیر سارا کھانا پکاتا اور فقراء کو بُلا کر ان کے ہاتھ دھلاتا اور انہیں کھانا کھلاتا تھا۔ جب وہ کھانا کھا لیتے تھے تو پھر خود کھانا کھاتا تھا اور پھر چاندی کی کوئی چیز خیرات کرتا تھا۔ ایک دن فقراء نے پوچھا: آپ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک کیوں نہیں ہوتے؟ تو اُس نے جواب دیا:

اِشتهَتْ نفسي هذاالطعام فجعلتُ كفارة شهوتها أَن تأكلوهُ قَبلِي (۵۴۶)

ترجمہ: میرے نفس نے اس کھانے کی شدید خواہش کا اظہار کیا تو میں نے اپنے نفس کی اس (شہوت) شدید خواہش کا کفارہ ادا کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ تم یہ کھانا مجھ سے پہلے کھاؤ۔

نفس کی آرزوؤں، خواہشوں، تمناؤں، طلب، تڑپ، بے چینی و اضطراب، حسد، حرص، ہوس اور بُرے ارادوں کو دبائے بغیر چارہ نہیں ہے اور اس کا طریقہ توبہ و مخالفت نفس ہے۔ جو شہوتِ نفس کا کفارہ ہے۔

۱۷۔ کفارۂ شرک:

تعریف:

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا، اللہ کے لیے اولاد ثابت کرنا، اللہ کو کسی کی اولاد سمجھنا اور اللہ کے ارادوں، قدرت اور مرضی و منشاء میں کسی اور کو برابر سمجھنا ''شرک'' کہلاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔(۵۴۷)

ترجمہ: بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَھْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ o ۔(۵۴۸)

ترجمہ: سنو! اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اُسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔

گویا انسان جب تک توحید الٰہی پر قائم رہتا ہے۔ امن، سلامتی، حفاظت، طہارت، پاکیزگی، بلندی اور عظمت کے مرتبے پر فائز رہتا ہے اور شرک کرتے ہی پستی، گندگی اور کیچڑ میں گر جاتا ہے۔ جو بندے کی ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ بندے کا اپنے نفس پر ظلم ہے اور ظلم سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

اِیَّاکُمْ وَالظُّلْمَ، فَاِنَّہُ ظُلُمَاتٌ یومَ الْقِیٰمَۃِ۔(۵۴۹)

ترجمہ: خبردار! ظلم سے بچو! بے شک ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ایک اندھیرا ہے۔

شرک کا کفارہ:

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لاَ یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰیٓ اِثْماً عَظِیْماً ۔(۵۵۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اِس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔

گویا ''شرک'' ایسا گناہ ہے جس کی معافی نہیں ہے۔ بس اس کا ایک ہی علاج ہے کہ توحید کا اقرار کرلیا جاہے چنانچہ الشیخ تقی الدین لکھتے ہیں:

كَـفَّـارَةُ الشِّـرْكِ التَّوحِيدُ وَالْحَسَنَاتُ يُذْهِبْنَ السَّيِّاتِ۔(۵۵۱)

ترجمہ: شرک کا کفارہ توحید ہے اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَ خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ، اَلشِّرْكُ بِا اللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بغَيْرِ حق اَو نَهبُ المؤمن او الفراريوم الزحف اَويمينٌ صَابِرَةٌ يَقْتَطِعُ بها مالاً بغيرِ حقٍّ۔(۵۵۲)

ترجمہ: اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا کفارہ نہیں ہوتا۔ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، یا مؤمن کو لوٹنا یا اغوا کرنا یا جنگ میں پیش قدمی کے وقت فرار ہوجانا یا جھوٹی قسم سے کسی کا ناحق مال غصب کرلینا۔

۱۸۔ کفارۂ ''یثرب'':

نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے سے پہلے یہاں کی آب و ہوا نہایت نامناسب اور یہاں کی سرزمین باعث اذیت و تکلیف تھی۔ ہر طرف خارزار، ویرانہ، ہلاکت، فساد، ملامت، سرزنش اور اُمراض کا قبضہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحابۂ کرام یہاں آئے تو انہیں صحت کے گوناں گوں مسائل سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اِسی لیے لوگ اِسے ''یثرب'' کہا کرتے تھے۔ یعنی آفتوں اور بلاؤں کی سرزمین ۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یثرب ایک بُت کا نام تھا یا کسی ظالم و جابر بندے کا نام تھا۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اُصحاب یہاں قدم رنجہ ہوئے تو اُس شہر بے اَماں کی فضا خوشگوار، پُر بہار، موزوں اور شاداب ہوگئی اور نبی ﷺ نے اس کا

نام ''مدینہ'' رکھ دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

اُمِـرْتُ بِقَـرْيَةٍ تَـأكُـلُ القُـرىٰ، يقولون: يَثْـرِبُ، وهِـيَ الـمَدِيْـنَةُ، تَـنْـفِـي الـنّـاسَ كَـمـا يَـنْفِي الكِيْـرُ خَبَـثَ الْحَدِيْدَ۔(۵۵۳)

ترجمہ: مجھے ایک ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم دیا گی ہے جو بالآخر تمام بستیوں پر غالب آ جائے گی۔ لوگ اُسے یثرب کہتے ہیں جبکہ وہ مدینہ ہے۔ جو لوگوں کو (اشرار، ظالم، فسادی چھانٹ کر) صاف ستھرا کردے گی۔ جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کردیتی ہے۔

عـن جـابر رضی اللّٰہ عنه قال : سمعتُ رسولَ اللّٰہ ﷺ يقولُ : اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ سمّی المدینة طَابَةً۔(۵۵۴)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام ''طابہ'' رکھا ہے۔(خوشبو، راحت، پاکیزگی)

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کا حکم:

مدینہ طیبہ کے ایک روایت کے مطابق (۹۴) چورانوے نام ہیں۔ مگر مدینہ منورہ کو یثرب کہنا منع ہے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد حکی عیسیٰ بن دینار ان من سماها یثرب کتب علیه حـطیـئة و امـا تـسـمتهـا فـی الـقرآن فهی حکـایة قول المنافقین الذین فی قلوبهم مرضٌ۔(۵۵۵)

ترجمہ: عیسیٰ بن دینار سے حکایت کی گئی ہے کہ جس نے مدینہ کا نام یثرب رکھا یعنی اِس نام سے پکارا تو وہ گنہگار ہوگا۔ جہاں تک

قرآن میں یثرب کے ذکر کی بات ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ منافقین کے قول کی حکایت ہے کہ جن کے دِلوں میں بیماری ہے۔

اُسلاف کرام نے تو مدینہ طیبہ کی عظمت کے پیشِ نظر اِسے یثرب کہنا حرام کہا ہے۔ چنانچہ ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قد حکیٰ عن بعض السلف تحریم تسمیة المدینة یثرب۔(۵۵۶)

ترجمہ: بعض اُسلاف سے روایت کیا گی ہے کہ مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا حرام ہے۔

مدینہ کو ''یثرب'' کہنے کا کفارہ:

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اپنے شیخ علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ: مدینہ کو یثرب اس لیے کہا جاتا تھا کہ جو شخص بھی مدینہ جاتا وہ بیمار ہوجاتا اور لوگ اُسے ملامت کرتے کہ تو وہاں کیوں گیا تھا کہ اب بیمار ہوگیا ہے! رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد جو جگہ دارالوباء تھی وہ دارالشفاء بن گئی۔ پہلے وہاں صحتمند جاتے تو بیمار ہوجاتے تھے اب بیمار جاتے ہیں تو صحتمند ہوجاتے ہیں۔ پہلے لوگ مدینہ جانے والوں پر ملامت کرتے تھے اب اگر کوئی حج کے لیے جائے اور مدینہ نہ جائے تو لوگ ملامت کرتے ہیں!(۵۵۷)

چونکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے مدینہ طیبہ کا نام بدل دیا ہے لہٰذا اب جو بھی مدینہ طیبہ کو ''یثرب'' کہے گا، وہ اگر منافق ہے تو اپنے نفاق کا اظہار کرے گا۔ اگر مسلمان ہے تو فوراً توبہ واستغفار کرے گا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن البراءِ قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ مَنْ سَمّی الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَ فلیستغفر اللّٰہ عزوجل، ھی طَابَةُ ھِیَ طَابَةُ۔(۵۵۸)

ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے مدینہ کو یثرب کہا تو وہ اللہ سے بخشش مانگے کیونکہ وہ طابہ ہے، وہ طابہ ہے۔

امام ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں:

عن عثمان بن حفص عن اسماعیل بن محمد بن سعید عن أبیه عن جدّہ عن النبی ﷺ من قال یثرب مرة فلیَقُل المدینة عشرا۔(۵۵۹)

ترجمہ: روایت کیا ہے عثمان بن حفص سے، انہوں نے اسماعیل بن محمد سے، انہوں نے سعید سے، انہوں نے اپنے باپ اور داد سے جنہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک مرتبہ یثرب کہے (مدینہ کو) تو اُسے چاہیے کہ دس مرتبہ مدینہ کہے۔

گویا ایک مرتبہ کسی نے مدینہ کو یثرب کہا تو دس بار مدینہ، مدینہ پکارنے سے قلب ونظر کی صفائی ہوگی۔ گویا ایک بار یثرب کہنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس بار مدینہ، مدینہ کہے اور اپنے گناہ کی تلافی کرے۔

چنانچہ شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

وبعضے گفتہ اندکہ تعزیر باید کرد قائل آں را۔(۵۶۰)

ترجمہ: اور بعض علماء کہتے کہ (مدینہ کو یثرب) کہنے والے کو تعزیر دی جائے۔ یعنی کوڑے، قید یا کوئی اور مشقت اور سزا۔

گویا مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے کا کفارہ توبہ واستغفار کرنا، دس بار مدینہ، مدینہ کہنا اور حاکم کی طرف سے تعزیر یعنی سزا ہے۔ حالات کے پیش نظر تینوں پر عمل یا کسی ایک پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

۱۹۔ کفارۂ تجارت:

تجارت کا مفہوم:

تجارت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں اشیاء و اُجناس کا باہمی لین دین، یا اجناس اور خدمات کا رضا کارانہ تبادلہ۔(۵۶۱)

چنانچہ السید الشریف ابو الحسن علی بن محمد بن علی الحسینی الجرجانی الحنفی (متوفی ۸۱۶ھ) تجارت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلتِّجارَۃُ عِبَارَۃٌ عَنْ شراءِ شیءٍ لبیع بِالتربُحِ۔(۵۶۲)

ترجمہ: تجارت، کوئی شئی منافع کے ساتھ بیچنے کے لیے خریدنے سے عبارت ہے۔

تجارت کی اصل شکل تبادلۂ اُجناس تھی۔ جس میں اُجناس اور خدمات کا براہِ راست یا بلا واسطہ تبادلہ کیا جاتا تھا۔ جدید تاجر عموماً تبادلۂ اُجناس کی بجائے تجارت کا ایک وسیلہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً پیسہ! نتیجتاً، خریداری کو فروخت یا منافع سے تفریق کیا جاسکتا ہے۔ پیسے کی ایجاد نے تجارت کو سادہ اور غیر پیچیدہ بنادیا ہے اور اس کو ترقی سے نوازا ہے۔(۵۶۳)

تجارت کا حکم:

تجارت میں نقد رقم اور کسی چیز کا باہمی تبادلہ ہوتا ہے اور اس میں نفع و نقصان کا احتمال بھی رہتا ہے جبکہ سود میں یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں لیکن تجارت کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِی یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا، وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔(۵۶۴)

ترجمہ: سود خور لوگ نہ کھڑے ہونگے مگر اس طرح، جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھوکر خبطی بنادے۔ یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام۔

تجارت کا کفارہ:

اگرچہ تجارت حلال ہے مگر اِس میں بھی بعض دفعہ چیز بیچنے کے لیے جھوٹی سچی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ بے جا اور فضول باتیں ہوجاتی ہیں۔ عیب والی اشیاء بیچ دی جاتی ہیں۔ غیر دانستہ طور پر ناپ تول میں کمی یا بھولے سے کوالٹی اور کوانٹٹی (معیار اور مقدار) میں فرق آ جاتا ہے۔ اگر یہ سب بھول چوک سے غیر ارادی طور پر ہوا ہے تو صدقہ کرنا اِس کا کفارہ ہوجائے گا۔

چنانچہ رسولُ اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

يَا مَعْشَرَ التُّجّارِ اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلِفُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ۔(۵۶۵)

ترجمہ: اے سوداگرو! بیع میں لغو اور بے فائدہ باتیں بھی ہوجاتی ہیں اور قسم بھی کھائی جاتی ہے۔ تو اس (تجارت) کو صدقہ کے ساتھ مزین و آراستہ کرلیا کرو۔ (تجارت کے ساتھ صدقہ ملالیا کرو)

گویا تاجروں کے لئے صدقہ کرنا اُن کی تجارت کی زینت اور کاروبار کا سُہاگ ہے اور غیر دانستہ طور پر سرزد ہوجانے والی کوتاہیوں کا کفارہ بھی ہے۔ اِس حدیث میں صدقہ، کفارہ ہی کے معنی میں اِستعمال ہوا ہے۔ گویا تجارت کا کفارہ صدقہ کرنا ہے۔

۲۰۔ کفارۂ ترکِ جمعۃ المبارک:

جمعہ کی لغوی تفہیم:

''جمعہ''، ہفتہ کا ساتواں دن ہے۔اس کی جمع (جُمَعٌ اور جُمُعَاتٌ) آتی ہے۔

اَلْجُمُعَةُ: ہفتہ کے لیے بھی بولا جاتا ہے جو کہ سات دنوں پر مشتمل ہوتا ہے۔جیسا کہ کہا جاتا ہے:

اِسْتَاجَرَ الْاَجِیْرُ مُجَامَعَةً۔

ترجمہ: اُس نے مزدور کو ہفتہ واری اُجرت پہ رکھا۔

اسی وزن پر مشاہرہ کا لفظ بھی آتا ہے جس کا معنی ہے ''ماہانہ اجرت''۔(۵٦٦)

جمعہ کی اِصطلاحی تفہیم:

الجمعۃ اسم صفت ہے۔جس کے معنی ہیں جمع ہونا یا جمع کرنا۔ اِس دن قریش کے لوگ دارالندوہ میں جمع ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے جدامجد ''قصی'' کی باتیں سنتے تھے۔ جو وہ نبی ﷺ کے بعثت کے متعلق بیان کرتے تھے۔لوگ اِس دن کو عُروبہ کہنے لگے تھے۔ پھر حضرت کعب بن لوئی نے اس دن کے اصل نام جمعہ کو رواج دیا۔(۵٦۷)

جمعہ کا حکم:

اِسلام میں نماز جمعہ ہر مسلم، عاقل، بالغ، مقیم اور عُذر سے خالی کے لیے فرضِ عین ہے۔ جو عذر کی وجہ سے نہ پڑھ سکے اُس پر ظہر کی نماز پڑھنا فرض ہے۔ اِس پر سب کا اتفاق ہے۔(۵٦۸)

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

یـا ایُّهـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـوا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلاۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَة فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔(۵٦۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف فوراً آ جاؤ اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

واعلموأن اللّٰہ تعالٰی فرض علیکم الجمعة فی یومی ھذا فی شھری ھذا فی مقامی ھذا فریضة واجبة فی حیاتی و بعد مماتی اِلٰی یوم القیامة۔(۵۷۰)

ترجمہ: خبردار! جان لو: اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے آج کے دن میں، میرے اِس شہر میں اور اِس مقام پر یہ فریضہ جس کی ادائیگی ضروری ہے۔ میری زندگی میں اور میری موت کے بعد بھی، قیامت تک۔

چنانچہ نبی ﷺ سے آج تک جمعہ کی فرضیت پر اُمت کا اجماع ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے لوگوں کو خط لکھا تھا:

أن جمعوا حیثما کنتم۔(۵۷۱)

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ہو۔ جمعہ قائم کرو۔

یہ حکم عام ہے لہٰذا سمندر اور فضا میں سفر کرنے والوں کو بھی شامل ہے۔ صحابہ کے آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

ترکِ جمعہ پر وعید:

ترکِ جمعہ پر بے شمار وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَیَنتَھِیَنَّ أَقْوامٌ عَنْ وَدُعِھِم الجمعات، او لیَخْتمنّ اللّٰہ عَلٰی قلوبھم ثمّ لیکوننَّ مِنَ الغافِلیْنَ۔(۵۷۲)

ترجمہ: لوگ! ترکِ جمعہ کے عمل سے باز آ جائیں، ورنہ! اللہ تعالیٰ اُن کے دِلوں پرمُہر لگادے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔

عن ابی الجعدالضمری قال ، قال رسول الله ﷺ: من ترک الجمعة من غیر عذر فهومنافق۔(۵۷۳)

ترجمہ: حضرت ابو جعد الضمر ی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کیا وہ منافق ہے۔

چنانچہ حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ اِلی لَاَجِدُ صفة المنافقین فی کتاب اللّٰه عزوجل: شرابین المقهوات تراکین للصلوٰت، لعّابین بالکعبات، رقادین عن العتمات، مفرطین فی الغدرات و تراکین للجمعات۔(۵۷۴)

ترجمہ: اللہ کی قسم میں نے اللہ کی مقدس کتاب میں منافقین کی مندرجہ ذیل صفات پائی ہیں کہ وہ قھوہ، کافی اورشراب وغیرہ پینے والے ہیں۔فرض نمازیں جان بوجھ کرچھوڑنے والے ہیں۔ دوشیزاؤں کے ساتھ مذاق کرتے اورتفریح لیتے ہیں۔ نابالغ وکم عقل بچوں کے ساتھ ہم بستر ہوتے ہیں۔ دھوکہ بازی وفریب میں ایک دوسرے سے آگے دوڑتے ہیں اور مسلسل نماز جمعہ ترک کرنے والے ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ کا اِرشادِ عالی ہے:

فَمَنْ ترکها عن غیر عذر تهاوُناً وَ استِخْفَافاً وَله اِمام

جائِرٌ أوعادلٌ ألا فلا بارک اللّٰہ له، ألا فلا صوم له ألا فلا حج لہ اِلاّ أن یتوب فمن تاب اللّٰہ علیه۔(۵۷۵)

ترجمہ: تو جس نے اُسے (جمعہ کو) ترک کیا بغیر کسی عذر کے، جان بوجھ کر، ہلکا سمجھتے ہوئے اور اُس کا حاکم یا امام متقی اور صالح ہے۔ خبردار! تو اللہ اُسے برکت نہیں دے گا۔ اللہ اُن کے بکھرے کاموں کو جمع نہیں کرے گا۔ خبردار: اس کی نماز قبول نہیں۔ خبردار! خبردار! اُس کی زکوٰۃ کا کوئی فائدہ نہیں۔ خبردار! اُس کا روزہ بھی قبول نہیں ہوگا۔ خبردار! اُس کا حج بھی قبول نہیں! ہاں، اگر وہ توبہ کرلے تو جو شخص توبہ کرلیتا ہے اللہ اُس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

۲۔ قال رسولُ اللّٰہ ﷺ : من ترک ثلاثُ جُمعٍ تھاونا بھاطبع اللّٰہ علٰی قلبہ۔(۵۷۶)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تین جمعۃ المبارک جان بوجھ کر چھوڑ دیئے اللہ اُس کے دل پر مُہر لگا دے گا۔

۳۔ وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما أنه قال: من ترک اَربع جمع متوالیات من غیر عذرٍ فقد نبذ الاسلام وراءَ ظھرہٖ۔(۵۷۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مسلسل چار جمعۃ المبارک بغیر عذر کے ترک کیے تو اُس نے اِسلام کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔

۴۔ اِنّما اَخَافُ علیٰ اُمّتی الکتابَ وَاللَّبنَ. قیل یارسولَ اللّٰهِ : مَابالُ الکتابَ؟ قال : یُعَلِّمُهُ المنافقُوْنَ ثمّ یُجادِلُونَ بِهٖ وَالَّذِیْنَ آمنوا. فقیل: ما بالُ الَّبنَ؟ قال: اُناسٌ یُحِبُّونَ اللَّبنَ فَیَخْرجُونَ مِنَ الجَمَاعَاتِ وَیَتْرُکُونَ الْجُمُعَاتِ۔(۵۷۸)

ترجمہ: میں اپنی امّت سے کتاب(قرآن) اورلبن(اونٹنیوں) سے پیدا ہونے والے فتنوں کی وجہ سے ڈرتا ہوں۔عرض کیا گیا : یارسول اللہ ﷺ! کتاب کی وجہ سے ڈرنے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: منافق لوگ کتاب (قرآن) سیکھیں گے پھر اُس کے ذریعے سچے مومنوں سے لڑیں گے عرض کیا گیا: لبن(اونٹنیوں) کی وجہ سے ڈرنے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: لوگ دودھ پینے اور اونٹنیاں پالنے کے چکر میں باجماعت نمازوں سے غیر حاضر ہوجائیں گے اور جمعۃ المبارک ترک کرنے لگیں گے۔

آج ہم اُس مخبر صادق ﷺ کی خبر کی سچائی دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اسلاف کرام، صحابہ کرام، اولیاء کرام، مشائخ عظام اور علماء حق پر طعن کرتے ہیں ۔ انہیں گمراہ کہتے ہیں اور روزی ، روٹی کی خاطر نمازیں ضائع کرتے اور جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماعات سے غیر حاضر رہنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی لالچ ، حرص اور ہوس سے بچائے(آمین)

ترکِ جمعۃ المبارک کا کفارہ:

کسی مسلمان کا مسلسل جمعۃ المبارک کو ترک کرنا اُسے گنہگار بنا دیتا ہے۔توبہ کے علاوہ اس کوتاہی پر کفارہ بھی واجب ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۱۔ مَن تَرَک الجمعة من غیرعذرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِینارٍ فانْ لَمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دینارٍ۔(۵۷۹)

ترجمہ: جس شخص نے بغیر عذر کے جمعہ ترک کیا تو اُس پر لازم ہے کہ ایک دینار صدقہ کرے۔تو جس کے پاس ایک دینار نہ ہوتو وہ آدھا دینا صدقہ کرے۔(ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کے برابر ہوتا ہے)

۲۔ عن قدامة بن وَبْرَة قال: قال رسولُ اللّٰه : مَنْ فاتَتْهُ الجمعة من غیر عذرٍ فلیتصدق بدرهمٍ أو نصف درهم او صاع حِنْطَةٍ اَو نصف صاعٍ۔(۵۸۰)

ترجمہ: حضرت قدامہ بن وبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا جمعۃ المبارک بغیر کسی عذر کے فوت ہوجائے تو اُسے چاہیے کہ وہ ایک درھم صدقہ کرے یا نصف درہم یا ایک صاع (سوا دوکلو) گندم یا نصف صاع گندم صدقہ کرے۔(درہم ساڑھے چار ماشے چاندی کے برابر ہوتا ہے)

۳۔ مَن ترک الجمعة من غیرِ عذر لم یکن له کفارة دون یوم القیامة۔(۵۸۱)

ترجمہ: جس شخص نے بغیر عذر کے جمعہ ترک کیا اُس کا کفارہ یوم قیامت ہی میں ہوگا۔

اِن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دینار، آدھا دینار، ایک درہم، آدھا درہم، سوا دوکلو گندم یا ایک کلو اور ۱۲۵ گرام گندم صدقہ کردینا ترکِ جمعہ کا کفارہ ہے۔مگر آخری حدیث میں ہے کہ بغیر عذر کے ترکِ جمعہ کرنے والے کا کفارہ دنیا میں نہیں آخرت میں ہی فیصلہ ہوگا گویا اللہ سخت ناراض ہوتا ہے۔

اِن احادیث میں تطبیق یوں دی جاسکتی ہے کہ بغیر عذر کے ترکِ جمعہ کرنے والا کفارہ ادا کرے تاکہ غفلت و تاخیر کی سزا بھگتے اور توبہ و قضا کرے یعنی جمعہ کی جگہ اب ظہر کی نماز پڑھے تاکہ آخرت کے مواخذے سے بچ سکے۔

۲۱۔ کفارۂ وطی بالحائض:

عورت کے بالغ ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رحم سے خون جاری ہونا بھی ہے۔ جو عورت کی بلوغت سے ہر ماہ جاری ہوتا رہتا ہے۔ اِسے حیض کہتے ہیں۔ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ جاری رہنے والا خون استحاضہ کہلاتا ہے (بیماری کا ہے) چنانچہ امام ابو بکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) لکھتے ہیں:

وھو أن یکون فی أوانہ یمتد مدۃ مخصوصۃ أی لا یزید علی العشر، ولا ینقص عن الثلاث۔(۵۸۲)

ترجمہ: اور یہ (حیض) مختلف حالات و اوقات میں ایام مخصوص میں جاری ہوتا ہے یعنی دس دن سے زیادہ اور تین دن سے کم نہیں ہوتا ہے۔

حیض کے دنوں میں عورت کو نماز معاف ہے۔ تلاوت کرنا، اعتکاف بیٹھنا اور روزے رکھنا ممنوع ہے۔ البتہ روزے بعد میں قضا کرے گی۔ ان ایام میں مرد کو اپنی بیوی سے جماع کرنا منع ہے۔ البتہ بوس و کنار اور ایک ہی بستر پہ لیٹنا یا سونا جائز ہے۔ عورت اِن ایام میں کھانا پکانا سمیت گھر کا ہر کام کرسکتی ہے۔ چونکہ یہودی ان ایام میں عورت کو نجس اور پلید سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا بھی جائز نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے اِس مسئلہ کے متعلق سوال کیا تو جواب میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی:

یَسْئَلُونَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ط قُلْ ھُوَ اَذیً فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءِ

فِی الْمَحِیْضِ ط وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰی یَطْھُرْنَ ط فَاِذَا تَطَھَّرْنَ فَأْتُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہ ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ o۔(۵۸۳)

ترجمہ: اور آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے۔ حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں اُن کے قریب نہ جاؤ۔ ہاں جب وہ پاک ہوجائیں تو اُن کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے۔ اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں جماع سے منع کیا گیا ہے باقی اِس کے علاوہ تمام اُمور جائز ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے جب صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے اپنی حائضہ عورت کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِصنعوا کُلَّ شیٔ اِلَّا النِّکاحَ۔(۵۸۴)

ترجمہ: سوائے جماع کے جو چاہو کرو!

وطی بالحائض پر وعید:

اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ جس پر شدید وعید نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے:

عن أبی ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال: مَنْ اَتٰی حائضاً أو اِمرأ ۃً فی دُبرِھا أو کاھناً فقد کَفرَ بما أُنزل علی محمد ﷺ۔(۵۸۵)

ترجمہ: جو شخص حائضہ عورت کے ساتھ جماع یا اپنی بیوی کے ساتھ قوم لوط والا عمل یا کسی نجومی کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے تو اُس نے گویا اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے۔ (قرآن)

اس کا مطلب ہے کہ اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرنے والا قرآن کا اور وحی کا منکر ہے اور قران و وحی کا منکر کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وہ کافر ہے۔

کفارہ:

حائضہ سے جماع کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ جس پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ اُس پر کفارہ ہے یا نہیں! تو اس میں دو قول ہیں۔ پہلے قول کے مطابق حائضہ سے جماع کرنے پر کفارہ بھی لازم ہے۔ چنانچہ امام احمد و اسحٰق اور بعض اہل علم کفارہ کے قائل ہیں۔ جو مندرجہ ذیل روایات سے استدلال کرتے ہیں:

۱۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما عن النبی ﷺ فی الذی یأتی امرأتہ و ھی حائض؟ قال. یتصدق بدینار او بنصف دینار۔(۵۸۶)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اُس شخص کے بارے میں جس نے اپنی حائضہ بیوی سے جماع کیا، تو فرمایا: وہ دینار یا آدھا دینار صدقہ کرے۔

اس حدیث کی وضاحت دوسری حدیث سے ہو رہی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما عن النبی ﷺ قال : اِذا کَانَ دَماً اَحْمَرَ فَدِیْنَارٌ وَ اِذا کانَ دَماً أ صُفَرَ فَنِصُفُ دِیُنَارٍ۔(۵۸۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جب حیض کا خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر حیض کا خون پیلا زرد ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے۔

اس طرح کی دیگر کئی روایات سے کفارے کے ثبوت کا پتا چلتا ہے۔ لیکن تابعین میں سے حضرت سعید ابن جبیر، ابراہیم النخعی، امام شافعی رحمھم اللہ تعالیٰ اور جمہور علماء کا مؤقف ہے کہ حائضہ سے جماع کرنے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ البتہ توبہ و استغفار کرنا چاہیے کیونکہ مندرجہ بالا احادیث موقوف ہیں۔ مرفوع نہیں ہیں جبکہ ان علماء کا مستدل مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

۱۔ **عن عبدالرحمن بن القاسم عن أبيه: أنه سئل عن الذى يأتى امرأته وهى حائض قال: يعتذر الى اللّٰه ويتوب الى اللّٰهِ۔(۵۸۸)**

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے اُن سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی حائضہ بیوی سے جماع کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے سامنے اپنے عذر پیش کرے اور اللہ سے توبہ کرے۔

۲۔ **أخبرنا عبدالرزاق قال : أخبرنا محمد بن راشد قال : سمعت مُكحولاً يسأل عن الرجل يأتى امرأته حائضاً قال: يستغفر اللّٰه ويتوب۔(۵۸۹)**

ترجمہ: ہمیں عبدالرزاق نے بتایا: فرماتے ہیں کہ ہمیں محمد بن راشد نے بتایا ہے۔ فرمایا میں نے حضرت مکحول کو سُنا ہے اُن سے جب ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی حائضہ بیوی سے جماع کیا تھا تو فرمایا: وہ اللہ سے بخشش مانگے اور توبہ کرے۔

چنانچہ امام حافظ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

فلو كان اتيان الحائض كفراً لم يُؤْ مَرُفِيهِ بالكفّارة۔(۵۹۰)

ترجمہ: اگرچہ حائضہ سے جماع کرنا کُفر ہے مگر اِس میں کفارہ کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

اور حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول کچھ اس طرح سے ہے:

قال ابن المبارک يستغفر ربه و لا كفارة عليه۔(۵۹۱)

ترجمہ: ابن مبارک نے فرمایا: وہ آدمی بخشش طلب کرے اپنے رب سے اور اُس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

جانبین کے دلائل کے بعد یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ دورانِ حیض بیوی سے جماع کرنا حرام ہے۔جس پر توبہ و استغفار کرنا لازم ہے جبکہ کم از کم آدھا دینار صدقہ کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ علامہ شیخ نظام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فاِن جامعها وهو عالم بالّحريم فلَيُسَ عَلَيُه اِلَّا التَّوبَةُ وَالاِستغفارُ و يَستَحَبُّ أنُ يتصَدَّقَ بِدِينارٍ أو نصفِ دينارٍ كذافى محيط السَّرَ خُسِىّ۔(۵۹۲)

ترجمہ: تو اگر کوئی آدمی حائضہ سے جماع کرلے اور اِس عمل کا حرام ہونا بھی جانتا ہوتو سوائے توبہ واستغفار کے اُس پر کچھ نہیں ہے۔البتہ ایک دینار یا آدھا دینار (بطور کفارہ) ادا کردینا مستحب ہے۔ جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے۔

نوٹ: ایک دینار موجودہ پیمانے کے لحاظ سے ساڑھے تین ماشے (3.5) سونا بنتا ہے۔

لیکن امام محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت ”**يتصَدَّقَ بِدِينارٍ أو نصفِ دينارٍ**“ کے بعد لکھتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ يَدُلُّ عَلٰى وُجُوبِ الْكَفَّارَةِ عَلٰى من وَطِئَ امرأته وَ هِيَ حائِضٌ۔(۵۹۳)

ترجمہ: اور یہ حدیث وجوب کفارہ پر دلالت کرتی اُس شخص کے حق میں جس نے اپنی حائضہ بیوی سے جماع کیا ہو۔

معلوم ہوا کہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حائضہ عورت سے جماع کرنے والے پر کفارہ واجب ہے۔موجودہ حالات و واقعات اورعوام کی دین سے دوری اوراس معاملے میں بداحتیاطی کی وجہ سے علماءحق کواسی قول پرفتویٰ دینا چاہیے۔

۲۲۔ كفّارة البُزَّاقِ فِي الْمَسْجِدِ:

(مسجد میں تھوکنے کا کفارہ)

بزُاق کی تفہیم:

''البزاق'' کے معنی تھوکنا ہے۔چاہے یہ تھوکنا مسجد میں ہو یا غیرمسجد میں اور حدیث شریف میں اس کے لیے ''اَلتَّفْلُ'' اور ''اَلْبُصَاقُ'' کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں جبکہ ''اَلنُّخَاعَةُ'' کے معنی ہوتے ہیں ''ناک کی رینٹھ''۔مثلاً

۱۔ البزاقُ في المسجد خطيئةٌ و كفارتها دفنها۔(۵۹۴)

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا گناہ ہےاوراس کا کفارہ اُسے دفن کرنا ہے۔

۲۔ التفل في المسجد خطِيئةٌ و كفارته أن تواريه۔(۵۹۵)

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا خطا ہےاوراس کا کفارہ اُسے چھپا دینا ہے۔

۳۔ البصاق في المسجد خطيئة و كفارتها دفنها۔(۵۹۶)

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا غلطی ہےاوراس کا کفارہ اُسے زمین میں دبا دینا ہے۔

۴۔ من دخل هذاالمسجد فبزق فيه أوتنخم فليحفر فليدفنه فان لم يفعل فليبزق في ثوبه ثم ليخرج به۔(۵۹۷)

ترجمہ: جو کوئی اس مسجد میں داخل ہوا اُس تھوکا یا رینٹھ چھینکی تو گڑھا کھودے اور اُسے اُس میں دبادے اگر یہ نہیں کرسکتا تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور پھر باہر لیجائے۔

حُکمِ اِمتناع:

اگرچہ تھوک اور ناک کی رینٹھ شرعاً پاک ہے۔ ان کے کپڑوں یا بدن پر لگنے سے نماز، تلاوت یا کسی اور عبادت میں خلل نہیں پڑتا۔ مگر ان میں ایک گوناں کراہت پائی جاتی ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے مسجد میں، راستے میں، اپنے سامنے، دائیں طرف اور قبلہ کی سمت میں تھوکنے کو گناہ قرار دیتے ہوئے منع فرمایاہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے:

عن انس رضی اللّٰه عنه قال، ان النبیّ ﷺ رَایٰ نُخَامَةً فِی الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذالِک عَلَیْه، حتّٰی رُئِیَ فِی وَجْهِهٖ، فقَامَ فَحَکَّهُ بِیَدِهٖ، فقال: اِنّ احدَکم اِذاقَامَ فِی صَلاَتِهٖ، فَاِنَّهُ یُنَاجِی رَبَّهُ اَوْ اِنَّ رَبَّهُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ، فَلاَ یَبْرُقَنَّ اَحدُکُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ، وَلٰکِنْ عن یَسَارِهٖ اَوْتَحْتَ قَدَمَیْهِ. ثُمَّ اَخَذَطَرَفَ رِدَائِهٖ، فَبَصَقَ فِیْهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰی بَعْضٍ، فقال: "اَوْیَفْعَل هکذا"۔(۵۹۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسجد کے اندر) قبلہ کی سمت میں ناک کی رینٹھ لگی ہوئی ملاحظہ فرمائی۔ آپ ﷺ کو یہ بات نہایت گراں گذری یہاں تک کہ یہ ناگواری آپ ﷺ کے چہرہ اقدس سے دیکھی گئی۔ تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اُسے کھرچ ڈالا اور ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے

رب سے مناجات کررہا ہوتا ہے (راوی کہتے ہیں) یا (یہ فرمایا) کہ اُس کا رب اُس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے، تو کوئی بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے، ہاں اپنی بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے (تھوک لیا کرے) پھر آپ ﷺ اپنی چادر کا پلو پکڑا اور اُس میں تھوکا پھر چادر کے پلو کو لپیٹا اور فرمایا: یا اِس طرح کرے (یعنی مسجد میں چادر پر تھوک کر باہر لے جائے)

چنانچہ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی (متوفی ۲۷۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ بالا حدیث کے بعد یہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں:

ثـمّ قـال : أرونی عبیراً ، فقامَ فتیً الْحَیِّ، یَشْتَدُّاِلٰی أَھْلِہٖ، فـجـآءَ بِخُلوُقٍ فِی رَاحَتِہٖ فَاَخَذَہُ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ فَجعَلَہُ عَـلٰـی رَأْسِ الْـعُـرُجُـونِ ثُمَّ لَطَخَ بِہٖ عَلٰی اَثَرِ النُّخامَۃِ، قالَ جَـابِـرٌ: فَـمِـنْ ھُـنَـاکَ جَـعَـلْـتُـمُ الـخُلُوقَ فِی مَسَـاجِدِ کُمْ۔(۵۹۹)

ترجمہ: پھر فرمایا: مجھے عبیر (خوشبو) دکھاؤ۔ تو محلے کا ایک نوجوان اُٹھا اور تیزی سے اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی ہتھیلی پر خوشبو لے کر آیا۔ رسول کریم ﷺ نے اُس خوشبو کو لیا اور اُسے اپنی چھڑی کے سرے پر لگایا اور پھر اُس کے ساتھ اُسے رینٹھ (ناک) والی جگہ پر اچھے طریقے سے مَلا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس اِسی وجہ سے تم اپنی مساجد میں خوشبو لگاتے ہو۔

وعید:

نبی ﷺ نے مسجد میں تھوکنے کو بُرے اَعمال میں سب سے زیادہ بُرا عمل قرار

دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن أبی ذرٍّ، عن النّبی ﷺ قال : عُرِضتُ عَلَیَّ أَعمالُ أُمَّتِی، حَسَنُھَاوَسَیّئُھَا، فَوَجَدتُ فِی مَحَاسِنِ أَعمالِھَا الاَذیٰ یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقَ، وَوَجَدتُّ فِی مَساوی أَعمَالِھَا النُّخَاعَةَ تکونُ فِی المسجِدِ لا تُدفَنُ۔(۶۰۰)

ترجمہ: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری اُمت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ جس میں اچھے اعمال بھی ہیں اور بُرے بھی۔ مگر اُن کے اچھے اعمال میں سب سے اچھا عمل مجھے راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا لگتا ہے اور بُرے اعمال میں سب سے بُرا عمل رینٹھ/تھوک جو کہ مسجد میں پھینکا جائے اور دفن نہ کیا جائے لگتا ہے۔

آج کل چونکہ مساجد میں ریت یا مٹی ناپید ہے لہٰذا آداب مسجد میں سے ہے کہ مسجد میں نہ تھوکا جائے اور اگر کسی کو تھوکنا ضروری ہو تو اپنے رومال یا چادر کے پلّو میں تھوک کر باہر لے جائے۔ آج کل اس کے لیے ٹشو پیپر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے تاکہ مسجد کو پاک صاف، خوشبودار اور نمازیوں کے لیے خوشگوار رکھا جاسکے۔ البتہ مسجد سے باہر تھوکنے میں ان آداب کا خیال رکھنا چاہیے کہ اپنے سامنے، دائیں طرف، قبلہ کی طرف اور کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نہ تھوکے بلکہ اپنے قدموں کے نیچے یا بائیں جانب منہ کر کے تھوکے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

وھذا فِی غیر المسجد وأما المصلی فی المسجد فلا یبزق الاّ فی ثوبه وھو دلیل علی ما ھو اِجماعاً۔(۶۰۱)

ترجمہ: یہ غیرِ مسجد میں تھوکنے کے آداب میں اور نمازی مسجد میں اگر تھوکنے کی ضرورت محسوس کرے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اور اسی پر اجماع ہے۔

کفارہ:

مسجد میں تھوکنا آداب مسجد کے خلاف ہے اور جب اُس تھوک سے مسجد کی دیوار یا صحن یا صف وغیرہ آلودہ ہوجائے تو یہ گناہ بن جاتا ہے جس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے صاف کردیا جائے یا زمین میں دبا دیا جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن انس بن مالک قال : قال النبی ﷺ : البزاق فِی المسجد خطیئةٌ و کفارتُها دفنها۔(۶۰۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ (اگر تھوکے تو) مٹی میں دبا دے۔

۲۳۔ ترکِ جماعت کا کفارہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ایک باغ کی طرف تشریف لے گئے، جب واپس ہوئے تو لوگ نمازِ عصر ادا کر چکے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون** پڑھا۔ اور ارشاد فرمایا: ''میری عصر کی جماعت فوت ہوگئی ہے، لہٰذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مساکین کے لئے صدقہ ہے تاکہ یہ اس کام کا کفارہ ہوجائے۔''

(الزواجر عن اقتراف الکباء، باب صلاۃ الجماعۃ، الکبیرۃ الخامسۃ والثمانون، ص۳۱۱، ج۱، دارالفکر، طبع اولیٰ ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ)

۲۴۔ نبی سے حسد کا کفارہ:

چنانچہ طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا۔ نیک و صالح تھا۔ جب داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا تو مخلوقِ خدا کی توجہ، پیار اور ویہار داؤد علیہ السلام کی

طرف ہوگیا۔ طالوت نے حسد کی وجہ سے داؤد علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کرلیا۔ اللہ کریم نے اپنے فضل سے بچالیا۔ طالوت کے دل میں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا تو اُس نے توبہ کا ارادہ کیا۔ اور ایک ایسی بڑھیا کے پاس آیا جو ایسے دعائیہ کلمات سے واقف تھی جن کو پڑھنے سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ اور بڑھیا سے کہا: میں نے ایسا گناہ کیا ہے جس کا کفارہ صرف حضرت یسع علیہ السلام ہی بتا سکتے ہیں۔ تم ان کی قبر پر چلو اور دعا کرو تاکہ اللہ انہیں زندہ کرے دے اور میں اُن سے اپنے گناہ کا کفارہ پوچھ لوں۔ وہ بڑھیا حضرت یسع علیہ السلام کی قبر پر جانے کو تیار ہوگئی۔ طالوت بڑھیا کو حضرت یسع علیہ السلام کی قبر پر لے گیا۔ بڑھیا نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی تو یسع علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر نکل آئے۔ طالوتنے اپنے گناہ کا کفارہ پوچھا! تو یسع علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنے اہل خانہ اور اپنے آپ سے ایسا جہاد کر کہ کوئی بھی نہ بچے۔ یسع علیہ السلام بتا کر قبر میں چلے گئے۔ اور طالوت نے خود کو اور اپنے اہل خانہ کو قتل کر دیا۔ یہ نبی سے حسد کرنے کے گناہ کا کفارہ تھا۔ (الدر المنثور، ص ۷۶۴، ج ۱، دارالفکر، بیروت، طبع ۱۹۹۳ء، عبدالرحمٰن بن الکمال جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

باب نمبر۳:

مکفّرات الذنوب

(گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال)

مکفّرات الذنوب

(گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال)

انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے۔ جب اُس سے کوئی غلطی، گناہ یا کوئی خطا سرزد ہوتی ہے۔تو احساسِ گناہ کا بوجھ اُسے بے چین کر دیتا ہے۔ اگر ضمیر ابھی زندہ ہو تو پھر وہ اس بوجھ کو اُتارنے کے لیے کئی جتن بھی کرتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ایک صحابی کے ساتھ پیش آیا۔ جب اُنہوں نے ایک نامحرم عورت کا بوسہ لے لیا تو اُنہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے اِس کا کفارہ معلوم کیا۔تو نبی ﷺ نے فرمایا:

هَـلُ صـلّيتَ مَعنا فِي هذا المسجدِ؟ قال: نعم! قال: فهي كفارة ما أتيت۔(٦٠٣)

ترجمہ: کیا تو نے ہمارے ساتھ اِس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھی ہے؟ اُس نے کہا: جی! فرمایا: تو یہی اِس کا کفارہ ہے جس کے متعلق تم پوچھ رہے ہو۔

اس موقع پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی:

وَأَقِـمِ الـصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيُلِ اِنَّ الُحَسَنٰتِ يُذُهِبُنَ السَّيِّاتِ، ذالِکَ ذِكرىٰ لِلذّاكِرِيُنَ ٥ ۔(٦٠٤)

ترجمہ: دن کے دونوں سروں میں بھی نماز قائم رکھ اور رات کی ساعتیں بھی نماز میں گزار۔ یقیناً نیکیاں، برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

یہ سُن کر اُس صحابی رسول نے کہا:

یارسولَ اللّٰہِ اَلِی ھٰذآ؟ قال: لِجَمِیۡعِ اُمَّتِی کُلِّھِمۡ۔(۶۰۵)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول (ﷺ) کیا یہ صرف میرے لیے (حکم) ہے؟ فرمایا: میرے ہر اُمّتی کے لیے ہے۔

اِس سے ثابت ہوا کہ جب بھی کوئی خطا، غلطی یا گناہ سرزد ہوجائے تو مؤمن پر لازم ہے کہ توبہ کرے، بخشش طلب کرے اور اُس گناہ کو زائل کرنے کی کوشش کرے البتہ اَعمالِ صالحہ اِس کوشش کو بارآور ثابت کرسکتے ہیں۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عن ابی ذر قال: قال لی رسول اللّٰہ ﷺ: اِتّقِ اللّٰہَ حَیۡثُمَا کُنۡتُمۡ، وَأَتۡبِعِ السَّیِّئَةَ الۡحَسَنَةَ تَمۡحُھَا۔(۶۰۶)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جہاں کہیں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو اللہ سے ڈرو! اور گناہ کے بعد نیکی کرلیا کرو، وہ (نیکی) اُس (گناہ) کو مٹادے گی۔

اللہ کریم کا اِرشاد ہے:

وَمَا اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡنَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرً فَاِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُہٗ۔(۶۰۷)

ترجمہ: تم جتنا بھی خرچ کرتے ہو (صدقہ وخیرات) یا کوئی نذر مانتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت جابر بن موسیٰ بن عبدالقادر بن جابر اَبوبکر الجزائری لکھتے ہیں:

فما مبتغی بہ وجہ اللّٰہ ومن جید المال فسوف یکفربہ السَّیِّات و یرفع بہ الدرجات۔(۶۰۸)

ترجمہ: تو جوکوئی (صدقہ وخیرات) کے ذریعے اللہ کی رضا کا طالب ہو یا کثرت سے مال خرچ کرے تو عنقریب اُس کی برائیاں مٹادی جائیں گی اور درجے بلند کردیئے جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ نیک اَعمال نہ صرف گناہوں کو مٹاتے ہیں بلکہ بلندیٔ درجات کا باعث بھی ہوتے ہیں چنانچہ حدیث شریف سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے:

فِتنَۃُ الرجل فی أھْلِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَجَارِہٖ، تُکَفِّرُھا الصَّلاۃُ والصومُ والصدقَۃُ وَالاَمْرُ وَالنھیُ۔(۶۰۹)

ترجمہ: انسان کی آزمائش اُس کے اہل وعیال میں، اُس کے مال میں، اُسکی اولاد میں اور اُس کے پڑوس میں ہے ۔ (ان کے ساتھ ہونے والی خطاؤں کو) نماز، روزہ، صدقہ، امر بالمعروف و نھی عن المنکر کے اَعمال مٹادیتے ہیں۔

اللہ کریم کا ارشاد ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوا کَبَائِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلاً کَرِیْماً۔(۶۱۰)

ترجمہ: اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔تو ہم تمہارے (چھوٹے) گناہ دور کردیں گے اورعزت وبزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

چنانچہ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَحملہ الجمھور علی معنی نکفر عنکم سیاتکم بحسناتکم۔(۶۱۱)

ترجمہ: جمہور علماء نے اس آیت کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ ہم تمہارے گناہ تمہاری نیکیوں کے ذریعے مٹا دیں گے۔

معلوم ہوا کہ نیکیاں، گناہوں کو مٹا دیتی ہیں چنانچہ متعدد احادیث اِس پر گواہ ہیں:

۱۔ **عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أنّ رسولَ اللّٰہ ﷺ کان یقول: اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالجمعةُ اِلَی الجمعة وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ، مُکَفِّرَاتٌ مَا بَیْنَهُنّ اِذا اِجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ۔(٦١٢)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، اِن کے مابین ہونے والے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

۲۔ **عن أبی هریرة اَنّهُ سمعَ رسولَ اللّٰہ ﷺ یقول: أَرَأَ یْتُمْ لَوْ اَنَّ نهراً بِبَابِ اَحَدِ کُمْ، یَغْتَسِلُ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْساً، ماتقولُ: أَذَالِکَ یُبْقی مِنْ دَرَنِهٖ؟ قالوا: لا یُبْقِی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْاءً. قال: فَذَالِکَ مِثْلُ الصَّلَوٰتِ اَلْخَمْسِ، یَمْحُو اللّٰهُ بِهٖ الخطایا۔(٦١٣)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا: بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک بڑی نہر ہو، وہ روزانہ اُس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔ کیا اس کے بعد اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا: اِسی

طرح پانچ نمازیں ہیں، ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

عام علماء کا اِجماع ہے کہ امراض، بیماری، دنیا کے مصائب وغم اور مشقت کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔ بلکہ اکثر علماء کا کہنا ہے کہ اللہ کریم بندوں کے درجے بھی بلند کرتا ہے اور نیکیاں بھی لکھ دیتا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث اِس کی تائید کرتی نظر آتی ہیں:

۱۔ **مامن مسلم یشاک شوکة فما فوقها الا کتبت له بها درجة و محیت عنه بها خطیئة۔(٦١٤)**

ترجمہ: جس کسی مسلمان کو کانٹا چُبھے یا اس سے بھی کم تکلیف دہ چیز لگے تو اس کی وجہ سے اُس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے اور اُس کی وجہ سے ایک گناہ اُس کا مٹا دیا جاتا ہے۔

۲۔ **قاربوا و سَدِّ دوا ففی کل مایصاب به المسلم کفارة حتی النکبة ینکبها أو الشوکة یشاکها۔(٦١٥)**

ترجمہ: میانہ روی اور درست روی پر قائم رہو، مسلمان پر جو مصیبت بھی آتی ہے وہ اس کے لیے کفارہ ہو جاتی ہے۔حتیٰ کہ اُسے ٹھوکر لگے یا کانٹا چُبھے۔

۳۔ **مَن ابتُلِی مِنْ هٰذهِ البناتِ بشیءٍ فأحسن الیهنَّ وَکُنَّ لَهُ سِتْراً مِّن النَّارِ۔(٦١٦)**

ترجمہ: جو شخص اِن بچیوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا اور اُس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو وہ بچیاں اُس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

یعنی بچیوں کی تعلیم وتربیت، حفاظت اور نکاح تک کے مراحل میں جو بھی تنگی، پریشانی، مشقت یا مصیبت اُٹھائے گا اُس کے بدلے میں اتنا اجر پائے گا کہ جو اُسے جھنم کی آگ سے بچانے کے لیے کافی ہوگا۔

۴۔ اِنّ الصَّبْرَ علی سوءِ خلق الزوجة عبادةٌ۔(٦١٧)

ترجمہ: بے شک بیوی کی بداخلاقی پر صبر کرنا عبادت ہے۔

اور جو چیز عبادت ہوتی ہے اُس سے گناہ معاف ہوتے، درجے بلند ہوتے اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔تو گویا بیوی کی بداخلاقی پر صبر کرنے سے یہ اجر ملتا ہے۔

چنانچہ حدیث رسول ﷺ ہے:

۵۔ عن انس قال: قال رسولُ اللّٰه ﷺ : عجباً للمؤمن فواللّٰه لا یقضی اللّٰه المؤمن قضاء اِلا کان خیراً له۔(٦١٨)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کے لیے یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مؤمن کے حق میں جو بھی فیصلہ کرتا ہے وہ اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔

مؤمن کی تعریف خود رسولُ اللہ ﷺ نے بتا دی ہے۔ چنانچہ حدیثِ رسول ﷺ ہے:

عن أبی موسی الأشعری.عن رسول اللّٰه ﷺ قال: من سرّته حسنته و ساعته سیّئة فھو مؤمنٌ۔(٦١٩)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو اُس کی نیکی خوش کرے اور اُس کی برائی غمگین کردے وہ مؤمن ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

اِنْ اصابتہ سراء شکر، فکان خیر الہ واِنْ اصابتہ ضراء صبر، فکان خیرا لہ۔(۶۲۰)

ترجمہ: مؤمن وہ ہے کہ اگر اُسے خوشی ملے تو شکر بجالاتا ہے۔تو یہ بھی اُس کے لیے بہتر ہے اور اگر اُسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اُس کے لیے بہتر ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

مااَصابک من حسنۃ فمن اللّٰہ وما اصابک من سیّئۃ فمن نفسک۔(۶۲۱)

ترجمہ: تجھے جو بھی بھلائی ملتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو بُرائی پہنچتی ہے وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔

گویا مؤمن وہ ہے جو گناہ سرزد ہونے پر، مصیبت یا تکلیف میں اپنے نفس کو ملامت کرے۔گناہ پر اصرار کی بجائے ندامت کا اظہار کرے اور توبہ کرے۔بعض دفعہ گناہ کے سبب بندہ اتنی نیکیاں حاصل کرلیتا ہے کہ عام زندگی میں ایسا ممکن نہیں ہے اور وہ توبہ ہے کہ جب بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اُس کے گناہ بھی نیکیاں بن جاتے ہیں۔چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

اِلاّ مَنْ تاب واٰ مَنَ و عمل صالحاً فأولئک یُبدّل اللّٰہ سَیّاٰتھم حَسَناتٍ وکان اللّٰہ غفوراً رّحیماo۔(۶۲۲)

ترجمہ: سوائے اُن لوگوں کے جوتوبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔

امام ابوزکریا یحی بن شرف بن مری النووی لکھتے ہیں:

فهو في ذنوبه بين أمرين. اما أن يتوب، فيتوب الله عليه، فيكون من التوابين الذين يحبهم الله، واما أن يكفر عنه بمصائب، تصبيه ضراء فيصبر عليها، فيكفر عنه السيات بتلك المصائب، وبالصبر عليها ترتفع درجاته۔(۶۲۳)

ترجمہ: بندہ اپنے گناہوں کی وجہ سے دو باتوں کے درمیان آ جاتا ہے۔ یا تو وہ توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول کر لیتا ہے تو وہ بندہ توبہ کرنے والوں میں شامل ہوجاتا ہے۔ جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ یا پھر مصائب کے ذریعے اُس کے گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ اُس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اُس پر صبر کرتا ہے۔ اِس مصیبت کی وجہ سے اُس کی خطائیں مٹ جاتی ہیں اور اُس پر صبر کرنے کی وجہ سے اُس کے درجات بلند ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ نبی ﷺ کی یہ حدیث پاک بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے:

أهلُ ذكرى أهل مجالستى، وأهل شكرى أهل زيادتى، وأهل طاعتى أهل كرامتى، وأهل معصيتى لاأؤ يسهم من رحمتى، اِن تابوا فأنا حبيبهم. أى محبهم، فان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين. و اِن لم يتوبوا فأنا طبيبهم، أبتليهم بالمصائب لأكفِّرَ عنهم المعائب۔(۶۲۴)

ترجمہ: میرا ذکر کرنے والے میری معیت ومجلس کے اہل ہیں اور میرا شکر ادا کرنے والے میری طرف سے کثرت و برکت کے حق دار ہیں

اور میری فرمانبرداری کرنے والے میری طرف سے عزت وتکریم کے لائق ہیں اور میری نافرمانی کرنے والے! وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اگر وہ توبہ کریں گے تو میں اُن کا حبیب بن جاؤں گا یعنی محبت کرنے والا۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور اگر وہ توبہ نہیں کریں کے تو میں اُن کا طبیب (حکیم/ڈاکٹر) بن جاؤں گا۔ اُن کو مصائب میں مبتلا کروں گا تا کہ اُن کے عیبوں کو مٹا دوں۔

علامہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الشہیر بالخازن لکھتے ہیں:

قال العلماء: الصَّغَائر من الذنوب تکفرها الأعمال الصالحات مثل الصلاۃ والصدقة والذکر والا ستغفار و نحو ذالک من أعمال البر، وأماالکبائر من الذنوب فلا یکفر ها الا التوبة النصوح ولها ثلاث شرائط:

الشرط الاوّل: الاقلاع عن الذنب بالکلیة.

الشرط الثانی: الندم علی فعله.

الشرط الثالث: العزم التام أن لایعود اِلیه فی المستقبل۔(۶۲۵)

ترجمہ: علماء کا کہنا ہے کہ صغیرہ گناہ اَعمالِ صالحہ مثلاً نماز، صدقہ، ذکر اور استغفار وغیرہ جیسے نیک اَعمال سے مٹ جاتے ہیں اور گناہِ کبیرہ سچی توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور سچی توبہ کی تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط: گناہ کو مکمل طور پر چھوڑ دینا۔

دوسری شرط: اپنے فعلِ (بد) پر نادم وشرمندہ ہونا۔

تیسری شرط: پختہ ارادہ کرنا کہ آئندہ کبھی اِس گناہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔

اگر مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ توبہ کی گئی تو ضرور گناہ معاف ہوجائیں گے، ان شاء اللہ۔ مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اللہ کریم نے ایک ایسا خود کار نظام بنادیا ہے جس سے بندے کے گناہ مٹتے رہتے ہیں، درجات بڑھتے رہتے ہیں، گناہِ کبیرہ، صغیرہ میں ڈھل جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ بندے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے تو اُس کے کبیرہ گناہوں کا بوجھ بھی ہلکا ہوجاتا ہے بلکہ نیکیوں میں بدل جاتا ہے اور بندہ اللہ کے فضل وکرم کا مستحق ہوجاتا ہے۔ گویا مصائب ومشاکل اور دکھ درد میں بھی بندۂ مؤمن کے لیے خیر ہے۔

اب ہم وہ اَعمال ذکر کریں گے جو ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں:

ا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی البکری الرازی الشافعی (متوفی ۶۰۴ھ) لکھتے ہیں:

قیل: (بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم) تسعة عشر حرفا. وفیه فـائـدتـان! احداهما: أن الزبانية تسعة عشر، فاللّٰه تعالٰی یدفع باسمهم بهذه الحروف التسعة عشر. الثانیه: خلق اللّٰه تعالٰی اللیل والنهار أربعة و عشرین ساعة، ثم فرض خمس صلوٰت فی خمس ساعات فهذه الحروف التسعة عشر تقع کفارات للذنوب التی تقع فی تلک الساعات التسعة عشر۔(۶۲۶)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ تسمیہ شریف کے ۱۹ حروف ہیں۔ ان میں دو

فائدے ہیں: پہلا یہ ہے کہ کافروں کو گھسیٹ کر جھنم میں لے جانے والے فرشتے ۱۹ ہیں۔ تو اللہ کریم تسمیہ کے اِن ۱۹ حروف کے صدقے سے ان عذاب کے فرشتوں سے دور رکھتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے رات دن میں ۲۴ گھنٹے پیدا کیے ہیں۔ جن میں پانچ گھنٹوں کے لیے پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ جس سے پانچ گھنٹوں کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں باقی ۱۹ گھنٹوں میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ تسمیہ شریف کے ۱۹ حروف بن جاتے ہیں۔

حضرت وکیع رضی اللہ عنہ، حضرت اُعمش رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت ابو وائل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

مَن ارادَ أن ینجیہ اللّٰہ من الزبانیة التسعة عشر فلیقرأ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' لیجعل اللّٰہ تعالیٰ له بکل حرف منها جنة من کل واحد۔(٦٢٧)

ترجمہ: جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ کریم اُسے عذاب کے ۱۹ فرشتوں سے نجات عطا فرمائے تو اُسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے رہنا چاہیے تاکہ اللہ کریم اس کے ہر حرف کو ہر فرشتے کے خلاف ڈھال بنادے۔

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن کتاب یلقی بمضیعة من الارض فیه اسم من أسماء اللّٰہ اِلاّ بعث اللّٰہ الیہ سبعین الف ملک یحفونه بأجنحتهم ویقدسونه حتی یبعث اللّٰہ الیه ولیاً من اولیائه

فیرفعه من الأرض. ومن رفع کتابا فیه اسم اللّٰه رفعه اللّٰه فــی عــلیـیــن وخـفف عـن ابـویــه الـعـذاب واِن کـان مشرکین۔(۶۲۸)

ترجمہ: جو کاغذ کا لکھا ہوا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا ملے اور اُس میں اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام لکھا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اُس کا غذ کے ٹکڑے کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں تعظیماً اور پھر اُسے جھاڑ پونچھ کر صاف کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں میں سے کسی ولی کو بھیجتا ہے جو اُسے زمین سے اُٹھا لیتا ہے اور جو کوئی ایسا کاغذ زمین سے اُٹھائے جس میں اللہ کا نام لکھا ہو۔اللہ کریم اُسے جنت میں اعلیٰ مقام (مقام علیین) عطا فرماتا ہے اور اُس کے والدین سے عذاب کی تخفیف فرما دیتا ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

یـا اَبا هریرة، اِذا توضَّأْتَ فقل: بسم اللّٰه، فان حفظتک لا تبـرح أن تـکـتـب لک الـحسـنـات حتی تفرغ، واِذا غشیـت أهـلک فقل: بسم اللّٰه، فان حفظتک یکتبون لک الحسنات حتی تغتسل مِن الجنابة، فان حصل من تـلک الواقعة ولد کتب لک من الحسنات بعد دنفس ذالک الـولـد، وبـعـدد أنـفاس أعقابه اِن کان له عقب، حتی لایبقی منهم اَحد یاابا هریرة! اِذا رکبت دَابة فقل: بسـم اللّٰه والحمد لِلّٰه، یکتب لک الحسنات بعدد کل

خطوة، وإذا ركبت السفينة فقل: بسم اللّٰه والحمدُ لِلّٰهِ، يكتب لک الحسنات حتى تخرج منها، يا أبا هرية إذا لُست ثوباً فقل: بسم اللّٰه والحمدللّٰه! تُكْتَبُ لک عشرُ حسنات بعدد كلّ سِلكٍ فِيهِ۔(٦٢٩)

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! جب تم وضو کرو تو کہا کرو''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''اگر تم نے اِس پر ہمیشگی اختیار کی تو گھبرانا نہیں کہ جبتک تمہارا وضو رہے گا تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی اور جب تم اپنی اہلیہ سے ہم بستری کرنے لگو تو کہہ لیا کرو! ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' اگر تم نے اِس پر عمل کیا تو غسلِ جنابت کرنے تک تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اگر اِس ہم بستری سے اولاد پیدا ہوئی تو اُس کے ہر سانس کے بدلے تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اگر اِس کے بعد دوسرا یا تیسرا بچہ مزید بیک وقت آیا تو اُن کے سانسوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی جب تک وہ زندہ رہیں گے۔ اے ابو ہریرہ! جب تم سواری کے جانور پہ سوار ہو تو کہہ لیا کرو! ''بسم اللہ والحمدُ لِلّٰہ'' اُس کے ہر قدم کے بدلے تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اور جب تم کشتی یا بحری جہاز میں سوار ہو تو بھی ''بسم اللہ والحمدُ للہ'' کہہ لیا کرو! جب تک اُس سے باہر نہیں آؤ گے تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔ اے ابو ہریرہ! کپڑے پہنتے ہوئے بھی ''بسم اللہ والحمد للہ'' کہہ لیا کرو اُس کے ہر دھاگے کے بدلے تمہارے لیے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انه اِذاقال المعلم للصبی قُل: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، فقال الصبی "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" کتب اللّٰہ برائته للصبی و برائته لا بویه و برائته للمعلم۔(٦٣٠)

ترجمہ: جب کوئی اُستاذ بچے سے کہتا ہے کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہو! اور بچہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہتا ہے تو اللہ اُس بچے کے والدین، اُستاذ اور اُسکی اپنی جہنم کی آگ سے برأت (رہائی) لکھ دیتا ہے۔

حدیث شریف ہے:

عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنه، أن النبی ﷺ قال: من توضّأَوذکر اسم اللّٰہ تعالی علیه کان طھورالجمیع بدنه، من توضّأ ولم یذکر اسم اللّٰہ علیه کان طھورا لما مرعلیه المآء۔(٦٣١)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور بسم اللہ بھی پڑھی تو اُس کے سارے بدن کے گناہ صاف ہوجائیں گے۔ اور جس نے وضو کیا مگر بسم اللہ نہ پڑھی تو اُس کے صرف اُن اعضاء کے گناہ صاف ہونگے جن پر سے پانی گذرا ہے۔

حدیث شریف ہے:

واِذا قال فی اَول وضوئه "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" طھرت اعضائوہ کلھا من الذنوب۔(٦٣٢)

ترجمہ: اور جب وضو کرنے والا وضو کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

پڑھے تو اُس کے تمام اُعضاء گناہوں سے پاک ہوجائیں گے۔

حدیثِ رسول ﷺ ہے:

مَن قال بسم اللّٰه وضوئه كفرت ذنوب بدنه، وَاِن قال بسم اللّٰه في وضوئه كفرت ذنوب أعضاء وضوئه۔(۶۳۳)

ترجمہ: جس نے وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھی اُس کے سارے بدن کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور جس نے وضو کے درمیان میں بسم اللہ پڑھی اُس کے صرف اعضاءِ وضو کے گناہ معاف ہونگے۔

امام کاظم علیہ السلام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

اِن لكل صائم عند فطوره دعوة مستجابة فاذا كان اوّل لقمة فقل بسم اللّٰه، اللّٰهمّ يا واسع المغفرة اغفرلى قال و فى رواية اخرىٰ: بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم يا واسع المغفرة اغفرلى فانه من قالها عند افطاره غفرله۔(۶۳۴)

ترجمہ: ہر روزے دار کی افطار کے وقت ایک دُعا قبول کی جاتی ہے۔ تو جب پہلا لُقمہ لو تو کہو: "**بسم اللّٰه، اللّٰهمّ، ياواسع المغفرة اِغفرلى**" اور فرمایا کہ دوسری روایت میں یوں ہے۔ "**بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم ياواسع المغفرة اغفرلى**" تو جو شخص یہ الفاظ پڑھے گا اِفطار کے وقت تو اُس کی بخشش کردی جائے گی۔

مُلا فتح اللہ بن شکر اللہ کا شانی (متوفی ۹۸۸ھ) لکھتے ہیں:

قیامت کے دن جب حساب ہوگا تو ایک بندے کے ہاتھ میں

گناہوں اور برائیوں سے پُر اَعمال نامہ تھما دیا جائے گا۔ وہ بندہ اپنی دنیوی عادت کے مطابق ''بسم اللہ'' پڑھنے لگے گا۔ وہ اَعمال نامہ سفید نظر آنے لگے گا۔ تو وہ فرشتوں سے سوال کرے گا کہ میرا اَعمال نامہ تو بالکل سفید ہے۔ اس میں کچھ بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو وہ جواب دیں گے کہ ''بسم اللہ'' کی برکت سے تمام گناہ، سیأت اور خطائیں مٹادی گئی ہیں۔ (۶۳۵)

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوگیا کہ تسمیہ شریف کے ذریعے بہت سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ کئی گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جاتے ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں۔ بندے کی بخشش ہوجاتی ہے الغرض تسمیہ شریف کے الفاظ کم ہیں فوائد بے شمار اللہ پاک تسمیہ شریف کو وردِ زباں اور حرز جاں بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۔ کلمۂ طیبہ:

حضرت عطا بن ابو رباح فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول:

غافر الذَّنبِ وقَابِلِ التوب شدِیدِ العقاب ذِی الطَّوْل۔ (۶۳۶) کے متعلق پوچھا:

ترجمہ: گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، انعام وقدرت والا۔

تو اُنہوں نے جواب دیا:

غَافِرُ الذَّنب لِمَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَقَابِلُ التَّوْبِ لِمَنْ قَال لاَ اِلٰهَ الاّ اللّٰهُ۔ (۶۳۷)

ترجمہ: اُس شخص کے گناہوں کو بخشنے والا ہے جو ''لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہے اور

اُس شخص کی توبہ قبول کرنے والا ہے جو ''لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ'' کہے۔

حدیث رسول ﷺ ہے:

عن مُعَاذِبنِ جَبل قالَ: قالَ رسولُ اللّٰه ﷺ : ما من نفس تموت تَشهدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلاّ اللّٰه، وَاَنّی رسولُ اللّٰهِ (ﷺ) يَرُجِعُ ذالک الٰی قَلبٍ موقنٍ اِلاّ غَفرَاللّٰهُ لَهَا۔(٦٣٨)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی فوت ہو اور گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ)اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، یہ کلمہ یقین کرنے والے دل کی طرف سے لوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ لا تترُک ذنباً ولا یسبقها عملٌ۔(٦٣٩)

ترجمہ: لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ (یہ کلمہ) کوئی گناہ نہیں چھوڑتا اور کوئی عمل اِس سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری (متوفی ١٠١٤ھ) لکھتے ہیں:

قال الشیخ محی الدین بن العربی أنه بلغنی عن النبی أن من قال لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ سبعین ألفا غفرله و من قیل له غفرله أیضاً۔(٦٤٠)

ترجمہ: شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی یہ بات (حدیث) پہنچی ہے کہ جو شخص ستر (٧٠) ہزار مرتبہ یہ کلمہ (لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ) پڑھے گا اُس کی مغفرت کردی جائے گی اور جس کسی

کے لیے یہ کلمہ پڑھا جائے گا۔ اُس کی بھی بخشش ہوجائیگی۔

علامہ محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاھری (متوفی ۱۰۳۱ھ) شیخ ابن عربی کی وصیت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لأوصیک أن تحافظ علی أن تشتری نفسک من اللّٰہ بعتق رقبتک من النار بأن تقول اَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سبعین ألف مرۃ. فان اللّٰہ یعتق رقبتک أورقبۃ من تقولھا عنہ بھا، وقد عملت أنا علی ذالک ورأیت برکتہ۔(۶۴۱)

ترجمہ: میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ پابندی کے ساتھ اپنے نفس کو اللہ سے خریدنے کی کوشش کر، اپنی گردن آگ سے چھڑالے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مرتبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰہُ پڑھ کر۔ اللہ تعالیٰ تیری گردن بھی (جھنم سے) آزاد کردے گا اور اُس کی گردن بھی آزاد کردے گا جس کے لیے یہ کلمہ پڑھا جائے گا۔ اور میں اسی پر عمل کرتا ہوں اور میں نے اس کی برکات دیکھی ہیں۔

چنانچہ شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ میں نے ستر ہزار دفعہ کلمۂ طیبہ (لاَ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ) اللہ کی رضا کے لیے پڑھا تھا۔ ایک دن میرے ہاں دعوت میں اُحباب جمع تھے جن میں ایک مشہور صاحب کشف نوجوان بھی حاضر تھا۔ کھانے کے دوران اچانک وہ نوجوان رونے لگا۔ میں نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا! تو وہ بولا: میں اپنی ماں کو دوزخ کے عذاب میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے دل ہی دل میں وہ پڑھا ہوا کلمۂ طیبہ اُس کی ماں کو بخش دیا۔ وہ نوجوان اچانک ہنس پڑا اور بولا: کہ اب میں اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ شیخ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کی صحت اِس اللہ کے ولی کے کشف سے معلوم کی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کے ذریعے معلوم ہوگئی۔(۶۴۲)

حدیث نبوی ﷺ ہے:

قال رسولُ اللّٰہ ﷺ : ما من مسلم یقول لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ یُرفع بھا صوتہ فیفرغ حتی تناثرت ذنوبہ تحت قدمیہ کما تناثرورق الشجرۃ تحتھا۔(٦٤٣)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی مسلمان لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کہے، آواز بلند کرے وہ جب فارغ ہوگا تو اُس کے گناہ اُس کے قدموں میں یوں بکھرے پڑے ہونگے جیسے درخت کے پتے اُس کے نیچے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

قال رسولُ اللّٰہ ﷺ : لقّنُوا موتاکم لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ فانھا تھدم الذنوب. فقالوا یارسول اللّٰہ (ﷺ): فمن قال فی صحتہ؟ فقال: أھدم أھدم! اِن لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ أنس للمؤمن فی حیاتہ وعندموتہ و حین یبعث۔(٦٤٤)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے مُردوں کوکلمہ طیبہ **لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ** کی تلقین کیا کرو کہ یہ گناہوں کوختم کر دیتا ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جو کوئی اپنی صحت وزندگی میں یہ کلمہ پڑھے! تو فرمایا: (اُس کے گناہ بھی) مٹا دیتا ہے، مٹا دیتا ہے۔کہ یہ کلمہ طیبہ **لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ** مؤمن سے اُس کی زندگی میں،موت کے وقت اوردوبارہ اُٹھتے وقت اُنسیت رکھتا ہےاورتسلی دیتا ہے۔

حدیثِ قُدسی ہے:

وعزتی و جلالی ورحمتی لا أدع فی النار اُحداً قال لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ.(راوہ تمام عن انس بن مالک)۔(٦٤٥)

اللہ کریم فرماتا ہے:

ترجمہ: اور مجھے میری عزت کی قسم، اور مجھے میرے جلال کی قسم اور مجھے میری رحمت کی قسم! میں اُس کو جھنم میں نہیں ڈالوں گا جس نے بھی **لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہا۔

حدیثِ سرورِانبیاء ﷺ ہے:

عن عبدِ اللّٰہ بن عمرو قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: ماعلی الأرض اَحدٌ یقولُ: لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبرُ ولا حَولَ ولاقُوَّۃَ اِلاّ بِاللّٰہِ اِلَّا کُفِّرَتْ عنہ خطایاہُ ولَو کانَتْ مِثلَ زَبَدِ الْبَحرِ۔(٦٤٦)

ترجمہ: حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: زمین میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جو یہ کلمہ "**لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اکبرُ ولا حولَ ولا قوّۃَ اِلاّ بِاللّٰہِ**" کہے۔تو اُس کی تمام خطائیں مٹادی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

حدیث نائبِ دستِ قدرت ﷺ ہے:

عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: ألاأُعلمک کلمات اذا قلتھن غفرلک علی اَنہ مغفورلک، لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ العلی العظیم لا الہ الا ھوالحلیم الکریم سبحان اللّٰہ رب العرش العظیم الحمد للّٰہ رب العالمین۔(٦٤٧)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تو اُنہیں پڑھے تو تیری بخشش ہوجائے کیونکہ وہ تیری بخشش کرائیں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں **لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ العلی العظیم لا الہ الا ھوالحلیم الکریم سبحان اللّٰہ رب العرش العظیم الحمد للّٰہ رب العالمین۔**

حضرت شداد بن اُوس اور حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اپنے ہاتھ بُلند کرو اور پڑھو "**لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**" تو ہم نے کچھ دیر اپنے ہاتھ بلند رکھے اور نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ نیچے رکھتے ہوئے فرمایا:

الحمد للّٰہِ اللّٰھمّ بعشتنی بھذہ الکلمۃ وأمرتنی بھا ووعدتنی الجنۃ واِنک لاَ تخلف المیعاد، ثم قال: أبشرو انّ اللّٰہ قد غفرلکم وھی أحسن الحسنات وھی تمحو الذنوب والخطایا۔(٦٤٨)

ترجمہ: اللہ کی تمام تعریف ہے اے اللہ ! تو نے مجھے اِس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور مجھے اس کو پڑھنے کا حکم دیا اور تو نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا۔ اور بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: انہیں خوشخبری دے دو کہ تمہاری بخشش ہوگئی ہے اور یہ (کلمہ) سب سے بڑی نیکی ہے اور یہ (کلمہ) گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کردے۔ فرمایا: جب تم سے برائی ہوجائے تو فوراً ئی نیکی کرلیا کرو کہ نیکی کا اجر دس گنا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا "لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" کہنا بھی نیکی ہے؟ فرمایا: "هِيَ أفضلُ الحسنات و هي تمحو الذنوب والخطايا"۔ یعنی یہ کلمہ تو سب نیکیوں سے افضل ہے اور یہ (کلمہ) گناہوں کو اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔(٦٤٩)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حَضَرَ ملک الموت رجلا بموت فشق اعضائوه فلم يجده عمل خيرا، شق قلبه فلم يجدفيه خيرا، ثم فك عن لحييه فوجد طرف لسانه لاصقا بحنكه يقال: لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قال النبي ﷺ: فغفرله بكلمة الاخلاص۔(٦٥٠)

ترجمہ: ملک الموت ایک شخص کی موت لے کر آیا اُس نے اُس شخص کے اعضاء کو کھولا تو اُن میں کوئی نیک عمل نہ پایا، اُس نے اُس کا جبڑا توڑا تو اُس میں زبان کے کنارے کے ساتھ تالو سے کلمہ اِخلاص چپکا ہوا تھا۔ جو لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تو وہ شخص کلمۂ اخلاص کے صدقے سے بخش دیا گیا۔

٣۔ ایمان:

اللہ کریم کی وحدانیت پر پختہ ایمان سے بھی تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں چنانچہ حدیث ہے:

عن رسول اللّٰه ﷺ اَنَّهُ قال في هذهِ الآية "هو اَهْلُ التّقوىٰ و اَهلُ المغفرةِ(سورة المدثر. ٥٦) قالَ اللّٰه تبارکَ و تعالىٰ: أنَا أهلٌ أن أتَّقىٰ فَمَنِ اتَّقَانِي فَلَمْ يَجْعَلُ

مَعِیَ الھاً، فأنا أھلٌ أن أَغْفِرَ لَہُ۔(۶۵۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے ۔آپ ﷺ نے سورۃ المدثر کی آیت ''ھو أھل التقویٰ و أھل المغفرۃ '' کے تحت فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میں اِس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے تو جوبھی مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو شریک نہ بنایا تو میں خود اُس کی مغفرت کردوں گا۔

عن أبی الدرداء عن رسول اللّٰہ قال: قال ربکم لَو أن عبدی استقبلنی بقراب الأرضِ ذنوباً لایشرک بی شیئًا استقبلتہ بقرابھا مغفرۃ۔(۶۵۲)

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارا رب فرماتا ہے : اگر میرا بندہ زمین کے برابر گناہ لے کر میرے سامنے پیش ہوگا اور وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تو میں (زمین بھر) مغفرت کے ساتھ اُس کا استقبال کروں گا۔

نبی ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

اِنّ رَجلاً یعمل خیراً قط نظر اِلَی السَّمآءِ فقال: اِنّ لی رَبًّا، یَارَبِّ فَاغْفِرلِی. فقال اللّٰہ عزوجل: قد غفرتُ لکَ۔(۶۵۳)

ترجمہ: ایک شخص نے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔آسمان کی طرف نظر اُٹھا کے دیکھا اور کہا: میرا بھی کوئی پروردگار ہے! اے میرے پروردگار میری مغفرت فرمادے۔تو اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے تجھے بخش دیا۔

حدیثِ قدسی ہے:

مَن علم أنی ذو قُدُرَةٍ علی مغفرة الذنوب غفرت له ولا أبالی مالم یشرک بی شیاء۔(۶۵۴)

ترجمہ: جو شخص یہ جانتا ہے (ایمان رکھتا اور مانتا ہے) کہ میں بخشنے پر قدرت رکھتا ہوں تو میں نے اُس کی بخشش کردی اگر وہ مشرک نہیں تو مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

مندرجہ بالا اُحادیث سے ثابت ہوگیا کہ صرف ایمان (بغیر اُعمالِ صالحہ کے) بھی بارگاہِ رب العزت میں مقبول ہے اور بندے کی مغفرت و بخشش کا سبب بن سکتا ہے۔

۴۔ حُسنِ ظن باِ اللہ:

ہمیں اللہ کریم جل و علا کے ساتھ حُسنِ ظن قائم رکھنا چاہیے۔لیکن یہ حُسنِ ظن ہمارے لیے سُوئے باطن نہ بن جائے ورنہ بربادی و تباہی کے سواء کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں حُسنِ ظن اور حُسنِ عبادت میں ربط و تعلق قائم رکھنا ہوگا تا کہ ہماری لغزشیں اور بھول چوک معاف ہوتی رہیں۔چنانچہ ارشادِ باری ہے:

ذالکم ظَنُّکُم الذی ظننتم بربکم فارداکم فأصبحتم مّن الخاسیرین ہ۔(۶۵۵)

ترجمہ: تمہاری یہ اللہ کے بارے میں بدگمانی تھی جس نے برباد کردیا اور تم نقصان اُٹھانے والے ہوگئے۔

چنانچہ حدیث شریف ہے:

عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه : أن رسولُ اللّٰه ﷺ قال: أمر اللّٰه عزوجل بعبدین الی النّارِ، فلمّاوقف أحدهما علی شفتها التفت فقال: أما واللّٰه اِن کان ظنی بک

لحسن فقال اللّٰہ عزوجل: ردوہ، فأنا عند ظن عبدی بی فغفر لہ۔(٦٥٦)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے دو بندوں کو جھنم میں جانے کا حکم دیا، اُن میں سے ایک جب جھنم کے کنارے پہنچا تو کھڑا ہوگیا اور پیچھے مڑ کے دیکھا اور بولا: اللہ کی قسم میں تو تیرے متعلق حُسنِ ظن رکھتا تھا (کہ تو بخش دے گا) تو اللہ عزوجل نے فرمایا: اس کو واپس لے آؤ، میں اپنے بندے کے گمان کے پاس رہتا ہوں۔ تو اللہ کریم نے اُس کی بخشش فرمادی۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

مرّ رجل ممن کان قبلکم بجمجمة فنظر اِلَیْهَا نفسه بشیء، فقال: اللّٰھمَّ أنت أنت، وأنا أنا، أنت العواد بالمغفرة، وأنا العوادبالذنوب فاغفرلی، وخرعلی جبھته ساجدا، فنودی ارفع رأسک فاِنک أنت العوادبالذنوب، وأنا العواد بالمغفرة، قد غفرت لک فرفع رأسه، وغفر اللّٰهُ له۔(٦٥٧)

ترجمہ: ایک شخص ایک کھوپڑی کے پاس سے گذرا تو اُسے دیکھ کر دل ہی دل میں کہنے لگا: اے اللہ تو، تو ہے اور میں، میں ہوں۔ تیری عادت بخشنا ہے اور میری عادت گناہ ہے تو مجھے بخش دے اور وہ پیشانی کے بل سجدے میں گر گیا۔ تو اُسے آواز دی گئی کہ اپنا سر اُٹھاؤ کہ تم گناہ کرنے کے عادی ہو اور بخشنا میری عادت ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ہے تو اُس نے سر اُٹھایا اور اللہ نے اُسے بخش دیا۔

حدیثِ رسول ﷺ ہے:

وقـالَ ﷺ اِن رَجُـلا یـدخـل النار فیکث فیها ألف سنة ینادی یا حنان یا منان. فیقول اللّٰه تعالٰی: لجبریل اذهب فـائتـنـی بعبدی ! قال: فیجی ء به فیوقفه علی ربه فیقول اللّٰه تعالٰی کیف وجدت مکانک فیقول شرمکان. قال: فیـقـول اِلٰـی اَیِّ شـیءٍ تـلـتـفـت فیـقول لقد رجوت أن لاتـعیـدنی اِلیها بعدَ اِذْ أخرجتنی منها. فیقولُ اللّٰه تعالٰی اِذهبوا به اِلی الجنّة۔(۶۵۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: ایک آدمی جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ وہاں ایک ہزار سال رہے گا۔ وہ پکارے گا: یا حنان، یامنان (اے شفقت ومہربانی فرمانے والے، اے کرم و اِحسان فرمانے والے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبریل علیہ السلام سے کہ میرے بندے کو جا کر لے آؤ! پھر فرمایا: بندہ لایا جائے گا۔ اُسے رب العلمین کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ تو وہ بولے گا: بہت بُرا ٹھکانا ہے فرمایا: تو کہا جائیگا اِس کو اِس کے ٹھکانے کی طرف لوٹا دو۔ فرمایا: تو وہ بندہ چل پڑے گا اور پیچھے مڑ کر دیکھے گا۔ تو اللہ عزوجل فرمائیگا۔ تم کس طرف دیکھ رہے ہو؟ تو وہ کہے گا: میرا خیال تھا کہ تو مجھے جہنم سے نکال کر پھر اُس کی طرف نہیں لوٹائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کہ اسے جنت میں لے جاؤ!!

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ کے ساتھ حُسنِ ظن قائم کرنے سے بھی

مغفرت ہو جاتی ہے اور اِنسان جنت کا مستحق بن جاتا ہے اور اللہ کریم ہمارے دلوں کے بھید خوب جانتا ہے:

واعلموا أن اللّٰہ یحولُ بین الَّمرءِ و قلبہ واَنّہُ اِلَیْہِ تُحْشَرونَ۔(٦٥٩)

ترجمہ: اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے درمیان حائل ہوتا ہے اور بے شک تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

۵۔خوفِ الٰہی:

بعض علماء کا کہنا ہے کہ مؤمن کا دل اللہ کی راہ میں پرندے کی طرح ہے۔ محبت اُس کا سر ہے اور خوف و رجاء اُس کے پَر ہیں ۔سر اور پَر سلامت ہوں تو پرندہ بلندیاں اور فاصلے طے کرتا ہے۔سر کٹ جائے تو پرندہ مر جاتا ہے اور پر جھڑ جائیں تو پرندہ آسان شکار بن جاتا ہے۔ایسی صورت میں سر اور پر کی سلامتی ہی اُسے بچا سکتی ہے بعینہٖ اِسی طرح مؤمن کے دل میں اللہ کی محبت و تعظیم ،خوف و ہیبت اور رجاء و اُمید کا چراغ ہی روشن ہوگا تو وہ سیر وسلوک اور روحانیت وقربِ الٰہی کی منزلیں طے کر سکے گا۔

خشیت وخوف کا تعلق ادراک سے ہے۔شعور و اِدراک علم کا محتاج ہے۔ اِسی لیے اللہ کریم نے فرمایا:

اِنّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَماءُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ غُفُورٌ o (٦٦٠)

ترجمہ: اللہ سے اُس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب بڑا بخشنے والا ہے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

أعلمکم باللّٰہ أنا، وأشدکم خشیة منہ أنا۔(٦٦١)

ترجمہ: میں تم سب سے زیادہ اسرار ومعرفت الہیہ کا جاننے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ اُس (اللہ) سے ڈرنے والا ہوں۔

چنانچہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنھا بنت عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِذا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، تَحاَتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْبَالِيَةِ وَرَ قُهَا۔(۶۶۲)

ترجمہ: جب بندے کا بدن خوفِ الٰہی سے کانپنے لگے تو اُس کے گناہ یوں جھڑنے لگتے ہیں جیسے دیمک زدہ پرانے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عبدمؤمن يخرج من عينه دموع ولو كان مثل رأس الذباب منْ خشية اللّٰه اِلاّ حرمه اللّٰه على النّار۔(۶۶۳)

ترجمہ: جس کسی مؤمن بندے کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکلا اگرچہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہی ہو اللہ کریم اُسے جھنم کی آگ پر حرام کردے گا۔

حدیث رسول ﷺ ہے:

منْ بَكىٰ مِنْ خشيةِ اللّٰه غفر له۔(۶۶۴)

ترجمہ: جو اللہ کے خوف سے رویا اُس کی بخشش ہوگئی۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قال رجل لم يعمل خيراً قط فاذامات فحرقوه

واذروا نصفه فی البر و نصفه فی البحر فواللّٰه لئن قدر اللّٰه علیه لیعذبنه عذابا لا یعذبه احدا من العالمین فأمر الله البحر فجمع مافیه وأمر البر فجمع مافیه، ثمّ قال لم فعلت؟ قال : من خشتک وَ أنت أعلم فغفر له۔(٦٦٥)

ترجمہ: ایک آدمی جس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا اُس نے اپنے اہل خانہ سے کہا: جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور آدھا سمندر میں پھینک دینا اور آدھا زمین میں بکھیر دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ کو قدرت ہوگی تو ضرور مجھے عذاب دے گا اللہ کے سوا دنیا میں کوئی مجھے عذاب نہیں دے سکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اُس میں سے اُس کی خاک جمع کی اور زمین کو حکم دیا تو اُس میں سے اُس کی خاک جمع کی پھر اللہ کریم نے اُس شخص سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے جواب دیا: تیرے خوف سے ایسا کیا ہے اور تو جانتا ہے۔ تو اللہ نے اُسے بخش دیا۔

٦۔ ہجرت :

ابن شماسہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ ہم ان کی عیادت کو گئے۔ تو وہ کافی دیر روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ اُن کے بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا آپ کو نبی ﷺ نے فلاں، فلاں چیز کی بشارت نہیں دی؟ تو حضرت عمرو العاص رضی اللہ عنہ نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ہمارے نزدیک سب سے افضل عمل اللہ کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا ہے اور مجھ پر تین دور گذرے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی چیز سے مجھے عداوت نہیں تھی اور میں ہر وقت اسی

کی فکر میں رہتا تھا کہ کسی طرح نبی ﷺ کو قتل کر ڈالوں۔ نعوذ باللہ! اگر میں اس وقت مرجاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ دوسرا دور وہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اِسلام کی رغبت پیدا کردی اور میں نبی ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ: ہاتھ بڑھائیں، میں آپ کے ہاتھ پر اِسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عمرو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میں کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دل چاہے شرائط رکھ لو!! میں نے کہا: میری شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجائیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عمرو!

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الاِسْلاَمَ یهدمُ مَا کان قَبْلَهُ وأَنَّ الهِجْرَةَ تَهدِم مَا کَانَ قَبْلَهَا وأنّ الحجّ یهدمُ مَا کانَ قَبْلَهُ۔(٦٦٦)

ترجمہ: کیا تجھے نہیں معلوم؟ کہ اِسلام لانا سابقہ گناہ معاف کردیتا ہے اور ہجرت کرنا سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے اور حج کرنا سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

علامہ یحیٰ بن شرف نووی (متوفی ٦٧٦ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

وأن الهجرة الی فی حیاتی، و بعد وفاتی من دارالحرب اِلٰی دارالاسلام و امّا خبر: لا هجرة بعد الفتح فمعناه لاهجرة من مکة، لأن أهلها صارومسلمین "تهدم"أی مماوقع قبلها وبعد الاسلام ماعدالمظالم أی من السیئات. امّا حقق العباد فلاتسقط بالهجرة والحج اِجماعًا۔(٦٦٧)

ترجمہ: مکہ سے ہجرت صرف میری زندگی میں ہے اور میری وفات کے بعد دارالحرب سے دارالاسلام کے لیے ہجرت ہوگی اور وہ جو

حدیث ہے ''لا ھجرۃ بعد الفتح'' اُس کا مطلب ہے کہ اب
مکہ سے ہجرت مشروع نہیں رہی ہے کہ مکہ والے سب مسلمان
ہو چکے ہیں۔ یہ ہجرت اِسلام لانے سے پہلے اور بعد کے گناہ مٹا
دیتی ہے۔ البتہ حقوق العباد اور حقوق المال ہجرت اور حج سے
معاف نہیں ہوتے!!

۷۔ اسلام:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا اِنْ یَّنْتَهُوا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ، وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ۔(۲۶۸)

ترجمہ: آپ اِن کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ باز آجائیں (اِسلام قبول کرلیں) تو اُن کے گذشتہ سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اگر اپنی پرانی روش (کفروشرک) پر قائم رہے تو سابقین (پہلے سے کافر) کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے لیے شرط رکھی ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَا عَلِمْتَ یَا عَمرو! أَنَّ الاِسْلاَمُ یَهْدِمُ مَا کان قَبْلَهُ۔(۲۶۹)

ترجمہ: کیا تجھے نہیں معلوم، اے عمرو! اِسلام لانا سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

اَلاِسْلَامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَهُ۔(۲۷۰)

ترجمہ: اِسلام سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے

ہوتے سُنا:

اِذا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلاَ مُہُ یُکَفِّرُ اللّٰہُ عَنْہُ کُلَّ سَیِّئَۃٍ کَانَ زَلَّفَھَا وَکَانَ بَعْدَ ذَالِکَ الْقِصَاصُ الْحُسَنَۃُ بِعَشْرِ أَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِأَۃِ ضِعْفٍ وَالسَّیِّئَۃُ بِمِثْلِھَا اِلاَّ أَنْ یَّتَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْھَا۔(٦٧١)

ترجمہ: جب کوئی بندہ اِسلام قبول کرتا ہے اور اُس کا اِسلام اچھا ہوتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔وہ برائیاں، جن کے وہ قریب ہوتا ہے(جنکا عادی ہوتا ہے) اِس کے بعد اُس کی ہر نیکی کے بدلے دس گناہ سے لے کر سات سو گناہ تک بڑھا کر اجروثواب دیا جاتا ہے۔جبکہ برائی کرنے پر وہ ایک ہی برائی کی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ الاّ یہ کہ اللہ کریم اُس سے بھی درگذر فرمائے اور معاف فرمادے۔

۸۔حیض کا آنا:

خواتین کو ہر ماہ کے بعد کم وبیش دس دنوں کے لیے ایک مخصوص حالت سے گزرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ نہ صرف اذیت برداشت کرتی ہے بلکہ کئی عبادات و نیک اَعمال سے بھی محروم رہ جاتی ہے۔ چنانچہ ایسی خواتین کی دلجوئی کے لیے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وقالت عائشة رضی اللّٰہ عنھا: ما من امرأة تحیض اِلاّ کان حیضھا کفارة لمامضی من ذنوبھا و اِن قالت عند حیضھا الحمد للّٰہ علی کل حال وأستغفر اللّٰہ من کل ذنب کتب لھا برأة من النار و جواز علی الصراط و

أمان من العذاب و تقدم أن الحائض اِذا استغفرت عند کل صلاۃ سبعین مرۃ کتب لھا ألف رکھعۃ و محی عنھا سبعون ذنباوبنیٰ لھا بعدد کل شعرۃ فی جسدھا مدینۃ فی الجنۃ۔(٦٧٢)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جس عورت کو بھی حیض ہوتا ہے اُس کا حیض اُس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ اگر وہ عورت حیض کے دوران کہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه علی کُلّ حالٍ'' (ہر حال میں اللہ کا شکر ہے) اور ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ کُلِّ ذَنْبِ'' (اور میں ہر گناہ کی اللہ سے بخشش مانگتی ہوں) تو اُس کے لیے جھنم سے آزادی اور پُل صراط سے گذرنے کی اجازت اور عذاب سے حفاظت لکھ دی جاتی ہے۔ اور آگے فرماتی ہیں کہ حائضہ عورت اگر ہر نماز کے وقت ستر مرتبہ استغفار کرے تو اُس کے لیے ایک ہزار رکعت کا ثواب اور اُس کے ستر گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور اُس کے جسم پر موجود بالوں میں سے ہر بال کے بدلے میں جنت میں ایک شہر آباد کیا جاتا ہے۔

علامہ شہاب الدین احمد بن اِدریس القرافی (متوفی ۶۸۴ھ) امام نووی رحمۃ اللہ کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

جَعلَ اللّٰہ الحیض لحواء و بناتھا کفارۃ وطھوراً۔(٦٧٣)

ترجمہ: اللہ نے حیض کو حواء اور اُس کی بیٹیوں کے لیے کفارہ اور پاکیزگی بنادیا ہے۔

۹۔ وُضو:

وضو نماز کے لیے شرط اور نماز کی کنجی ہے۔ وضو کو اچھے طریقے سے انجام دیا جائے تو انسان کے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِن جَسَدِهٖ حتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحتِ أَظْفَارِهٖ۔(۶۷۴)

ترجمہ: جس نے بہترین وضو کیا اُس کے جسم سے تمام خطائیں نکل جائیں گی۔ یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی (گناہ نکل جائیں گے)

گویا جو شخص آداب وسُنن کا خیال رکھتے ہوئے وضو کرے، تو اُس کے اعضاءِ وضو کی ہی میل کچیل دور نہیں ہوگی بلکہ حدث کی وجہ سے ہونے والی باطنی ناپاکی کے ساتھ ساتھ اس کے سارے جسم کے گناہوں کی ناپاکی بھی دُھل جائے گی اور وہ حدث کے ساتھ گناہوں سے بھی پاک ہوجائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذا تَوَضَّأَ الْعَبدُ المسلم اَوِالْمُؤْمِنُ فَغَسَل وَجُهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنِهٖ مَعَ الْمآءِ أَوْمَعَ آخِرِ قَطَرِ الْمآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَج مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ بَطَشَتْهَا يَداهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ آخِرِ قَطْرِ المآءِ فَاِذا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجلاهُ مَعَ المآءِ أومَعَ آخِرِ قَطَرِ المآءِ حتّٰى يخرُجَ نَقِيّاً مِّنَ الذُّنُوبِ۔(۶۷۵)

ترجمہ: جب کوئی مسلمان یا مؤمن بندہ وضو کرتا ہے تو جس وقت وہ اپنا

چہرہ دھوتا ہے۔ تو اُس کے چہرے سے سارے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جو اُس نے اپنی آنکھوں سے کیے تھے اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو جیسے ہی ہاتھوں سے لگ کر پانی کے قطرے گرتے ہیں۔ اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اُس نے اپنے ہاتھوں سے کیے تھے۔ پھر جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو جیسے ہی اُس کے پاؤں سے پانی گرتا ہے اس کے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اُس نے اپنے پیروں سے کیے تھے۔ یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

اَلْوُضُوْءُ يُكَفِّرُ مَا قَبْلَهُ ثُمَّ تَصِيْرُ الصَّلٰوةُ نَافِلَةً۔(٦٧٦)

ترجمہ: وضو سابقہ گناہ مٹا دیتا ہے پھر نماز تو مزید باعث اجر و ثواب ہوتی ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوْئِی هٰذا ، غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔(٦٧٧)

ترجمہ: جس شخص نے میرے اِس وضو کی طرح وضو کیا اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَالْوُضُوْءَ، ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لا يَنْهَزُهُ اِلاّ الصّلاةُ، لَمْ يَخُطُ خَطْوَةً اِلَّا رفعَهُ اللّٰهُ عزّوَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خطيئَةً ، حتى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ۔(٦٧٨)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر مسجد کی طرف آئے اور نماز کے علاوہ کوئی حرکت نہ کرے، تو ہر قدم کے بدلے اُس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک خطا معاف ہوگی یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوجائے گا۔

یاد رہے کہ اِن احادیث میں معاف کیے جانے والے گناہ صغیرہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور حقوقُ العباد کی معافی کے لیے صاحب حق سے معاف کرانا ضروری ہے۔

۱۰۔ غسلِ جمعہ:

غسل کرنا کبھی فرض، کبھی سنت اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور وجوبِ غسل کا سبب انسان کا کوئی عمل ہوتا ہے۔ مگر جمعۃ المبارک کی یہ فضیلت ہے کہ اس دن اگر کوئی شخص غسل کی سنت کو زندہ کرے گا اللہ کریم اُس کے گناہوں کا کفارہ بنادے گا۔ چنانچہ حدیث ہے:

عن ابی بکر الصدیق و عمران بن حصین قالا: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: من اغتسل یوم الجمعة کفرت ذنوبه و خطایاه۔(۶۷۹)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اُس کے گناہ اور خطائیں معاف کردی گئیں۔

دوسری حدیث شریف ہے:

اغتسلوا یوم الجمعه فانه من اغتسل یوم الجمعة فله کفارة ما بین الجمعة اِلی الجمعة و زیادة ثلاثة أیام۔(۶۸۰)

ترجمہ: تم لوگ جمعہ کے دن غسل کیا کرو تو جو شخص جمعہ کے دن غسل کریگا تو وہ اُس کے لیے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور تین دن زیادہ کے گناہوں کا بھی !!

پہلی حدیث میں خبر او ردوسری میں اُمر ہے۔ جس سے جمعہ کے دن غسل کرنے کی فضیلت واہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ واقعی جمعۃ المبارک عید کا دن ہے۔

۱۱۔ نماز:

تمام عبادات کی سردار عبادت، نماز ہے۔ جب اس سے کمتر درجے کی عبادات سے گناہ مٹ جاتے ہیں تو نماز سے تو بدرجہ اولیٰ گناہ مٹ جانے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ خَمسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَ ضهِنَّ اللّٰه تَعَالٰی مَن اَحْسَنَ وُضُوءَ هُنَّ وَصَلَّاهُنّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَلَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شاءَ عَذَّبَهُ۔(۶۸۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جو اُن کے لیے اچھا وضو کرے اور وقت پر پڑھے، رکوع و سجود بھی ٹھیک سے کیے اور خشوع کے ساتھ ادا کیا تو اس کے لیے اللہ کا پکا وعدہ ہے کہ اُس کو بخش دے گا۔ اور جس نے (ایسا) نہ کیا تو اُس کے لیے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں! چاہے تو بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو اُسے عذاب دے گا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رسولُ اللّٰہ ﷺ اَرَأَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھراً بباب اَحَدِکُم یَغْتَسِلُ فیہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمسًا ھَلْ یَبْقٰی مِنْ دَرنِہٖ شیءٌ؟قالوا! لایَبْقٰی مِنْ دَرنِہٖ شیءٌ، قال: فذالِکَ مَثَلُ الصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِھِنَّ الْخَطَایَا۔(۶۸۲)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ایک دن فرمایا: بتاؤ! اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اُس میں غسل کرے تو کیا اُس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گی؟ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی مثال، پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعے خطاؤں کو دھوتا اور مٹاتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ یتَھافَتُ فَاَخذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجعَلَ ذَالِکَ الْوَرَقُ یَتھافَتُ، قال: فقالَ یااَبَاذَرٍّ! قُلتُ: لَبَّیْکَ یارَسُولَ اللّٰہِ! قال: اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُبِھَا وَجْہَ اللّٰہِ تَتَھَا فَتُ عَنْہُ ذُنُوبُہُ کَمَاَ تَھَافَتُ ھٰذَاالْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ۔(۶۸۳)

ترجمہ: نبی ﷺ سردیوں کے موسم میں باہر تشریف لے گئے۔ درختوں کے پتے (خزاں کی وجہ سے) جھڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دو ٹہنیاں درخت کی پکڑیں (اور ہلایا) تو اُس کے پتے جھڑنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوذر!

میں کہا: لبیک ! فرمایا: جب بندۂ مؤمن خالص اللہ کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اُس کے گناہ اِن پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسولُ اللّٰہ ﷺ : الصلوٰت الخمس والجمعة اِلی الجمعة کفارات لما بینهن مالم تغش الکبائر۔(۶۸۴)

ترجمہ: نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک انسان کبائر سے بچتا رہے۔

نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ ثُمَّ اَتی الجمعة فَاسْتَمَعَ وأَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَ الجُمُعَةِ اِلَی الجمعَةً۔(۶۸۵)

ترجمہ: جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے پھر مسجد میں آئے (خطبہ) سُنے اور خاموش رہے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ اُس کے معاف کر دیئے جائیں گے۔

صاحبِ قاب قوسین ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ تَطَهَّرَ فِی بَیْتِهٖ ثُمَّ مَشٰی اِلٰی بَیتٍ مِنْ بُیُوتِ اللّٰهِ لِیَقْضِیَ فَرِیْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ کَانَتْ خَطْوَتَاهُ تَحُطُّ خَطِیَئَةً وَالأُخْرٰی تَرْفَعُ دَرَجَةٌ۔(۶۸۶)

ترجمہ: جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر وہ اللہ کے گھروں (مساجد) میں سے کسی ایک گھر (مسجد) میں گیا تاکہ اللہ کی فرض کردہ (نمازیں) ادا کرے۔ تو ایک قدم پر اُس کا گناہ مٹایا جاتا ہے اور

دوسرے قدم پر اُس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللّٰہ ﷺ : اَلْمَلٰئِکَۃُ تُصَلِّی عَلٰی اَحَدِ کُمْ مَادَامَ فِی مُصَلَّاہُ الّذِی صَلّٰی فِیہِ مَالَم یحدِثُ اَوْ یَقُمِ ، اللّٰھُمَّ اغْفِرلَہُ اللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ۔(٦٨٧)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے تم میں سے اُس شخص کے لیے دُعا کرتے ہیں جو نماز کے لیے مسجد میں بیٹھا رہتا ہے۔ جب تک کہ اُس کا وضو نہ ٹوٹ جائے یا وہ کھڑا نہ ہو جائے ۔ اے اللہ اس کی مغفرت فرمادے، اے اللہ اس پر رحم فرما۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّہُ ﷺ کان یَستَغْفِر للصف الاوّل ثلاثاً وللصف الثانی مرّۃً۔(٦٨٨)

ترجمہ: نبی ﷺ نے پہلی صف والوں کے لیے تین دفعہ مغفرت کی دُعا فرمائی اور دوسری صف والوں کے لیے ایک دفعہ!

حدیث رسول ﷺ ہے:

من صلّی اللّٰہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک التکبیرۃ الاولٰی کتبت لہ براء تانِ، برائۃ من النار و برائۃ من التفاق۔(٦٨٩)

ترجمہ: جس شخص نے اللہ کے لیے فرض نماز با جماعت چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کی ، اُس کے لیے دو آزادیاں لکھی جاتی ہیں۔ آگ سے آزادی اور نفاق سے آزادی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اِذا أمن الامام فأمنوا فانه من وافق تامینه تأمین الملائکة غفرله مَاتقدم من ذنبه۔(۶۹۰)

ترجمہ: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اُس کے پچھلے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اِذا قال الامام سَمِعَ اللّٰہ لِمَنْ حَمِدَہُ فقولوا اللّٰهُمَّ ربَّنَا لَکَ الحمدُ فاِنّهُ مَنْ وافق قوله قول الملائکة غفرله ماتقدم من ذنبه۔(۶۹۱)

ترجمہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے جگری دوست علیہ السلام کوفرماتے ہوئے سُنا ہے:

مَامِن عبدٍ یسجد للّٰہِ سَجْدَةً اِلاّ رَفَعَهُ اللّٰہ بها دَرَجَةً وحُطَّ عَنْهُ بها خَطِیْئَةً۔(۶۹۲)

ترجمہ: جو بندہ خالص اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے اللہ پاک اُس کے سبب سے اُس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مِٹا دیتا ہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

مَنْ عَلِمَ أَنَّ الصَّلٰوةَ حَقٌّ مَکْتُوبٌ واجبٌ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔(۶۹۳)

ترجمہ: جس شخص نے جان لیا (اُسے یقین ہے) کہ نماز حق ہے۔ اللہ کی

طرف سے فرض ہے اور اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت مالک بن ھبیرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

مَا صَلّٰی ثَلاَثَۃَ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسلمینَ عَلی رَجلٍ مُسلمٍ یَستغفرونَ لَہ اِلاّ اَوْ جَبَ۔(۶۹۴)

ترجمہ: جس مسلمان کی نماز جنازہ مسلمانوں کی تین صفیں پڑھیں۔ اُس کیلئے بخشش کی دُعا کریں تو اللہ پاک اُس کیلئے جنت واجب کر دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ نماز کی تاثیر و برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔

۱۲۔ روزہ:

نماز کی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی گُناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں چنانچہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

مَن صَامَ رَمَضَانَ ایماناً واِحتساباً غُفِرَ لَہُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔(۶۹۵)

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک کے روزے ایمان و احتساب کی نیت سے رکھے تو اُس کے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

نبی ﷺ کی حدیث شریف ہے:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ و عَرَف حُدُودَہُ وَتَحفظَ مَا یَنْبَغِی أَنْ یَّتحفظَ کَفَّرَ مَاقَبْلَہُ۔(۶۹۶)

ترجمہ: جس نے رمضان المبارک کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور اُس طرح سے حفاظت کی جس طرح کہ حفاظت کرنا چاہیے تو (یہ عمل) اُس کے سابقہ گناہ مِٹا دے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فی اوّل ذی الحجة ولد ابراھیم علیه السلام فمن صام ذالک الیوم کان کفارة ثما نین سنة۔(٦٩٧)

ترجمہ: ذی الحجہ کے اوائل میں (یکم ذی الحجہ) کو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جو شخص اس دن روزہ رکھے گا وہ اُس کے اَسّی سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

سرورِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

صیام یوم عرفة یکفر سنتین، سنة قبلها و سنة بعدها۔(٦٩٨)

ترجمہ: یوم عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے ایک سال گذرا ہوا اور ایک سال آئندہ۔

رحمتِ عالم ﷺ کا فرمان ہے:

أَنّ صوم عاشوراء یکفر سنة۔(٦٩٩)

ترجمہ: بے شک عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

صوموا یوم عاشوراء و وسعوا علی أھالیکم فقد تاب اللّٰہ فیه علی آدم اِلٰی أن قال: فمن صامه کله کان کفارة اربعین سنة و أعطی ثواب شهید و کتب له اجر سبع سموات۔(٧٠٠)

ترجمہ: عاشورا کا روزہ رکھو اور اپنے اھل کے لیے ہاتھ/ دستر خوان کُھلا کر دو تو اللہ کریم نے عاشورا کے روز آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی

ہے یہاں تک کہ فرمایا: تو جو ساری زندگی عاشورا کا روزہ رکھے گا وہ اُس کے لیے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔ اُسے شہید کا ثواب ملے گا اور اُس کے لیے سات آسمانوں کے برابر اجر لکھا جائے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر ماہ کے ہفتہ، اتوار اور پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔ پھر اگلے ہفتے میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے تا کہ ہفتے کے زیادہ سے زیادہ دنوں میں روزے دار رہیں۔ اسی وجہ سے علامہ احمد بن علی بن حجر ابوالفضل العسقلانی الشافعی لکھتے ہیں:

واختار ابراهيم النخعي أن يصومها آخر الشهر ليكون كفارة لما مضىٰ۔(۷۰۱)

ترجمہ: اسی لیے ابراہیم النخعی کہتے ہیں کہ مہینے کے آخری دنوں میں روزے رکھنا گذشتہ دنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتے ہیں۔

گویا روزے کی یہ تاثیر ہے کہ نفس کے ساتھ ساتھ گناہوں کو بھی مٹا دیتا ہے۔ کمزوری، ضعف اور عاجزی وانکساری پیدا کر کے قرب الٰہی عطا کرتا ہے۔

۱۳۔ زکوٰۃ وصدقات:

زکاۃ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے جس کے لیے قرآن و سنت میں لفظ ''صدقہ'' استعمال ہوا ہے۔ اس کی ادائیگی سے نہ صرف آزمائشوں میں کامیابی ملتی ہے بلکہ گناہ معاف ہوتے اور اللہ کا غضب، اُس کی رحمت میں بدل جاتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

فتنة الرجل في أهله و ماله وولده وجاره تكفرها الصلاة والصوم والصدقة والأمر والنهي۔(۷۰۲)

ترجمہ: آدمی کی آزمائش اُس کے اُھل وعیال میں ہے اور اُس کے مال میں ہے اور اُس کی اولاد میں ہے او راُس کے پڑوسیوں میں ہے۔ (اِس آزمائش میں ہونے والے گناہوں کو) نماز اور روزہ اورزکات اورامرونہی کے اُعمال سے مٹایا جاسکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

أن رجلاً سأَل الرسولَ ﷺ قال: اِن اَبی مَات وترک مالاً ولَمْ یوصِ، فَهَل یُکفِرعَنهُ اِن تصدّقتُ عنه؟ قال: نَعَمْ۔(۷۰۳)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: میرا والد فوت ہوگیا ہے اور اُس نے کافی مال چھوڑا ہے مگر وصیت نہیں کی ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُس کے گناہ معاف ہونگے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

حضرت مرثد بن عبداللہ الیزنی فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض اُصحاب رسول ﷺ نے بیان کیا ہے کہ اُنہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

اِنّ ظِلَّ المؤمنِ یومَ القیمة صَدَقَةٌ۔(۷۰۴)

ترجمہ: بے شک قیامت کے دن مؤمن پر اُس کے صدقہ کا سایہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ الصَّدَقَةَ لتطفیُٔ غضبُ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ عَنْ مَیْتِهِ السُّوءَ۔(۷۰۵)

ترجمہ: بے شک صدقہ (زکاۃ) اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مامن عبدیعبد اللّٰہ ولا یشرک به شیاء ویقیم الصّلاۃ ویؤتی الزکاۃ ویصوم رمضان ویجتنب الکبائر اِلاّ دَخَلَ الجنَّۃ۔(۷۰۶)

ترجمہ: جو آدمی بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے اور زکاۃ ادا کرتا ہے اور رمضان کے روزے رکھتا ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔

ابولبابہ رضی اللہ عنہ سمیت دس اُفراد غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں اپنے اموال پیش کرتے ہوئے کہا: اِن کی وجہ سے ہم آپ سے جدا رہے لہٰذا اِن کو ہماری طرف سے صدقہ کردیجئے۔ ہمیں نہ صرف گناہ سے پاک کیجئے بلکہ ہمارے لیے بخشش بھی مانگئے: تو نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے مال لینے کا حکم نہیں ملا ہے۔ جس پر یہ آیت اُتری: خُذْ مِنْ أموالِهِمْ صَدَقَة۔(۷۰۷)''ان کے مالوں میں سے صدقہ (کفارہ) قبول کیجئے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فأخذ ثلث أموالهم و كانت كفارة الذنوب التى اَصابوا۔(۷۰۸)

ترجمہ: تو آپ ﷺ نے اُن کے مال میں سے ایک تہائی مال لیا اور وہ مال اُن کے اُن گناہوں کا کفارہ تھا جو اُن سے سرزد ہوئے۔

۱۴۔مناسکِ حج وعمرہ:

حج وعمرہ سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَم یفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔(۷۰۹)

ترجمہ: جس نے اللہ کے لیے حج کیا نہ اُس نے (دورانِ حج) کوئی بدکلامی کی اور نہ کوئی نافرمانی کی تو وہ حج سے یوں لوٹے گا جیسا کہ اُس کی ماں نے اُسے جنا تھا (تو وہ گناہوں سے پاک تھا) اُس دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

اللّٰهمَّ اغفر للحاج ولمن استغفر له الحاج۔(۷۱۰)

ترجمہ: اے اللہ! حاجیوں کی مغفرت فرما اور جس شخص کے لیے حاجی دُعا کریں اُس کی بھی مغفرت فرما۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِمَا بَیْنَهُمَا۔(۷۱۱)

ترجمہ: ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ ہے جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچنے کا عمل عمر بھر کے گناہوں کے لیے کفارۃ ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أن تکفیر العمرة مفید بزمنها وتکفیر الاجتناب عام لجمیع عمر العبد۔(۷۱۲)

ترجمہ: عمرہ کی تکفیری صلاحیت وقت کے ساتھ مقید ہے جبکہ کبائر سے

اجتناب کی تکفیری صلاحیت عام ہے۔ بندے کی ساری عمر کے گناہوں کے لئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

تَابِعُوا بَينَ الحجّ وَالعُمرة فَاِنَّهُما يَنفِيَانِ الفَقرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنفِى الكِيرُ خُبثَ الحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ۔(۷۱۳)

ترجمہ: حج اور عمرہ کو ملا کر ادا کرو یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ایسے مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الحجاج والعمار وفداللّٰه. اِن دعوهُ أجابهم واِن استغفروه غفرلهم۔(۷۱۴)

ترجمہ: حجاج اور عمرے والے اللہ کی جماعت ہیں اگر وہ اللہ سے دُعا کریں گے تو وہ قبول کرے گا اور اگر وہ اللہ سے بخشش طلب کریں گے تو وہ اُن کی بخشش فرمادے گا۔

نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ أَحْرَمَ مِنْ بَيْتِ المقدّس غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔(۷۱۵)

ترجمہ: جس نے حج وعمرہ کا احرام بیت المقدس سے باندھا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔

حدیث رسول ﷺ ہے:

من أهل من المسجد الأقصىٰ بعمرة أو بحجّة غفر اللّٰه له ماتقدّم من ذنبهٖ۔(۷۱۶)

ترجمہ: جس نے حج یا عمرے کا آغاز مسجد اقصی سے کیا اللہ تعالیٰ اُس کے سابقہ سارے گناہ معاف کردے گا۔

صدائے طیبہ ہے:

مَـنْ طَـافَ بـالبَيـتِ خَـمْسِيْـنَ مرة خرجَ مِنْ ذنُوبه كَيَومٍ وَلَدَتْهُ أمّهُ۔(۷۱۷)

ترجمہ: جس نے بیت اللہ کے پچاس طواف کیے وہ اس دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوجائے گا جیسا کہ وہ اُس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

حضرت حصین بن عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يا فاطمة قومی فاشهدی أضحيتکِ فانه يغفرلکِ باَوّل قطرةٍ تُقطِرُ مِن دمها کل ذنبٍ عَمِلتِهِ۔(۷۱۸)

ترجمہ: اے فاطمہ! کھڑی ہوجا اور اپنی قربانی کے جانور کے پاس حاضر ہوجا بے شک یہ تیری بخشش کرائے گا اپنے خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی وہ تمام گناہ جو تو نے کیے ہیں۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

اِذا قرب العبد قربانه بالأرض فذبحه کان اوّل قطرة من دمه کفارة لذنبه وله بکل شعرة حسنة۔(۷۱۹)

ترجمہ: جب بندہ قربِ الٰہی کے لیے قربانی کرتا ہے زمین پر تو اس کے ذبح شدہ جانور کے خون کا پہلا قطرہ ہی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور اسے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

وَمَا مِنْ مُّؤْ مِنٍ یَظُلُّ یَوْ مَهُ مُحْرِ مًا اِلاّ غَابَتِ الشمسُ بذُنُوبِهٖ۔(۷۲۰)

ترجمہ: جو بندۂ مومن پورا دن حالت احرام میں رہتا ہے سورج اُس کے گناہوں کو لیکر غروب ہوتا ہے یعنی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ سے سُنا کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے کہا کہ آپ حجرِ اَسود اور رُکن یمانی کے بوسے کے لیے بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے:

اِن اِستلامهما یحط الخطایا۔(۷۲۱)

ترجمہ: اِن دونوں (حجرِ اَسود و رُکنِ یمانی) کو بوسہ دینا گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اور دوسری روایت ہے:

اِن مسحهما کفارة للخطایا۔(۷۲۲)

ترجمہ: اِن دونوں (حجرِ اَسود اور رُکن یمانی) کو چُھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب عرفہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اظہارِ فخر فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اے فرشتو! میرے بندوں کو دیکھو، بکھرے بالوں اور غبار آلود چہروں کے ساتھ دھوپ برداشت کرتے ہوئے دور دور کے راستے طے کرتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں۔ ''اُشهِدُ کُمْ اَنّی قد غفرتُ لَهُمْ'' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت فرمادی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے اللہ! ان میں تو فلاں فلاں گنہگار بندے بھی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بلاشک و شبہ میں نے اُن کو بھی بخش دیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن میں جہنم کی آگ سے لوگ آزادی نہیں پاتے۔(۷۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار حلق کرانے (سر منڈوانے) والوں کے لیے فرمایا: **اللّٰھُمّ اغفر للمحلقین** (اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرمادے) اور چوتھی دفعہ قصر (بال چھوٹے کراونے) کراونے والوں کے لیے فرمایا: **اللّٰھُمّ اغفر للمقصرین** ۔ اے اللہ! قصر (بال کترانے والوں) کروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔ (۷۲۴)

حدیث رسول ﷺ ہے:

من قضی نسکه وسلم المسلمون من لسانه ویده غفر له ماتقدم من ذنبه۔ (۷۲۵)

ترجمہ: جس نے حج کے ارکان مکمل کیے اور اس دوران دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہے تو اُس کے سابق تمام گناہ معاف کردیئے گئے۔

۱۵۔ والدین سے حُسن سُلوک:

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

وقضٰی رَبُّکَ اَلاّ تَعۡبُدُوۡا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوۡ کِلٰھُمَا فَلاَ تَقُلۡ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلاتَنۡھَرۡھُمَا وَقُلۡ لَّھُمَا قَوۡلاً کَرِیۡمًا o وَاخۡفِضۡ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَقُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِی صَغِیۡرًا o۔ (۷۲۶)

ترجمہ: اور تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروگے۔ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کروگے۔ اگر تیری موجودگی میں اُن میں سے ایک یا یہ دونوں بوڑھے ہوجائیں تو ان

کے سامنے اُف (ہوں) تک نہ کہنا۔ نہ ہی انہیں جھڑکنا بلکہ اُن کے ساتھ نہایت ادب واحترام اور نرمی سے بات کرنا۔

اور عاجزی ومحبت کے ساتھ انکے سامنے تواضع سے بازو پھیلائے رکھنا اور دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں نہایت شفقت سے میری پرورش کی۔

چنانچہ امام احمد اور امام مکحول رحمهما اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

بِرُّ الْوَالِدَیْنِ کَفَّارَۃٌ لِلْکَبَائِرِ۔(۷۲۷)

ترجمہ: والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کبیرہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

۱۶۔حُصولِ علم:

طلبِ علم بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

یقولُ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ یوم القیامۃ: یامعشر العلماءِ انی لَم اَضَع علمی فیکم اِلاّ لمعرفتی بکم، قوموا فانی قد غفرت لکم۔(۷۲۸)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے گروہِ علماء! میں نے تمہارے سینوں میں اپنا علم اِسی لیے رکھا تھا کہ تمہارے ذریعے میں پہنچانا جاؤں، کھڑے ہوجاؤ، میں نے تمہاری بخشش کردی ہے۔

عن انس بن مالک قال: قال رسولُ اللّٰہ من علم ابنہ القرآن نظرا غفر اللّٰہ لہ ماتقدم من ذنبہ دما تأخر۔(۷۲۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: وہ فرماتے

ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: جس شخص نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن پڑھایا اللہ کریم اُس کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادے گا۔

دیکھ کر قرآن پڑھنے، پڑھانے کا یہ اجر ہے تو قرآن حفظ کرنے کا کتنا اجر ہوگا! کیونکہ وہ رب تو اتنا کریم ہے کہ اگر بندہ صرف اتنا جان لے کہ اللہ معاف فرمانے والا ہے تو اللہ کریم اُسے معاف فرمادیتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن امّ هانی قالت: قال رسولُ اللّٰه ﷺ مَن عَلِم أَنَّ اللّٰهَ يغفرله فهو مغفورٌ۔(۷۳۰)

ترجمہ: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنھا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ جان لے (اتنا سا علم حاصل کرلے) کہ اللہ اُس کی بخشش فرمادے گا، تو وہ بخش دیا جاتا ہے۔

عن ابن مسعود قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من اذنب ذنبا فعلم أن اللّٰه قد اطلع عليه فغفرله وإن لم يستغفر۔(۷۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے گناہ کیا اور جان لیا کہ اللہ اُس کے گناہ سے واقف ہے تو وہ بخش دیا جائے گا اگرچہ اُس نے بخشش طلب نہ بھی کی ہو۔

یعنی اتنا تھوڑا اور قلیل علم حاصل کرنا مغفرت کا سبب بن جاتا ہے تو جنہوں نے اپنی زندگیاں علم کی خاطر وقف کردی ہیں وہ یقیناً اللہ کریم سے بخشش کا پروانہ پائیں گے۔ چنانچہ حدیث ہے:

عن النبی ﷺ قال: من طلب العلم کان کفارۃ لمامضی۔(۷۳۲)

ترجمہ: نبی ﷺ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے علم حاصل کیا تو وہ اُس سے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

۱۷۔ وصیت کرنا:

وصیت کے معنی ہیں: حکم کرنا۔ عہد لینا۔ گُھٹنا باندھنا اور کسی کام کے کرنے کا اِشارہ کرنا۔(۷۳۳)

چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ أَحَدَ كُم والْمَوْتُ اِن تَرَكَ خيراً الْوَصِيَّةُ، لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حقّاً عَلَى الْمُتَّقِيْنَ۔(۷۳۴)

ترجمہ: تم پر فرض کردیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور اگر وہ مال چھوڑے جارہا ہو تو اپنے ماں، باپ اور قریبی رشتہ داروں کے لیے اچھائی کے ساتھ وصیت کرجائے۔ پرہیزگاروں پر یہ حق ہے اور ثابت ہے۔

وصیت کی اقسام:

وصیت کی تین قسمیں ہیں:

(الف) وصیۃ المیراث۔ (ب) وصیۃ النصح (ج) وصیۃ الاستخلاف

(الف) وصیۃ المیراث:

میراث اور ترکے میں وصیت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ

نبی ﷺ نے اِس کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

ماحق امرئ مسلم له شئ یوصی فیه یبیت لیلتین اِلا و وصیته عندهُ مکتوبة۔(۷۳۵)

ترجمہ: مسلمان پر سب سے بڑا حق وصیت کا ہے جبکہ اُس کے پاس کوئی جائیداد ہوتو اُسے وصیت کیے بغیر دو راتیں بھی نہیں گذارنا چاہئیں۔

صحابہ کرام نے اس پر خوب عمل کیا جبکہ سیدنا عمر بن خطاب کا قول ہے:

لَمْ أَبَت لیلة منذ سمعتُ رسول اللّٰه ﷺ یقول ذالک اِلاّ وو صیتی عندی۔(۷۳۶)

ترجمہ: میں نے جب سے یہ بات نبی ﷺ سے سُنی ہے میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری کہ میری وصیت میرے پاس موجود ہوتی ہو!

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَضرتهُ الوفاة فأوصیٰ فکانت وصیته علی کتاب اللّٰه کانت کفارة لما ترک من زکاته فی حیاته۔(۷۳۷)

ترجمہ: جس شخص کی موت کا وقت آیا اور اُس نے وصیت کردی تو اُس کی یہ وصیت کتاب اللہ پر اپنی زندگی میں زکاۃ ادا نہ کرنے کے گناہ کا کفارہ ہوگئی۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

المحروم من حرم الوصیة۔(۷۳۸)

ترجمہ: وہ شخص خیر و بھلائی سے محروم ہے جو وصیت کرنے سے محروم رہا۔

(ب) وصیۃ النصح:

یہ وصیت عام ہے جو بوقت مرگ کی جاتی ہے اور یہ اہل وعیال، اولاد اور تمام

لوگوں کو کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے بھی بوقت وفات وصیۃ فرمائی تھی:

الصّلاۃُ وما ملکت أیمانُکم۔(۷۳۹)

ترجمہ: میں تمہیں نماز کی پابندی کرنے اور لونڈیوں کا خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

(ج) وصیۃ الاستخلاف:

دینِ اسلام اللہ کی امانت ہے۔ اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے علم، عمل، محبت، صحبت۔ خلوص اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے شیخ، اُستاذ یا والد اپنے شاگردوں، مریدوں اور بچوں کو وصیت کرتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد یہ ذکر وفکر، جہد وتقویٰ اور خلوص و خدمت کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ اس کے لیے عالم اور عامل، مقتدی اور طالب علم کے درمیان فی اللہ محبت کا رشتہ قائم کرنا ضروری ہے۔ اِس کے لیے وہ کسی کو اپنا نائب، خلیفہ یا سجادہ نشین بناتے ہیں۔

۱۸۔ ترکِ گناہ:

بندے کا گناہ کرنا اللہ کو پسند نہیں ہے مگر ترکِ گناہ اللہ کو اتنا محبوب ہے کہ ہر ''ترک'' کو اُس کے سابق گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء کا قول ہے:

کفارۃ الذنب المعتاد أن تقدر علیه عدد ما اتیته ثمّ لا تقع فیه فیکون کل ترک کفارۃ لفعل۔(۷۴۰)

ترجمہ: کسی بڑے گناہ کا کفارہ یہ ہے کہ جتنی دفعہ وہ گناہ کرے اُتنی ہی دفعہ اُس کو ترک کرنے کی کوشش کرے پھر اُس گناہ کا کبھی اِرتکاب نہ کرے(تو اِس ترکِ گناہ کی کوشش میں) ہر دفعہ گناہ ترک کرنے کی کوشش کرنا اُس کے گناہ کا کفارہ ہوگا۔

۱۹۔ صالحین کی یاد منانا:

صالحین و پاکباز بندوں کا ذکر، اُن کی یاد اور میلاد منانا بھی گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

ذِکرُ الْاَنبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ۔(۷۴۱)

ترجمہ: انبیاء کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر (یاد منانا) گناہوں کا کفارہ ہے۔

چنانچہ ایک عرب شاعر علی بن نایف الشحود کہتا ہے:

۱. **أهدى الصّباح حياته ، و سكينةً أهدى الغروب**
يا منذراً و مبشراً من عند علام الغيوب

۲. **يا داعِياً وسراج نورً قدأضا، لنا الدُّروبِ**
ذكراك تحيينا وحبك غيثنا يروى القلوب

۳. **وحديثك الهادى رياض ليس فيها من لغوب**
صلّى عليك اللّٰه يا من ذكره يمحوالذنوب۔(۷۴۲)

ترجمہ: (۱) جسکی پُر سکون زندگی صبح کی مانند روشن ہے اور جس کا رُعب و دبدبہ تیروں کی تیز نوک کی طرح ہیبت ناک ہے۔ اے وہ ذات جو اللہ سے ڈرانے والی اور غیب داں رب کی طرف سے خوشخبریاں سُنانے والی ہے۔

(۲) اے اللہ کی طرف بُلانے والے اور روشن چراغ جس نے ہماری گلیاں اور دل کے دروازے روشن کر دیئے ہیں۔ تیری بات ہماری زندگی ہے۔ تیری محبت ہمارے لیے موسلا دھار بارش ہے جس نے ہمارے دلوں کی کھیتی کو سیراب کر دیا ہے۔

(۳) اور تیری باتیں ایسے باغ کی طرح ہیں جس میں داخل ہونے والے کو نہ کوئی بھوک رہتی ہے نہ تھکاوٹ ہوتی ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔ اے وہ (ذات) کہ جس کے ذکر (یاد) سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

چنانچہ علامہ احمد بن محمد المقری التلمسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

میں اپنی اس کتاب (نفح الطیب) کے شروع میں شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ لکھا ہے تبرکاً۔ کیونکہ وہ میرے دادا کے شیخ ہیں۔ میں بھی اُن کی دعاؤں کی برکتوں کا ظہور ہوں اور پھر میں نے اِس کتاب میں کثیر تعداد میں دنیاداروں کا ذکر کیا ہے جو کوئی اچھا عمل نہیں ہے بس اُس کے کفارے کے لیے میں نے شیخ اَبو مدین کا ذکر کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

فأرونا كفارة ذالک بذكر الصالحين.

ترجمہ: میں نے صالحین کا ذکر کر کے دنیا داروں کے تذکرے کا کفارہ ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔(۳۴۷)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

أسرد حديث الصالحين و سمّهم فبذكرهم تتنزل الرحمات

واذكر فضائلهم، تنل بركاتهم و قبورهم زرها اِذا ما ماتوا

ترجمہ: میں صالحین کی باتوں کو دُھراتا ہوں اور انہیں عام کرتا ہوں اور انہیں پکارتا ہوں کیونکہ ان کے ذکر سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔تو اُن کے فضائل بیان کر، ان کی برکتیں حاصل کر، جب وہ مر جائیں تو ان کی قبروں کی زیارت کر۔

۲۰۔ حاجت روائی کرنا:

انسان ایک ایسا جانور ہے جو تنہا، اکیلا اور گوشہ نشیں بن کر نہیں رہ سکتا۔ اُسے

مل جل کر ہی رہنا ہوگا۔ اُس کی بقا و ترقی اور آگے بڑھنے کے لیے، ملکیت و اقتدار کے لیے، باہمی روابط و تعلقات اور باہمی تعاون ضروری ہے۔ ایک دوسرے کے کام آنا انسان کی خصوصیت بھی ہے اور مجبوری بھی ۔ مگر اللہ نے اس عمل کو بھی گناہوں کا کفارہ بنادیا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن انس قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: من مشی اِلیٰ حاجة أخیه المسلم کتب اللّٰہ له بکل خطوة یخطوها حسنة اِلیٰ أن یرجع من حیث فارقة فان قضیت حاجته خرج من ذنوبه کیوم ولدته أمه و اِن هلک فیامن هالک دخل الجنة بغیر حساب۔(۷۴۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔ یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ پھر وہ حاجت روائی میں کامیاب ہوگیا تو گناہوں سے یوں نکل جائے جیسے اُس کی ماں نے جب جنا تھا تو وہ گناہوں سے پاک تھا اور اگر حاجت روائی کے دوران مرگیا تو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

عن عبداللّٰہ بن عمر قال: قال رسولُ اللّٰہ ﷺ: مَن قادمکفوفا أربعین خطوة فصا عدا غفر اللّٰہ له ماتقدم من ذنبه۔(۷۴۵)

ترجمہ: جس کسی نے کسی نابینا یا معذور کی راہنمائی چالیس قدم چلے یا مشقت اُٹھائی، اللہ اُس کے سابقہ گناہ معاف کردے گا۔

حضرت جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

کفارۃ عمل السلطان الاحسان الی الاخوان۔(۷۴۶)

ترجمہ: بادشاہت کا کفارہ یہ ہے کہ بادشاہ اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی و بھلائی کا سلوک کرے یعنی اُن کی حاجات کو پورا کرے۔

جبکہ ابن حمدون نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا قول یوں نقل کیا ہے:

کفارۃ عمل السلطان قضاء حوائج الناس۔(۷۴۷)

ترجمہ: بادشاہت کا کفارہ یہ ہے کہ بادشاہ لوگوں کی حاجات کو پورا کرے۔

۲۱۔ فی اللہ محبت/مصافحہ/ملاقات:

اللہ کے لیے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے محبت و مصافحہ کرنا اللہ کریم کو بہت پسند ہے اور گناہوں کے کفارے کا سبب ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن انس بن مالک قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ : ما من عبدین متحابین فی سبیل اللّٰہ لیستقبل أحدھما صاحبه فیصا فحانِه، ویصلیان علی النبی ﷺ اِلاّ لم یفترقا حتی تغفر ذنوبھما ماتقدم منھا و ماتأخر۔(۷۴۸)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو دو بندے صرف اللہ کی رضا کیلئے آپس میں محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ دونوں مصافحہ کرتے اور نبی ﷺ پر دونوں درُود پڑھتے ہیں ۔تو وہ دونوں جُدا بھی نہیں ہوتے کہ اُن کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

لاَ یحل المسلم أَنْ یَّھْجُرَ مسلِماً فَوْقَ ثَلاَثٍ فاِنّھما

ناکبان عن الحق ماداما علی اصرارھما، واوّلُھما فیئًا یَکُونُ سَبُقُهُ بِاالْفَیْءِ کَفَّارَةً لَهُ۔(۷۴۹)

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ جب تک اِس ترک تعلق پر مُصر رہیں گے حق سے تجاوز کرنے والے ہونگے۔ اور اُن دونوں میں سے ملاقات میں جو پہل کرے گا اُس کا ملاقات کے لیے پہل کرنا اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

۲۲۔ندامت وشرمندگی:

انسان خطا کا پُتلا ہے۔ بار بار غلطیاں کرتا ہے۔مگر وہ انسان جو گناہ، غلطی اور خطا و جرم کرنے کے بعد شرمندگی وندامت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اللہ کو بہت پسند ہوتا ہے اور اُس کے گناہ اللہ معاف کر دیتا ہے۔ چنانچہ حدیثِ رسول ﷺ ہے:

عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال: من أخطأَ خطیئَةً اَوْأَذْنَبَ ذَنْباً ثُمَّ ندم فھو کَفَّارة لَهُ۔(۷۵۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص غلطی یا گناہ کرے پھر وہ شرمندہ ہوجائے تو یہ شرمندگی اُس کے گناہ کا کفارہ بن جاتی ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک بازار میں آگ لگ گئی۔سب دکانیں جل گئیں۔ ابوالحسن رات کو باہر نکلے۔تو کسی نے بتایا: آج بازار میں آگ لگ گئی ہے۔آگ نے سب دکانیں جلادی ہیں سوائے آپ کی دکانوں کے!! اُنہوں نے کہا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!**

پھر انہیں خیال آیا کہ میں نے اپنے مال کے بچ جانے اور مسلمانوں کے مال کے جل جانے پر **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** ! کہا ہے۔انہوں نے اپنے اِس عمل کو گناہ جانا اور اتنا

شرمندہ ہوئے کہ ہر چیز صدقہ کردی اور بازار سے باہر نکل گئے۔ تیس سال تک ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ '' کا ورد کرتے رہے اور اِس ایک کلمہ کے بے وقت منہ سے نکل جانے کا کفارہ ادا کرتے رہے۔(۷۵۱)

۲۳۔ دُعا کرنا:

اسلام میں عبادات کے بعد ہاتھ اُٹھا کر اور بغیر ہاتھ اُٹھائے ہر دو طرح سے دُعا مانگنا سنت ہے۔ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ دُعا بغیر حیا کے اور حیا بغیر دُعا کے اُدھورا ہے۔ دُعا گناہوں کا کفارہ بھی بن جاتی ہے۔ چنانچہ بشر بن الحارث کا قول ہے:

اَلدُّعاءُ کَفَّارَۃُ الذُّنُوب۔(۷۵۲)

ترجمہ: دُعا، گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَکَلَ طَعَاماً فقال: الحمد للّٰہ الذی أطعمنی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوّۃ غفر لہ ماتقدم من ذنبہ۔(۷۵۳)

ترجمہ: جس نے کھانا کھایا اور کہا: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہے اور مجھے رزق عطا فرمایا باوجود کہ اُس کے حصول کی نہ تو مجھ میں قدرت تھی نہ ہمت تو اُس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے گئے۔

اور جو شخص اذان کا جواب دے اور اذان کے بعد یہ کلمات کہے اُس کی بھی مغفرت ہوجاتی ہے:

وأنا أشھدأن لا الٰہَ اِلاّ اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ وأن محمد عبدہ ورسولہ. رضیتُ باللّٰہ ربّاً وبمحمدنبیاً و بالا سلادیناً غفرلہ ذنبہ۔(۷۵۴)

ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے اور اِسلام کے دین ہونے پر۔ اُس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اگر کسی کے ساتھ ہم نے زیادتی کی، ظلم کیا، کسی کا حق مارا، کسی کو اذیت دی یا کسی کو گالی دی یا بُرا بھلا کہا ہے۔ تو اگر قرآن وسنت میں کوئی اُس کا کفارہ بیان ہوا ہے۔ تو ادا کریں۔ ورنہ مذکورہ شخص کے لیے دُعائے کفارہ پڑھنی چاہیے۔ چنانچہ نبی پاک ﷺ نے یہ دُعا مانگی تھی:

اَللّٰھُمَّ! اِنِّی اَتَّخَذْتُ عِنْدَکَ عَھْداً، لَنْ تُخْلِفَنِیْہِ، فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُہٗ، اَوْجَلَدْتُہٗ، فَاجْعَلْ ذَالِکَ کَفَّارَۃً لَہ، یَوْمَ الْقِیٰمۃِ۔(۷۵۵)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے عہد لیتا ہوں کہ تو وعدہ خلافی نہیں کرتا کہ میں نے جس کسی مؤمن کو گالی دی ہو یا کوڑا مارا ہو تو اِس کو قیامت کے دن اُس شخص کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔(اگر ہم اپنی ایذا رسانی کو مظلوم کے لیے کفارہ بنانے کی دُعا کریں گے تو اُمید ہے ہماری بخشش کی بھی سبیل نکلے آئے گی۔)

ہم تو انسان ہیں۔مٹی کا پیالہ بھی دُعائے مغفرت کرتا ہے۔تو اگر مٹی کے پیالے کی دُعا سے انسان کی مغفرت ہوسکتی ہے تو حضرتِ انسان کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی دُعا سے کیوں مُردے نہیں بخشے جائیں گے۔ چنانچہ ابو الیمان معلیٰ بن راشد کہتے ہیں کہ میری دادی، ام عاصم سنان بن سلمہ کی اُم ولد تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم پیالے میں کھانا کھا رہے

تھے۔تو نبیشہ الخیر ہمارے پاس آئے اور ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَكَلَ فی قصعة ثمّ لحسها استغفرت له القصعة۔(۷۵۶)

ترجمہ: جو شخص پیالے میں کھائے، پھر اُسے چاٹے تو وہ پیالہ اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

۲۴۔ درُودِ پاک پڑھنا:

ہر مسلمان کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ ہر وقت، ہر گھڑی، ہر جگہ اور ہر سانس میں نبی ﷺ پر درُود پڑھنا چاہیے۔ بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن درُود پڑھنے سے نیکیوں میں اضافہ ہوگا اور گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صَلّوا عَلَیَّ، فاِن الصَّلاۃَ عَلَیَّ کَفَّارَۃٌ لکم، فمن صلّی علّی مرّۃً صَلّی اللّٰہ علیه عشراً۔(۷۵۷)

ترجمہ: تم سب مجھ پر درود پڑھا کرو، مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے کفارہ بن جائے گا۔ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ پاک اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

صلّوا علیَّ، فان الصّلاۃ علی کفارۃ لکم وزکاۃ۔(۷۵۸)

ترجمہ: مجھ پر درود پڑھا کرو، مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہے اور (نفس کا) تزکیہ ہے۔

۲۵۔ درگذر اور معاف کرنا:

تحمل و برد باری اور عفوودرگزر اللہ کی عادت اور بندے کی عبادت ہے۔ ایسی عبادت جو بندے کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ کریم کا ارشاد گرامی ہے:

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ۔(۷۵۹)

ترجمہ: پھر جو شخص اُس کو (قصاص کو) معاف کردے تو وہ اُس کے لیے کفارہ ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا مِنْ مُسلمٍ يُصَابُ بشىءٍ مِنْ جَسَدِهٖ فَيَهَبُهُ، اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰه بِهٖ دَرَجَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهٖ خَطِيْئَةً۔(۷۶۰)

ترجمہ: جس کسی مسلمان کو کوئی جسمانی تکلیف پہنچے تو وہ اذیت دینے والے کو معاف کردے یا صدقہ کرے۔ تو اُس کے بدلے اللہ کریم اُس کے درجے بُلند کرے گا اور اُس کے گناہ بھی مٹادے گا۔

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تصدّق عن جسدهٖ بشیءٍ كفّر اللّٰه تعالٰى عنه بقدر ذنوبه۔(۷۶۱)

ترجمہ: جس نے اپنے جسم کا صدقہ نکالا کسی بھی شئ سے تو اللہ تعالیٰ اُس شئ کے برابر اس کے گناہ معاف کردے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

ایک ادمی نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کو قرضہ دیتا تھا اور اپنے نوکر سے کہتا تھا۔ ”جب تم قرضہ لینے جاؤ تو جو شخص آسانی سے دے لے لینا اور تنگدست کو چھوڑ دینا اور درگذر کرنا، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر

کرے“۔ جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ نے اُس سے پوچھا: تو نے کوئی نیک کام نہیں کیا؟ تو وہ بولا: نہیں! سوائے اس کے کہ میں اپنے نوکروں کو جب لوگوں سے قرضہ واپس لینے کے لیے بھیجتا تو یہ بات کہتا تھا:

خُذُمَا تَيَسَّرَ واترک ماعسر وتجاوز لعل اللّٰه عزوجل يتجاوزعنّا، قال اللّٰه عزوجل قد تجاوزت عنک۔(۷۶۲)

ترجمہ: جو آسانی سے دے اُس سے لے لو اور جو تنگ دست ہو اُسے چھوڑ دو اور درگزر کرو شاید اللہ پاک ہم سے درگزر کرے۔ اللہ کریم نے فرمایا: تو میں نے تجھ سے درگزر کرلیا۔”معاف کر دیا ہے“۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے منہ پر کوئی چیز ماری۔ اُس کے دانت ٹوٹ گئے۔ اُسے اُس کی دیت دی گئی تو اُس نے دیت لینے سے انکار کیا۔ جب تین دفعہ ایسا ہوا تو ایک شخص نے کہا: میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے:

مَنْ تصدّق بدم اَودونه كان كفارة له من يوم وُلد الٰی يوم تصدق۔(۷۶۳)

ترجمہ: جس نے خون یا کسی اور چیز سے صدقہ نکالا (خون و اذیت کو معاف کیا) تو یہ عمل اُس کی پیدائش سے لے کر معاف کرنے والے دن تک کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

۲۶۔ ذکر و اَذکار:

ذکر کے معانی ہیں اللہ کو یاد کرنا، بار بار دُھرانا، بار بار محبوب کا نام لینا، محبوب کی فکر کرنا، اُسے پکارنا اور محبوبِ حقیقی کی ذات کو سینے میں بسا لینا۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی، دیکھ لی

تسبیح کا مطلب ہے: سبحان اللہ پڑھنا

تحمید کا معنی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا

تکبیر کا مفہوم ہے: اللہ اکبر دُھرانا

تھلیل کا نقطہ ہے: "لااِلٰہ اِلاّ اللّٰہ" کی مالا جپنا

استغفار کا جادہ و منزل ہے: اللہ سے بخشش طلب کرنا اور اَستغفر اللہ پڑھنا

یہ تمام تسبیحات وذکر و اَذکار گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ خطائیں معاف ہوجاتی ہیں۔ چنانچہ بے شمار احادیث میں سے برکت کے لیے صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے:

عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسولَ اللّٰہ ﷺ یقول: من قال بعد الفجر ثلاث مرات، وبعد العصر ثلاث مرات: أستغفر اللّٰہ العظیم الذی لاالٰہ اِلاّ ھو الحی القیوم وأتوب اِلیہ، کفرت خطایاہ واِن کانت مثل زبدالبحر۔(۷٦۴)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص نمازِ فجر کے بعد اور نمازِ عصر کے بعد تین دفعہ یہ کلمات کہے گا "**أستغفر اللّٰہ العظیم الذی لاالٰہ اِلاّ ھو الحی القیوم وأتوب اِلیہ**" اُس کی خطاؤں کو یہ کلمہ مٹادے گا اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نا ہوں!

۲۷۔قبرِ مؤمن پر بارش!

جب کسی مؤمن کو دفنایا جائے اور اُس کی قبر پر زوردار ہوا چلنے لگے یا بارش برسنے لگے تو اس سے میت کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا:

صَفْقُ الرِّيَاحِ وَقَطْرُ الْاَمْطَارِ عَلٰى قبرِ المؤمِن كَفَّارَةٌ لِذُنُوبِهٖ۔(۷۶۵)

ترجمہ: مؤمن کی قبر پر ہواؤں کا چلنا اور بارش کا برسنا اُس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہے۔

۲۸۔ بڑھاپا:

عام طور پر بڑھاپے کو بیماری تصور کیا جاتا ہے۔ اور مغربی معاشرے میں بڑھاپا زحمت مانا جاتا ہے لیکن اسلامی معاشرے میں بڑھاپا پیامِ اَجل، سائیہ رحمت، نوید جنت، سبب حسنات، تکفیر سیئات اور رفع درجات کی خوشخبری لاتا ہے۔ بوڑھوں اور بچوں کے لیے گھر کو جنت اور نوجوانوں کے لیے خدمت، شفقت اور حوصلہ و ہمت بندھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تنتفوا الشيبَ فانه نور المسلم من شاب شيبة فِي الاِسلام كتب اللّٰه له بها حسنة و كفر عنه بها خطيئة ورفعه بهادرجة۔(۷٦٦)

ترجمہ: سفید بال نہ اُکھاڑو کہ یہ مسلمان کا نور ہیں جس شخص کے سر میں اِسلام کے اندر رہتے ہوئے سفیدی چمک جائے اللہ اُس کے لیے

نیکیاں لکھتا ہے۔ بال سفید ہونے کے سبب اُس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور اُس کے درجات بلند کرتا ہے۔

۲۹۔مسجد کی طرف آنا:

حضرت یزید بن زید الجرجانی کہتے ہیں کہ میں مسجد کی طرف جارہا تھا کہ عتبہ بن عبدالمازنی رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ میں نے جواب دیا: مسجد کی طرف جارہا ہوں۔تو فرمایا: خوش ہوجا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے:

مـامِـن عبـدً يخرج من بيته اِلى غدوأوراحَ اِلىٰ المسجد اِلا كانت خطاه خطوة كفارة و خطوة درجة۔(۷٦۷)

ترجمہ: جو شخص بھی نماز فجر کے لیے گھر سے نکلتا ہے یا مسجد کی طرف جاتا ہے۔ اُس کے چلنے سے ہر قدم میں سے ایک قدم گناہوں کا کفارہ بنتا جاتا ہے اور دوسرے قدم سے درجہ بلند ہوتا رہتا ہے۔

۳۰۔رنج واَلم میں پڑنا:

دکھ، رنج، اَلم، تکلیف اور ناگہانی کا آجانا کوئی بڑی بات نہیں ہے مگر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ کوئی انسان اپنی زندگی میں کوئی جوکھم اُٹھائے۔ اِس لیے اللہ پاک اِس درد کے بدلے بھی بندے کے گناہ معاف کردیتا ہے۔ حالانکہ اُس کا سبب وہ خود ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَـا يُـصِـيْـبُ الـمـؤمِـنُ مـنْ وَصَـب وَلاَ نَـصِـبٍ وَلا سَقَـمٍ وَلاحزنٍ حتىٰ الهَـمِّ يَهُمُّهُ اِلاَّ كُفِّرَ بِهٖ مِنْ سَيّاٰتِهٖ۔(۷٦۸)

ترجمہ: مومن کو جو بھی بیماری، دکھ درد پہنچتا ہے۔ یا کوئی روگ لگ جاتا ہے ، یا کوئی غم پہنچتا ہے۔حتیٰ کہ کوئی بے چینی بھی اگر اُس کو بے قرار

کردے تو اللہ پاک اُس کے سبب سے اُس کی خطاؤں کو مٹادیتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

قَارِبوا وسَدِّدُوا فَفِی کُلِّ مَایُصَابُ بِهِ المسلمُ کَفَّارَةٌ حتی النَّکْبَةِ یُنْکَبُهَا اَوِ الشَّوکَةِ یُشَاکُهَا۔(۷۶۹)

ترجمہ: میانہ روی اور درست روی پر قائم رہو۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے حتی کہ اُسے ٹھوکر لگے یا کانٹا چُبھے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ المؤمنَ اِذا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ أَعْفَاهُ اللّٰهُ مِنهُ کان کَفَّارَةٌ لِمَا مَضٰی مِن ذنوبِهٖ۔(۷۷۰)

ترجمہ: بے شک مؤمن کو جو بیماری آتی ہے پھر اللہ کریم اُس سے اُسے عافیت دیتا ہے تو یہ بیماری اُس کے سابقہ تمام گناہوں کے لیے کفارہ ہوجاتی ہے۔

چنانچہ حدیث شریف ہے:

اِذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفر ها من العمل ابلاہُ اللّٰه عزوجل بالحزن لیکفرهاعنه۔(۷۷۱)

ترجمہ: جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں اور اعمال صالحہ نہیں ہوتے اُس کے پاس کہ اُس کے گناہ مٹادیں تو اللہ تعالیٰ غم میں مبتلا کردیتا ہے تا کہ اُس کے گناہ اُس سے مٹادے۔

۳۱۔ بخار/ بیماری:

اِنسان کو بخار کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ اِسے زحمت خیال کرتا ہے جبکہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے بخار کو ہمارے گناہوں کا کفارہ قرار دے کر رحمت بنا دیا ہے۔ چنانچہ حدیث رسول ﷺ ہے:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال: حمی يوم كفارة سنة و حمی يومين كفارة ستين وحمی ثلاثة أيام كفارة ثلاث ستين۔(۷۷۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دن کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور دو دن کا بخار دو سال اور تین دن کا بخار تین سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حُمیٰ ليلة كفارة سنة۔(۷۷۳)

ترجمہ: ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت علامہ ابو الحسن علی بن سلطان محمد، نورالدین الملا، الھروی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ ایک رات کا بخار تمام خطائیں معاف کرا دیتا ہے۔(۷۷۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَمرض المؤمن كفارةٌ، ومرض الكافر عقوبة۔(۷۷۵)

ترجمہ: مؤمن کا مرض (گناہوں کا) کفارہ اور کافر کا مرض سزا ہوتی ہے۔

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه ﷺ: مرض يوم كفارة ثلاثين سنة۔(۷۷۶)

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دن کی بیماری تیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۳۲۔ قتل ہو جانا:

ولید بن مزید کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے بتایا کہ میں نے امام اَوزاعی کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا ہے:

مَنْ قُتِلَ مَظْلُوماً کَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ کُلَّ ذَنْبٍ۔(۷۷۷)

ترجمہ: جو شخص ظلماً قتل کر دیا جائے اللہ تعالیٰ اُس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اِرشاد باری تعالیٰ موجود ہے:

اِنّی اُرِیْدُ أَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِی وَاِثْمِکَ فَتَکُونَ مِن اَصْحٰبِ النَّارِ۔(۷۷۸)

ترجمہ: میں تو چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ اور اپنے گناہ اپنے سر پر اُٹھا لے اور دوزخیوں میں شامل ہو جائے۔

گویا قتل کے اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ مقتول کے گناہ بھی اُسے اُٹھانا پڑتے ہیں۔ جو قاتل کو جھنم میں پہنچا دیتے ہیں اور مقتول کے گناہ قاتل کے سر چڑھ جانے سے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ قُتِلَ صبراً کَانَ کَفَّارَۃٌ لِخَطَایَاہُ۔(۷۷۹)

ترجمہ: جو ضمانت کے بدلے قتل کیا گیا تو یہ قتل ہونا اُس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔ یعنی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

چنانچہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل یوں لکھتے ہیں:

وہ مسلمان سُنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالتِ بیکسی ومجبوری قتل کیا، سولی دی، پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا۔ بخلاف شہیدِ جہاد کہ مارتا مرتا ہے، اس کی بیکسی و بیدست پائی زیادہ باعث رحمتِ الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ احادیثِ بزار اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح راوی، رسول ﷺ فرماتے ہیں:

قَتْلُ الصَّبْرِ لاَ یَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا مَحَاہ۔

ترجمہ: قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اُسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول ﷺ فرماتے ہیں:

قَتْلُ الرَّجُلِ صَبْراً کَفَّارَۃٌ لِمَا قَبْلَہُ مِنَّ الذُّنُوبِ۔

ترجمہ: آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

قَالَ الْمُنَاوِی فِی "التیسیر: " ظَاھِرُہُ وَاِنْ کَانَ الْمَقْتُولُ عَاصِیاً وَمَاتَ بِلاَ تَوْبَۃٍ، فَفِیْہِ رَدٌّ عَلٰی الْعَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَۃِ اھ. وَرَأَیْتُنِیْ کَتَبْتُ عَلٰی ھَامِشِہِ مَا نَصُّہُ: اَقُوْلُ: بَلْ لاَ مَحْمَلَ لَہُ سِوَاہُ، فَاِنَّہُ اِنْ لَمْ یَکُنْ عَاصِیاً لَمْ یَمُرَّ الْقَتْلُ بِذَنْبٍ وَاِنْ کَانَ تَابَ فَکَذَالِکَ فَاِنَّ التَّائِبَ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَہُ۔

ترجمہ: علامہ مناوی نے "تیسیر" میں فرمایا: اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ اگر چہ مقتول گنہگار ہو اور بغیر توبہ مرجائے۔ پس اس میں خارجیوں اور معتزلہ کا رد ہے اھ۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا کہ جس کی عبارت یہ ہے: میں کہتا ہوں: بلکہ اس کے علاوہ اس کا اور کوء محمل نہیں اس لیے کہ اگر مقتول گنہگار نہ ہو تو پھر قتل کا

گناہ پر گزر نہ ہوگا (گُناہ ہی نہ ہوتو اس پر گزر کیسا) اور اگر اس نے توبہ کرلی تو پھر بھی یہی حکم ہے اس لیے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہوجاتا ہے کہ جس کا کوئی گُناہ ہی نہیں۔ (ت)

احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود، وحدت عن البحر ولا حرج اور ہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لیے کی کہ حدیث میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

لَوْ اَنَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مُكَذِّبًا بِالْقَدْرِ قُتِلَ مَظْلُوْمًا صَابِراً مُحْتَسِباً بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ فِى شَىّءٍ مِّنْ اَمْرِهِ حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ. رواه ابو الفرج فى العِلَل من طريق كثير من سليم تا انس بن مالک رضى اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم فذكره۔

ترجمہ: اگر کوئی بدمذہب تقدیر ہر خیر وشر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم و صابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل پر ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کرے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(فتاویٰ رضویہ۔ جلد نمبر ۲۴۔ ص: ۴۶۹۔۴۷۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِنّ السيف محاللخطايا۔ (۷۸۰)

ترجمہ: بے شک تلوار خطاؤں کو مٹا دیتی ہے۔

گویا تلوار جنگ میں چلے یا حدود میں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال، قال رسول اللّٰه ﷺ: اِذا جآءَ القتل مَحَا کُلَّ شیءٍ۔(۷۸۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قتل (کا فعل) آتا ہے تو ہر شئی (گناہ) کو مٹا دیتا ہے۔

۳۴۔معاف کر دینا:

اللہ کریم کا ارشادِ گرامی ہے:

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ۔(۷۸۲)

ترجمہ: پھر جو شخص اُس کو معاف کر دے تو وہ اُس کے لیے کفارہ ہے۔

اب یہ معاف کرنا قاتل کے لیے کفارہ ہے یا مقتول کے لیے تو اِس بارے میں امام علی بن حسین بن علی اُبوالحسن نورالدین جامع العلوم الأصفھانی الباقولی (متوفی ۵۴۳ھ) لکھتے ہیں:

فیہ قولا نِ : الاوّل: أنھا کفارۃ للجارح لأنه یقوم مقام آخذ الحق. والثانی: کفارۃ لمجروح۔(۷۸۳)

ترجمہ: اس بارے میں دو قول ہیں پہلا یہ ہے کہ یہ کفارہ جارح (حملہ آور/ قاتل) کے لیے ہے کیونکہ اُس نے کسی کا حق مارا ہے اور اب ندامت کے ساتھ توبہ کرتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ کفارہ زخمی (چوٹ کھانے والا/مقتول) کے لیے ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد عوض الجزیری (متوفی ۱۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

وقد أجمع العلماء علی قوله تعالٰی: (فمن تصدق به

فهو كفارة له) أن المراد فى الآية الكريمة المقتول الذى يتصدق بدمه و ذالک فى حالة اِصابته قبل موتهِ۔(۷۸۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول (سورۃ المائدہ۔آیت :۴۵) کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت سے مراد وہ مقتول ہے جو زخمی حالت میں مرنے سے پہلے اپنے قاتل کو اپنا خون معاف کردے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے:

هذا محمول علىٰ من عفى عنه بعد التوبة ويجوز أن يعود الضمير فى قوله اِلى المقتول. أى اِذا عفا وليه زاداللّٰه فى ثواب المقتول. ويجوز أن يرجع اِلى القاتل، أى التصدق كفارة للقاتل۔(۷۸۵)

ترجمہ: یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ مقتول اپنے قاتل کو اُس کے توبہ کرنے کے بعد معاف کردے۔تو جائز ہے کہ اس آیت میں (کفارۃ لہٗ) کی ضمیر مقتول کی طرف لوٹے۔یعنی جب وہ مرجائے تو اُس کے اولیاء قاتل کو کردیں تو مقتول کے ثواب میں اللہ اضافہ فرمائے گا۔

امام ابوالحسن ،علی بن حسین نورالدین اصفہانی (متوفی ۵۴۳ھ) کا قول ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ یہ ضمیر قاتل کی طرف لوٹائی جائے یعنی مقتول یا ورثائے مقتول کا معاف کرنا قاتل کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول شریف ہے:

هو الرجل يكسر سنه أويجرح من جسده فيعفو فيحط عنه من خطاياه بقدر ماعفاعنه من جسده، اِن كَانَ نصف الدية فنصف خطاياه، واِن كان ربع الدية فربع خطاياه، واِن كان ثلث الدية فثلث خطاياه، واِن كان الدية كلها فخطاياهُ كلها۔(٧٨٦)

ترجمہ: (یہ آیت کریمہ اُس آدمی کے لیے ہے) جس آدمی کا دانت ٹوٹ جائے یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہوجائے تو وہ (جارح یا قاتل) سے درگزر کرے۔ تو اُس نے جتنی بڑی چوٹ/تکلیف سے درگزر/معاف کیا ہے۔ اُس کے برابر اُس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اگر نصف دیت بنتی تھی تو نصف خطائیں معاف، اور اگر چوتھائی دیت تھی تو چوتھائی خطائیں معاف اور اگر ایک تہائی دیت تھی تو ایک تہائی گناہ معاف، اور اگر مکمل دیت (۱۰۰ اونٹ) بنتی تھی تو مکمل گناہ معاف ہوجائیں گے۔

امام اَبو الفداء اِسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے:

فمن عفاعنه، و تصدق عليه فهو كفّارة للمطلوب، وأجر للطالب۔(٧٨٧)

ترجمہ: تو جس نے جارح یا قاتل سے درگزر کیا اور اُسے معاف کردیا تو (یہ عمل مجروح/مقتول) کے لیے کفارہ بن جائے گا اور معافی کی درخواست کرنے والے کو بھی اجر ملے گا۔

اللہ کریم کی بارگاہِ اقدس سے اُمید ہے کہ توبہ و معافی کے بعد جارح و مجروح،

قاتل و مقتول اور طالب و مطلوب، دونوں ہی کی مغفرت فرمادے۔ اُس کے خزانے میں کیا کمی ہے۔

۳۴۔موت کا آنا:

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ موت کے دروازے سے گزر کر ہی اس جہاں کے اُس پار، اپنے پروردگار کا دیدار نصیب ہوگا۔ موت کا آنا ایک اٹل حقیقت ہے۔ مگر اہل ایمان کے لیے موت کا اچانک آ جانا یا حادثاتی طور سے آ جانا، ہر حال میں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

مَوتُ المؤمن بغرقِ الجبين تبقى عليه البقيةُ من الذُّنُوب فَيُحارَفُ عندالموتِ أى يُقَايسُ بها فيكونُ كفارة لذنوبه۔(۷۸۸)

ترجمہ: مومن کی موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے۔ چھوٹے موٹے جو گناہ اُس کے ساتھ رہ جاتے ہیں تو موت کے وقت وہ ہٹا دیئے جاتے ہیں یعنی پیشانی پر آنے والے پسینے سے اُس کے گناہوں کا اندازہ لگا کر اُس پسینے کو اُس کے گناہوں کے لیے کفارہ بنا دیا جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک ہے:

أن المؤمن يقايس بذنوبه عندالموت فيشتد عليه ليكون ذالك كفارة له۔(۷۸۹)

ترجمہ: مؤمن کے گناہوں کا اندازہ اُس کی موت کے وقت لگایا جاسکتا

ہے کیونکہ اُس پر موت کی سختیاں اُترتی ہیں تاکہ وہ اُس کے گناہوں کے لئے کفارہ بن جائے۔

مندرجہ بالا اَحادیث میں موت کی سختیوں کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے جبکہ ذیل مین درج اَحادیث میں نفسِ موت کو ہی کفارہ قرار دیا گیا ہے۔

الموت كفارة لِكل مؤمن۔(۷۹۰)

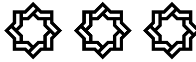
ترجمہ: موت (مرنا) ہر مؤمن کے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہے۔

الموت كفارة لكل مسلم۔(۷۹۱)

ترجمہ: موت (مرجانا) ہر مسلمان کے لیے (گناہوں کا) کفارہ ہے۔

الموتُ كفَّارَةٌ لِكُلِّ ذنبٍ۔(۷۹۲)

ترجمہ: موت (روح کا نکل جانا) ہر گناہ کے لیے کفارہ ہے۔



حوالہ جات

۱) www.urduencyclopedia.org

۲) Kitabistan Dictionary, by: Bashir A. Qureshi, (M.A) 38-Urdu Bazar, Lahore.

۳) قاموس الجیب (عربی/انگریزی) دارالجیل۔ بیروت۔1978ء۔

۴) مولانا محمد رفیع، مولوی حکیم ابوالفضل محمد فاضل، فرہنگ فارسی، مادہ (ک) دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی نمبرا۔

۵) المنجد مترجم ص۸۸۶، دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی، 1975ء۔

۶) الفتوحات المکیہ۔ باب من الحضرۃ الموسویہ۔ص۴۷۲، جلد۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، تحقیق: احمد شمس الدین

۷) تاج العروس من جواہر القاموس، باب کعمر، ص۳۴۶۴، جلد نمبرا، طبعہ: کویت۔

۸) روح المعانی۔ص ۱۶۔ جز سابع۔ دارأحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰م۔

۹) فتح الباری۔ص ۵۰۸۔ جز حادی عشر۔ باب قول اللہ تعالٰی فکفارتہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی ۲۰۰۵م، ۱۴۲۶ھ۔

۱۰) لسانُ العرب۔ص۱۴۴۔ جز خامس۔ باب کفر۔ دارالأ خیار، ریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، طبع جدید، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م

۱۱) تفسیر الکشاف۔ص ۵۱۶۔ جز اوّل۔ دارالکتاب العربی۔ بیروت۔ ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸م۔

۱۲) لسانُ العرب۔ص ۱۱۷۔ جز ثانی عشر۔ باب الکاف۔

۱۳) سورۃ المائدہ۔۴۵۔

۱۴) سورۃ المائدہ۔۸۹۔

۱۵) سورۃ المائدہ۔۹۵۔

۱۶) لسان العرب۔ص ۱۱۷۔ باب الکاف۔

۱۷) لسان العرب ۔ص ۱/۶۴ ۔ باب الاف

۱۸) **تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی محمد عبدالرحمن بن عبدالرحیم المبارکفوری أبوالعلاء. باب ماجآءَ فی الجماعة فی المسجد،** ص ۶، جز:۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

۱۹) التعریفات:ص۸۳، باب الجیم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م

۲۰) فرہنگ فارسی، ص۳۰، دارالاشاعت اُردو بازار کراچی، مولانا رفیع/حکیم ابوالفضل محمد فاضل۔

۲۱) التعریفات۔ص۶۶۔باب التاء۔

۲۲) فرہنگ فارسی ۔ص ۲۳۹۔

۲۳) فرہنگ فارسی ۔ص ۱۸۶۔

۲۴) لسان العرب ۔ص۲/ ۲۵۷۔ باب الجیم ۔

۲۵) سورۃ الرحمٰن۔آیت:۶۰

۲۶) لسان العرب ۔ص۲/ ۳۶۵۔۳۶۶۔ باب الجیم ۔

۲۷) التعریفات۔ص۸۳۔ باب الجیم ۔

۲۸) لسان العرب ۔ص۴/۴۰۲۔ باب الدال۔

۲۹) فرہنگ فارسی ۔ص ۳۵۶۔

۳۰) التعریفات۔ص ۱۰۹۔ باب الدال۔

۳۱) لسان العرب ۔ص ۱۶۷۔ باب الراء۔

۳۲) سورۃ الأعراف۔آیت:۵۲

۳۳) لسان العرب ۔ص ۷/ ۵۸،۵۹۔ باب الراء۔

۳۴) لسان العرب ۔ص ۷/ ۵۸،۵۹۔ باب الراء۔

۳۵) سورۃ الکہف۔۸۱

۳۶) **النھایة فی غریب الحدیث والأثر. ابوالسعادات المبارک بن مجد الجزری. باب الزای مع الکاف،** جلد:۲،ص:۶۵۷، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹م۔تحقیق: طاہر احمد الزاوی، محمود محمد الطناحی۔

۳۷) التعریفات۔ص ۱۱۷۔ باب الزائی۔

۳۸) لوئس معلوف۔المنجد مترجم۔ص ۴۲۶۔

۳۹) التعریفات۔ص ۱۱۷۔ باب الزائی۔

۴۰) لسان العرب،ص ۶/ ۱۸، باب الزای، دارالاخیار، الریاض،طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ، ۲۰۰۶م۔

۴۱) سورۃ القمر۔۹۔

۴۲) **مشارق الأنوار علی صحاح الآثار. القاضی ابو الفضل عیاض بن موسی بن عیاض المالکی. باب حرف الزای مع سائر الحروف، ص:۳۰۹، جلد:۱، المکتبة العتیقه و دارالتراث۔**

۴۳) لسان العرب۔ص:۲۸۳۔جلد:۷۔ باب الصاد۔

۴۴) سورۃ الیوسف۔ ۸۸

۴۵) التعریفات۔ص ۱۳۵۔ باب الصاد۔

۴۶) التعریفات۔ص ۱۴۱۔ باب الضاد۔

۴۷) لسان العرب۔ص ۸/ ۸۶۔ باب الضاد۔

۴۸) التعریفات۔ص ۱۶۴۔ باب الغین۔

۴۹) مولانا وحید الزماں قاسمی القاموس الجدید،ص ۶۵۹، ادارہ اسلامیات ۱۹، ۱، انارکلی، لاہور

۵۰) لسان العرب۔ص ۱۰/ ۴۰۔۳۹۔ باب الغین۔

۵۱) التعریفات۔ص ۱۶۷۔ باب الفاء۔

۵۲) لسان العرب۔ص ۱۰/ ۱۹۵۔۱۹۶۔ باب الفاء۔

۵۳) سورۃ البقرۃ۔۱۹۶

۵۴) لسان العرب۔ص ۱۹۷۔ باب الفاء۔

۵۵) لسان العرب۔ص ۱۱/ ۱۷۳۔ باب القاف۔

۵۶) التعریفات۔ص ۱۷۶۔ باب القاف۔

۵۷) لسان العرب۔ص ۱۱/ ۷۷۔ باب القاف۔

۵۸) لسان العرب۔ص ۱۱/ ۷۷۔ باب القاف۔

۵۹) التعریفات۔ص ۱۷۵۔ باب القاف۔

۶۰) لسان العرب ۔ص ۱۵/ ۵۸۔ باب الھاء۔

۶۱) سورۃ النمل۔ آیت: ۳۵

۶۲) التعریفات۔ص ۲۵۱۔ باب الھاء۔

۶۳) (سورۃ آل عمران۔ آیات ۱۳۳۔ تا ۱۳۵)

۶۴) جامع البیان فی تاویل القرآن، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۳۳ تا ۱۳۵، ج:۷، ص: ۲۱۹۔

۶۵) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ سورۃ النسآء۔ آیت: ۱۱۰۔ ج:۹۔ص: ۱۹۵۔

۶۶) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ سورۃ البقرہ۔ آیت: ۲۸۶۔ص: ۱۳۷۔ جز: ۶۔

۶۷) (سورہ ھود۔ آیت: ۱۱۴۔)

۶۸) جامع البیان فی تاویل القرآن ۔ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، ابوجعفر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ) سورۃ ھود۔ آیت: ۱۱۴۔ جز: ۱۵۔ص: ۵۱۶۔

۶۹) فتح القدیر۔ کتاب الصوم۔ص: ۳۰۷۔ المجلا الثانی۔ دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔

۷۰) فتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، باب الایلأ، ص: ۵۱۷، ج:۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۷۱) فتاویٰ الھندیہ، کتاب الطلاق، باب الایلأ، ص: ۵۱۶، ج:۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۷۲) البحرالرائق، کتاب الطھارۃ، باب التیمم، ص: ۲۴۹، المجلد الاوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م۔

۷۳) فتح الباری۔ کتاب الطب۔ باب ''العینُ حقٌّ''، ص: ۲۶۸، جز: ۱۶، رقم الحدیث: ۵۲۹۹۔

۷۴) فتح القدیر، کتاب الصوم، ص: ۳۰۷، المجلد الثانی، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔

۷۵) فتح القدیر، کتاب الزکاۃ، فصل فی الفصلانِ، ص: ۲۰۷، ج:۲، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔

٧٦) ہدایہ، کتاب الوصایا، باب العتق فی مرض الموت، ص:٦٧٣، جز:٤، مکتبہ مدینہ، اردو بازار، لاہور۔
٧٧) سورۃ المائدہ۔آیت:٨٩۔
٧٨) سورۃ النسآء۔آیت:٩٢۔
٧٩) صحیح البخاری۔کتاب الأدب۔باب ماجآء فی قول الرجل ویلک۔رقم الحدیث:٥٦٩٨۔
٨٠) سورۃ المجادلہ۔آیت:٣،٤۔
٨١) سنن ابن ماجہ۔کتاب الصوم۔باب ماجآءَ فی کفارۃ من أفطر یوماً۔رقم الحدیث:١٦٦٢۔
٨٢) فتح القدیر۔کتاب الأیمان۔باب ما یکون یمینا و ما لا یکون یمینا۔فصل فی الکفارۃ،ص:٨٢، جز:٥، دارالفکر، بیروت۔
٨٣) فتح القدیر۔کتاب الأیمان۔باب ما یکون یمینا و ما لا یکون یمینا۔فصل فی الکفارۃ،ص:٨٢، جز:٥، دارالفکر، بیروت۔
٨٤) تفسیر خازن،سورۃ المآئدہ، آیت:٨٩،ص:٧٣، ج:٢،فصل فی حکم الآیۃ و فیہ مسائل، دارالکتب العلمیہ، بیروت،طبع اولیٰ،١٤٢٥ھ/٢٠٠٤م۔
٨٥) تفسیر خازن،سورۃ المآئدہ، آیت:٨٩،ص:٧٣، ج:٢،فصل فی حکم الآیۃ و فیہ مسائل، دارالکتب العلمیہ، بیروت،طبع اولیٰ، ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤م۔
٨٦) تفسیر خازن،سورۃ المآئدہ، آیت:٨٩،ص:٧٣، ج:٢،فصل فی حکم الآیۃ و فیہ مسائل، دارالکتب العلمیہ، بیروت،طبع اولیٰ، ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤م۔
٨٧) الجامع الأحکام القرآن، سورۃ المآئدہ، ص: ١٢٤، ج:٦، دارالعالم الکتب، الریاض، سعودیہ،١٤٢٣ھ/٢٠٠٣م۔
٨٨) تفسیر خازن،سورۃ المآئدہ، آیت:٨٩،ص:٧٤، جز:٢۔
٨٩) فتح القدیر، کتاب الزکاۃ،فصل فی الفصلان،ص:١٩٩۔٢٠٠، ج:٢۔
٩٠) البحرالرائق، کتاب الطھارۃ، باب التیمم،ص:٢٤٩،المجلد اول، دارالکتب العلمیہ، بیروت ١٤١٨ھ/ ١٩٩٧م۔
٩١) صحیح البخاری۔کتاب بداء الوحی۔الحدیث الاوّل۔

۹۲) فتح الباری۔ کتاب بدأالوحی۔ ص:۱۷، اجزء الاوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵م۔

۹۳) فتاویٰ ہندیہ۔ کتاب الصوم۔ باب فی تعریفہ وتقسیمہ۔ ص:۲۱۷۔ ج:۲۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م۔

۹۴) روح المعانی۔ سورۃ المآئدہ۔ آیت:۸۹۔ ص:۲۰۔ جز: سابع۔

۹۵) نیل الأوطار۔ کتاب الظھار۔ باب من حرم زوجتہ أوأمنہ۔ ص:۲۷۶۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ ۱۴۳۵ھ/۲۰۰۴م۔

۹۶) فتاویٰ ہندیہ کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص:۲۳۷، ج:۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۹۷) روح المعانی۔ سورۃ المآئدہ۔ آیت:۸۹۔ ص:۲۱۔ جز سابع۔

۹۸) سورۃ البقرہ۔ آیت:۱۱۰۔

۹۹) جامع البیان فی تاویل القرآن، ص:۵۰۶، ج:۲، مؤسستہ الرسالۃ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰م، تحقیق: احمد محمد شاکر۔

۱۰۰) صحیح مسلم۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ الخمس کفّارۃ۔

۱۰۱) فتح الباری۔ کتاب الحدود۔ باب لعن السارق إذالم یسمّ۔ ص:۶۸۔ جز ثانی۔

۱۰۲) سورۃ الھود۔ آیت:۱۱۴۔

۱۰۳) صحیح البخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ باب الصلاۃ کفارۃ۔ رقم الحدیث: ۴۹۵۔

۱۰۴) فتح الباری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ کفارۃ، ص:۸، الجزالثانی، حدیث رقم:۵۲۶۔

۱۰۵) سورۃ النسآء۔ آیت:۴۳، ۱۱۶۔

۱۰۶) المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان، ص:۱۲۵، ج:۱، رقم الحدیث:۱۹۲، محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الحاکم النسیاپوری، دارالکتب العلمیہ، طبع اولیٰ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰م، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطاء۔

(۱۰۷) النھایۃ فی حدیث الغریب والأثر۔ باب الکاف مع الفاء۔ ص:۳۴۰۔ ج:۴۔ مکتبۃ العلمیہ۔ بیروت۔ ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹م۔ تحقیق: طاہر احمد الزاوی۔ محمود محمد طناحی

١٠٨) حاشية الصاوی علی الجلالین، ص:١٦٤، ج: رابع، طبع رابع، ١٤٢٧ھ/ ٢٠٠٦م، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

١٠٩) سورة النسآء۔ آیت: ١٦۔

١١٠) تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر۔ سورة النسآء۔ آیت: ١٦۔ ص: ٢٣٥۔ ج: ٢۔ دارطیبہ للنشر والتوزیع۔ طبع ثانیہ ١٤٢٠ھ/ ١٩٩٩م۔ تحقیق: سامی بن محمد سلامہ۔

١١١) صحیح البخاری۔ کتاب البیوع۔ باب بیع المدبر۔ رقم الحدیث: ٢٠٨٠۔

١١٢) صحیح البخاری۔ کتاب الحدود۔ باب توبة السارق۔ رقم الحدیث: ٦٤١٦

١١٣) سنن الترمذی۔ کتاب الحدود۔ باب ماجآء أن الحدود کفارة لاھلھا۔ رقم الحدیث: ١٤٣٨۔

١١٤) السنن الکبریٰ۔ کتاب الأشرب والحد فیھا۔ باب الحدود کفارات۔

١١٥) صحیح مسلم۔ کتاب الحدود۔ باب الحدود کفارات لاھلھا۔ رقم الحدیث: ١٧٠٩۔

١١٦) السنن الکبریٰ للنسائی۔ کتاب الرّجم۔ رقم الحدیث: ٦٩٩٤۔

١١٧) الأصابہ فی معرفة الصحابہ۔ ص: ٢٩٤۔ ج: ١۔ الخاء بعدھا اثنین۔

١١٨) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلہ والآداب۔ باب من لعنہ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ٤٧٠٨۔

١١٩) تاریخ قضاة الاندلس۔ ص: ٣٦۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع ١٤١٥ھ/ ١٩٩٥م۔

١٢٠) فتح الباری۔ کتاب الحدود۔ باب لعن السارق۔ ص: ٦٨۔ جز: ثانی عشر۔

١٢١) فتح الباری۔ کتاب الایمان۔ باب علامة الایمان حب الانصار۔ ص: ٦٥۔ الجزء الاول۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع ثانی ١٤٢٦ھ/ ٢٠٠٥م۔

١٢٢) فتح الباری۔ کتاب الحدود۔ باب سمر النبی أعین المحاربین۔ ص: ٩٤۔ جز: ثانی عشر۔

١٢٣) التعازی والمراثی۔ باب مواعظ وتعاز وأشعار۔ ص: ٥٨۔ ج: ١۔ ابوالعباس محمد بن یزید المبرد (متوفی ٢٨٧ھ) دارصادر، بیروت، ١٤١٢ھ۔

١٢٤) سورة المآئدہ۔ آیت: ٣٣۔

١٢٥) المحلّی فی شرح المجلی بالحجج والآثار، کتاب الحدود، ص: ٤٤، المجلد السادس، مسئلہ نمبر: ٢١٧٠، دارالفکر۔

١٢٦) تفسیر القرآن العظیم۔ سورة المآئدہ۔ آیت: ٣٣۔ ص: ١٠١۔ ج: ٣۔

۱۲۷) i سنن أبي داوٗد۔ باب الحدود کفارات۔ رقم الحدیث:۴۶۷۴۔
ii سنن البھیقی الکبری۔ باب الحدود کفارات۔ رقم الحدیث:۱۷۳۷۳۔
۱۲۸) فتح الباری۔ کتاب الایمان۔ باب علامۃ الایمان حب الانصار۔ ص:۶۲۔ ج:۱۔
۱۲۹) فتح الباری۔ کتاب الإیمان۔ باب علامۃ الایمان حب الانصار۔ ص:۶۳۔ ج:۱۔
۱۳۰) المحلی فی شرح المجلی بالحجج والآ ثار۔ کتاب الحدود۔ ص:۱۲۵۔ جز:۱۱۔
۱۳۱) فتح الباری۔ کتاب الایمان۔ باب علامۃ الایمان حب الانصار۔ ص:۶۳۔ الجزء الاوّل۔
۱۳۲) Sacred Books of the East, Page:84, Vol. 2, Oxford University Press, btween (1879 and 1910)
۱۳۳) Sacred Books of the East, Page:30, Vol.:14
۱۳۴) Sacred Books of the East, Page: 212, Vol.: 1
۱۳۵) Sacred Books of the East, Page:130, Vol.: 7.
۱۳۶) الاحبار۔۱۶: ۲۹۔۳۱
۱۳۷) الاحبار۔۲۳:۲۴
۱۳۸) خروج۔ باب:۱۰۔ آیت:۲۱، ۲۲۔
۱۳۹) رومیوں۔۳: ۲۵۔
۱۴۰) ا۔ یوحنا۔۴: ۱۰
۱۴۱) متی۔۲۷: ۴۶۔ مرقس۔۱۵: ۳۴۔
۱۴۲) رومیوں۔۲۳، ۱۸۔۹:۳۔
۱۴۳) Encyclopedia Britanica Under Fasting
۱۴۴) Encyclopedia of Relition and Ethics, Under Fasting
۱۴۵) المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، الدکتور جواد علی (متوفی ۱۴۰۸ھ) عنوان: ''صوم''۔ ص: ۳۳۸۔۳۳۹، دارالساقی، طبع رابعہ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱م۔
۱۴۶) عاشورا ریشہ ھا، انگیزہ ھا، رویدادھا، پیامدھا۔ ص:۶۹۔
۱۴۷) عوالم۔ ص:۲۱۳۔ ج:۳۔

۱۴۸) ابن منظور افریقی، لسان العرب، جلد نمبر ۱۱، ص ۱۴۸، دارالأخیار، ریاض، سعودی عرب، طبعہ جدیدہ، ۲۰۰۶ء م، ۱۴۲۷ء۔

۱۴۹) النحل۔۹۱۔

۱۵۰) المائدہ۔۸۹۔

۱۵۱) روح المعانی۔ص ۱۵۔الجزأ السابع۔تحقیق: محمد احمد الأمد وعمر عبدالسلام السلامی۔ دارأحیاء التراث العربی۔ بیروت۔طبع اولیٰ ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء م

۱۵۲) روح المعانی۔ص ۱۶۔الجزأ السابع

۱۵۳) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ باب ۲۲۵، جز۶، ص ۴۲۷۔محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی ابوجعفر طبری (۲۲۴ تا ۳۱۰ھ) محقق: احمد محمد شاکر، ناشر: مؤسسة الرّسالة، طبع اولیٰ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء م۔

۱۵۴) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ص ۴۳۳۔ باب ۲۲۵۔ جز۴۔

۱۵۵) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ص ۴۳۸۔ باب ۲۲۵، جز۴۔

۱۵۶) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ص ۴۳۸۔ باب ۲۲۵، جز۴۔

۱۵۷) روح المعانی۔ص ۲۱۔الجزأ السابع۔

۱۵۸) شیخ احمد بن محمد الصاوی (متوفی ۱۲۴۱ھ) حاشية الصاوی۔ص ۱۶۴۔المجلہ الرابع۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔طبع رابع ۲۰۰۶ء م، ۱۴۲۷ھ

۱۵۹) امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)۔فتح الباری۔ کتاب الأیمان و النذور. باب لا تحلفوا آبائکم۔ص ۴۵۸۔ جز حادی عشر۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔طبع ثانی۔۲۰۰۵ء م، ۱۴۲۶ھ

۱۶۰) فتح الباری، کتاب الأیمان والنذور، باب لایحلف باللات و العزی، ص ۴۶۰، جز حادی عشر۔

۱۶۱) فتح الباری۔ کتاب الأیمان والنذور. باب من حلف بملة سوی ملة الاسلام۔ ص ۴۶۱۔ جز حادی عشر۔

۱۶۲) فتح الباری۔ص ۴۶۱۔ جز حادی عشر۔

۱۶۳) حاشیۃ الصاوی۔ص۱۶۴۔المجلد الرابع۔

۱۶۴) ہدایۃ۔کتاب الأیمان۔ص۱۷۳۔جز۲۔

۱۶۵) **نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایۃ**۔ابومحمد عبداللہ بن یوسف حافظ جمال الدین حنفی الزیلعی (متوفی ۷۶۲ھ) کتاب الأیمان۔ص ۵۰۔جلد :۴۔دارالحدیث۔مصر۔طبع ۱۳۵۷ھ۔

۱۶۶) ہدایہ۔کتاب الأیمان۔ص۱۷۳۔جز۲۔

۱۶۷) ہدایہ۔کتاب الأیمان۔ص۱۷۳۔جز۲۔

۱۶۸) فتح الباری۔**کتاب الأیمان والنذور. باب لایواخذکم اللہ باللغو**۔ص:۴۶۹۔جز حادی عشر۔

۱۶۹) ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر،ص۶۰۲، باب ۲۲۵۔جز۱۔دارطیبہ۔طبع ثانی۔۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹م۔محقق:سامی بن محمد سلامہ۔

۱۷۰) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ص ۴۴۸۔باب۲۲۵۔جز۴

۱۷۱) شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) تفسیر القرطبی۔ص۲۶۵۔باب۶۔جز۶۔

۱۷۲) تفسیر الکشاف۔ص ۵۱۶۔جلد۱۔دارالکتاب العربی۔بیروت ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸م۔

۱۷۳) تفسیر البیضاوی،ص ۲۸۱،جلد اوّل، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع ثالث، ۲۰۰۶م، ۱۴۲۷ھ۔

۱۷۴) تفسیر البیضاوی،ص ۲۸۱،جلد اوّل، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع ثالث، ۲۰۰۶م، ۱۴۲۷ھ۔

۱۷۵) سورۃ البقرۃ۔۱۸۴۔

۱۷۶) سورۃ الجمعۃ۔۹۔

۱۷۷) روح المعانی۔ص ۱۶۔جز سابع۔

۱۷۸) فتح الباری، کتاب کفارات الأیمان،ص۵۲۰، **باب الکفارہ قبل الحنث**، جز حادی عشر

۱۷۹) تفسیر طبری۔باب ۲۲۵۔جز۴۔ص۴۴۹۔

۱۸۰) فتح الباری۔کتاب الطلاق۔جز تاسع۔ص۳۹۶۔باب اللھم بین۔

۱۸۱) تفسیر طبری۔باب ۲۲۵۔جز۴۔ص۴۵۰۔

۱۸۲) سورۃ آل عمران۔۷۷۔
۱۸۳) سورۃ البقرۃ۔آیت:۲۲۶۔
۱۸۴) تفسیر طبری۔باب ۲۲۶۔جز۴۔ص۴۷۴۔
۱۸۵) علامہ ابوالحنات سید محمد احمد قادری،تفسیر الحنات،ص۲۴۲،جلد دوم،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
۱۸۶) فتح الباری۔کتاب کفارات الأیمان۔ص ۵۰۹۔باب فلکفارتہ۔جز حادی عشر۔
۱۸۷) تفسیر طبری۔باب ۸۹۔جز۱۰۔ص۵۴۰۔
۱۸۸) تفسیر الحسنات۔ص۲۴۳۔جلد دوم۔
۱۸۹) تفسیر طبری۔باب ۸۹۔جز۱۰۔ص۵۵۰۔
۱۹۰) تفسیر الحسنات۔ص۲۴۳۔جلد دوم۔
۱۹۱) فتح الباری۔کتاب کفارات الأیمان۔ص ۵۰۹۔باب فلکفارتہ۔جز حادی عشر۔
۱۹۲) سورۃ التحریم۔۲۔
۱۹۳) فتح الباری۔کتاب کفارات الأیمان۔ص۵۱۰۔جز حادی عشر۔
۱۹۴) ہدایۃ۔کتاب الأیمان۔فصل فی الکفارۃ۔ص۱۷۶۔جز۲۔
۱۹۵) فتح الباری۔کتاب الاحکام،باب من لم یسأل الامارۃ۔ص۱۰۷،جز ثالث عشر۔
۱۹۶) تفسیر طبری۔باب ۲۲۵۔جز۴۔ص۴۴۱۔
۱۹۷) تفسیر طبری۔باب ۲۲۵۔جز۴۔ص۴۴۱۔
۱۹۸) ہدایۃ۔کتاب الأیمان۔فصل فی الکفارۃ۔ص۱۷۷۔جز۲۔
۱۹۹) سورۃ البقرۃ۔۱۸۳۔
۲۰۰) قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر بن محمد الشیر ازی البیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) تفسیر بیضاوی۔ص۱۰۴۔جلد نمبر۱۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع ثالث ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶م۔
۲۰۱) السید الشریف ابوالحسن علی بن محمد بن علی الجرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) التعریفات،ص ۱۳۹۔باب الصاد۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع اولیٰ۔۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔
۲۰۲) سورۃ مریم۔۲۶۔

۲۰۳) سنن الترمذی، کتاب النکاح، باب فضل التزویج والحث علیه، رقم الحدیث:۱۰۸۱۔
۲۰۴) ابن منظور افریقی، لسان العرب، ص ۴۱۰، باب الصاد، دارالأخیار، الریاض، طبع جدیده، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م۔
۲۰۵) امام محمود بن عمر الزمخشری (متوفی ۵۲۸ھ) تفسیر کشاف، ص ۱۷۲، جلد نمبر ۱۔۲، دارالکتاب العزی، بیروت، ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸م۔
۲۰۶) سورۃ البقرۃ۔۱۸۴۔
۲۰۷) سورۃ البقرۃ۔۱۸۴۔
۲۰۸) تفسیر خازن، جلد اوّل، ص ۱۱۱۔۱۱۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء
۲۰۹) ضیاء القرآن۔جلد اوّل۔ص ۱۲۴۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔اُردو بازار۔لاہور۔
۲۱۰) تفسیر خازن۔جلد اوّل۔ص ۱۱۱۔
۲۱۱) جوھرۃ نیرہ۔کتاب الصوم۔ص ۳۴۴۔۳۵۴۔
۲۱۲) محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) الدرالمختار۔کتاب الصوم۔ص ۱۴۲۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع اولیٰ۔ ۲۰۰۲م/۱۴۲۳ھ۔
۲۱۳) سورۃ البقرۃ۔۱۸۵۔
۲۱۴) سورۃ الحج۔آیت:۲۹۔
۲۱۵) صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور. باب النذر فی الطاعة، رقم الحدیث: ۶۳۱۸۔
۲۱۶) الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الہند، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، ص ۲۱۴، جلد اوّل۔ دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع اولیٰ، ۲۰۰۰م/ ۱۴۲۱ھ۔
۲۱۷) الفتاویٰ الہندیہ۔کتاب الصوم۔ص ۲۱۵۔
۲۱۸) امام ابوبکر بن علی بن محمد الحدادالزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ) الجوهرة النیره، کتاب الصوم، ص ۳۲۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۲۰۰۶م/۱۴۲۷ھ۔
۲۱۹) الدرالمختار، کتاب الصوم، ص ۱۴۵ تا ۱۴۷۔
۲۲۰) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، باب فیما یفسدو مالا یفسد، ص ۲۲۵ تا ۲۲۷۔
۲۲۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، باب فی الأعزار، ص ۲۲۷ تا ۲۲۸۔

۲۲۲) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، باب الاوّل فی تعریفه و تقسیمه،ص۲۱۴ تا ۲۱۸۔

۲۲۳) الجوہرۃ النیرۃ۔ کتاب الصوم۔ص ۳۴۰۔

۲۲۴) موسوعة الأحاديث والآثار. علی حسن علی. ابراهيم القيسی. حمدی محمد مراد. ص ۲۶۹۔رقم الحدیث: ۲۳۶۱۰، حرف الميم. مكتبة المعارف. بیروت، لبنان، طبع اولیٰ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹م۔

۲۲۵) فتح القدیر، کتاب الصوم، فصل فی العوارض،ص۳۴۳، جلد دوم، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ، ۲۰۰۳م/ ۱۴۲۴ھ۔

۲۲۶) المستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبداللہ أبوعبداللہ الحاکم النیسا پوری، کتاب الصوم،ص: ۵۹۵، جلد:۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰م۔

۲۲۷) شرح صحیح البخاری۔ لا بن بطال۔ ابو الحسن علی بن خلف بن عبدالملک بن بطال البکری البلنسی القرطبی المعروف بابن لجام (متوفی ۴۴۹ھ) کتاب الحج۔ص :۸۔ ۴۷۔ جز:۴۔ مکتبۃ الرشد، الریاض، السعودیہ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳م۔

۲۲۸) فتح القدیر۔ کتاب الطہارۃ۔ باب التیمم ۔ص۱۴۴/۱۔

۲۲۹) الہدایۃ ۔ کتاب الصوم ۔ص ۱۹۵۔ مکتبہ مدینہ۔ ۱۱، اُردو بازار۔ لاہور۔

۲۳۰) شرح کنزالدقائق ۔ کتاب الصوم ۔ باب ما يفسد الصوم ۔ص ۲۳۷/۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، طبع اولیٰ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴م۔

۲۳۱) الھدایۃ ، کتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة،ص ۱۹۹۔

۲۳۲) سورۃ البقرۃ۔ ۱۸۴۔

۲۳۳) ہدایۃ ۔ کتاب الصوم۔ باب ما يوجب القضاء والكفاره،ص۱۹۴۔

۲۳۴) صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب تغليظ تحريم الجماع فی نهارِ رمضان عَلَى الصّائم، رقم الحدیث: ۲۶۵۵۔

۲۳۵) صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب تغليظ تحريم الجماع فی نهارِ رمضان عَلَى الصّائم، رقم الحدیث: ۲۶۵۱۔

۲۳۶) فتح القدیر، کتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفاره،ص ۳۴۱، جلد۲۔

۲۳۷) فتح القدیر۔ کتاب الصوم۔ فصل فی العوارض۔ ص ۳۶۲۔ جلد ۲۔
۲۳۸) فتح القدیر۔ کتاب الصوم۔ فصل فی العوارض۔ ص ۳۶۲۔ جلد ۲۔
۲۳۹) فتح القدیر۔ کتاب الصوم۔ باب مایوجب القضاء و الکفارہ۔ ص ۳۴۱۔ جلد ۲۔
۲۴۰) جوھرۃ نیرہ۔ کتاب الصوم۔ ص ۳۴۰۔
۲۴۱) لِسان العرب۔ ص ۲۶۷۔ جلد ۸۔ باب الظاء۔
۲۴۲) اللباب فی شرح الکتاب، ص ۱۹۱، جلد ۲، کتاب الظھار، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔
۲۴۳) فتح القدیر۔ کتاب الطلاق۔ باب الظھار۔ ص ۲۱۹۔ جلد ۴۔
۲۴۴) التعریفات۔ باب الظاء۔ ص ۱۴۷۔
۲۴۵) حاشیہ الصّاوی، ص ۱۶۴، المجلد الرابع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع رابع ۲۰۰۶ء م، ۱۴۲۶ھ
۲۴۶) بدایۃ المجتھد و نھایۃ المقتصد. الفصل الاوّل فی الفاظ الظھار، ص ۵۱۹، قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی۔
۲۴۷) فتاویٰ ہندیہ۔ کتاب الطلاق۔ باب الظھار۔ ص ۵۳۴۔
۲۴۸) تفسیر روح المعانی۔ المجادلہ۔ آیت ۲۔ ص ۲۸۰۔ داراحیاء التراث العربی۔ بیروت۔ طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء م، ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ۔
۲۴۹) تفسیر کبیر، المجادلہ، آیت ۱، ص ۲۱۷، جلد ۱۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۴ء م، امام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن ابن علی الرازی متوفی ۶۰۴ھ۔
۲۵۰) سورۃ المجادلہ۔ آیات ۲۰۱۔
۲۵۱) ضیاء القرآن۔ جلد پنجم۔ ص ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ اُردو بازار، لاہور۔
۲۵۲) درمختار۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۲۳۸۔ ۲۳۹۔
۲۵۳) فتاویٰ ہندیہ۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۵۳۷، ۵۳۶۔
۲۵۴) جوھرۃ النیرہ. کتاب الظھار، ص ۲۲۶۔ ۲۲۷، المجلد الثانی۔
۲۵۵) درمختار۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۲۳۸۔
۲۵۶) فتاویٰ ہندیہ۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۵۳۶۔
۲۵۷) بدایۃ المجتھد۔ الفصل الاوّل۔ فی الفاظ الظھار۔ ص ۵۲۰۔

۲۵۸) فتاویٰ ہندیہ۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۵۳۷۔

۲۵۹) کنزالدقائق، کتاب الطلاق، باب الظہار، ص ۴۱۶، جز اوّل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، گارڈن، کراچی۔

۲۶۰) اللباب فی شرح الکتاب۔ کتاب الظہار۔ ص ۱۹۱۔

۲۶۱) سورۃ المجادلہ۔ آیت ۴۔

۲۶۲) الجوہرۃ النیرۃ۔ کتاب الظہار۔ ص ۲۲۴۔ جلد ۲۔

۲۶۳) فتاویٰ الہندیہ۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۵۳۷۔

۲۶۴) کنزالدقائق۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۴۱۶۔ جلد ۱۔

۲۶۵) سورۃ المجادلہ۔ آیت نمبر ۳،۴۔

۲۶۶) ضیاء القرآن۔ جلد پنجم۔ ص ۱۳۷۔۱۳۸۔

۲۶۷) تفسیر خازن۔ ص ۲۵۸۔ جلد رابع۔

۲۶۸) امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الھمام الحنفی (متوفی ۸۶۱ھ)، فتح القدیر، کتاب الطلاق، فصل فی الکفارۃ، ص ۲۳۱، جلد رابع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۲۰۰۳ء/۱۴۲۴ھ۔

۲۶۹) درمختار۔ کتاب الطلاق۔ باب الظہار۔ ص ۲۴۰۔

۲۷۰) تفسیر روح المعانی۔ جلد ثامن وعشرون۔ ص ۲۹۲۔

۲۷۱) التعریفات۔ ص ۱۷۳۔ باب القاف)۔

۲۷۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ الباب الثالث۔ الفصل الاوّل۔ ص ۵۶۱۳۔ جلد نمبر ۷۔ دارالفکر المعاصر۔ دمشق۔ اعادہ عاشرہ۔ ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء

۲۷۳) الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ ص ۵۶۱۶۔ جلد نمبر ۷۔ الباب الثالث۔

۲۷۴) اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الجنایات، ص ۲۶، جز ثانی، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔

۲۷۵) ہدایۃ۔ کتاب الجنایات۔ ص ۵۵۶۔ جلد نمبر ۴۔ مکتبہ مدینہ۔ اُردو بازار۔ لاہور۔

۲۷۶) سورۃ النسآء۔ آیت ۹۳۔

۲۷۷) سورۃ الفرقان۔آیت ۷۰۔

۲۷۸) سورۃ النسآء۔آیت ۴۸۔

۲۷۹) ہدایۃ۔کتاب الجنایات۔ص ۵۵۶۔جلد نمبر ۴۔

۲۸۰) ہدایۃ۔کتاب الجنایات۔ص ۵۵۷۔جلد نمبر ۴۔

۲۸۱) سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۷۸۔

۲۸۲) سورۃ النسآء۔آیت ۹۳۔

۲۸۳) البحرالرائق شرح کنزالدقائق، کتاب الجنایات،ص ۳، المجلد التاسع، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م۔

۲۸۴) العنایه شرح الهدایة، کتاب الجنایات،ص ۲۰۷، جلد:۱۰، دارالفکر، بیروت، سن ندارد

۲۸۵) کنزالدقائق۔کتاب الجنایات۔ص ۴۹۶۔حاشیہ ۶۔

۲۸۶) جوھرہ نیرہ۔کتاب الجنایات۔ص ۳۲۴۔المجلد الثانی۔

۲۸۷) المغنی، کتاب الدیات، باب القسامہ، داراحیاء التراث العربی، طبع اولیٰ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م۔

۲۸۸) العنایة شرح الهدایة، کتاب الجنایات،ص ۲۰۷، جلد:۱۰، دارالفکر، بیروت، سن ندارد

۲۸۹) سنن الدارقطنی، کتاب الحدود والدیات،ص ۹۴، جلد:۳، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶م۔

۲۹۰) الفقة الاسلامی و اَدلته۔جلد نمبر ۷۔ص ۵۷۰۱تا ۵۷۰۸۔دارالفکر۔دمشق اَلاعادة العاشرة۔ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷م۔

۲۹۱) الفقة الاسلامی و اَدلته۔جلد نمبر ۷۔ص ۵۷۱۲۔

۲۹۲) المبسوط، کتاب الجنایات،ص ۱۷۳، جلد ۲۹، مطبوعہ: دارالمعرفة، بیروت، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹م۔

۲۹۳) ہدایۃ۔کتاب الجنایات۔ص ۵۵۷۔جلد ۴۔

۲۹۴) شرح معانی الآثار۔ کتاب الحدود و الدیات. باب شبیهه العمد الذی لاقودَ فیه۔ص ۱۸۶۔جز:۳۔رقم الحدیث: ۴۶۵۱۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع اولیٰ۔ ۱۳۹۹ھ۔تحقیق: محمد زہری البخار۔

۲۹۵) سنن البیهقی الکبریٰ. کتاب الدیات. باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی۔ ص ۳۱۔جلد:۸۔مکتبہ دارالباز۔مکۃ المکرّمۃ۔ ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴م۔

۲۹۶) کنزالدقائق۔کتاب الجنایات۔ص ۴۹۶۔جلد ۲۔

۲۹۷) فتاویٰ الہندیہ۔کتاب الجنایات۔ص ۳۔جلد ۶۔

۲۹۸) ہدایۃ۔کتاب الدیات۔ص ۵۸۰، جلد ۴۔

۲۹۹) سورۃ النسآء۔آیت ۹۲۔

۳۰۰) سورۃ النسآء۔آیت ۹۲۔

۳۰۱) درمختار۔کتاب الجنایات۔ص ۶۹۷۔

۳۰۲) سورۃ المآئدۃ۔آیت ۴۵۱۔

۳۰۳) تعریفات۔باب الخاء۔ص ۱۰۴۔

۳۰۴) ہدایۃ۔کتاب الجنایات۔ص ۵۵۷۔جلد ۴۔

۳۰۵) الجوھرۃ النیرہ۔کتاب الجنایات۔ص ۳۲۶۔المجلد الثانی۔

۳۰۶) درمختار۔کتاب الجنایات۔ص ۶۹۸۔

۳۰۷) فتاویٰ الہندیہ۔کتاب الجنایات۔ص ۴۔المجلد السادس۔

۳۰۸) ہدایۃ۔کتاب الجنایات۔ص ۵۵۸۔جلد نمبر ۴۔

۳۰۹) اللباب فی شرح الکتاب۔کتاب الجنایات۔ص ۲۹۔جلد ۳۔

۳۱۰) لسانُ العرب۔باب العین۔ص ۲۲۱۔جلد ۹۔

۳۱۱) لسانُ العرب۔باب العین۔ص ۲۲۷۔جلد ۹۔

۳۱۲) کنزالدقائق۔کتاب الفرائض۔جلد ۲۔

۳۱۳) مسند ابی یعلی، تابع مسند عائشہ رضی اللہ عنہا، ص:۱۹۱، جلد:۸، رقم الحدیث: ۴۷۴۹، دار المأمون للتراث، دمشق، شام، طبع اولیٰ، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م، تحقیق: حسین سلم اُسد۔

۳۱۴) البحر الرائق، کتاب الجنایات، المجلد التاسع، ص ۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م۔

۳۱۵) فقہ الاسلامی وادلتہ، ص ۵۷۰۰، جلد ۷، دار الفکر، دمشق، اعادہ عاشہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷م۔

۳۱۶) فقہ الاسلامی وادلتہ۔ص ۵۷۰۱۔جلد ۷۔

۳۱۷) اللباب فی شرح الکتاب کتاب الجنایات۔ص ۱۵۲۔جلد ۳۔

۳۱۸) الفقہ الاسلامی وادلّتہ۔ص ۵۷۰۸۔جلد ۷۔

۳۱۹) الفقہ الاسلامی وادلّتہ۔ص ۵۷۱۵۔جلد ۷۔

۳۲۰) نیل الاوطار۔ص ۶۷۔جلد ۷۔

۳۲۱) جوھرہ نیرہ۔کتاب الجنایات۔ص ۳۲۷۔المجلد الثانی۔

۳۲۲) البحرالرائق۔کتاب الجنایات۔ص ۱۵۔المجلد التاسع۔

۳۲۳) الفقہ الاسلامی وادلّتہ۔ص ۵۷۱۸۔جلد ۷۔

۳۲۴) سنن ابوداؤد۔کتاب الدیات۔باب دیات۔الأعضا۔رقم الحدیث:۴۵۶۶۔

۳۲۵) سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۷۸۔

۳۲۶) تفسیر کبیر۔سورۃ البقرۃ۔آیت ۱۷۸۔ص ۴۷، ۴۸۔المجلد الثالث۔

۳۲۷) تفسیر کبیر۔سورۃ المائدہ۔آیت ۴۵۔ص ۸۔المجلد السادس۔

۳۲۸) نیل الأوطار. کتاب الدمآء. باب فضل العفو عن الاقتصاص و الشفاعة ذالک، رقم الحدیث:۳۰۱۴، ص:۳۲، جلد:۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔

۳۲۹) سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات. باب العفو فی القصاص، رقم الحدیث:۲۶۸۴۔

۳۳۰) درمختار۔کتاب الجنایات۔ص ۷۰۳۔

۳۳۱) التعریفات، باب الحاء، ص ۸۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۳۳۲) لوئس معلومف۔المنجد اردو۔ص ۶۸۱۔دارالاشاعت۔کراچی۔

۳۳۳) صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، حصہ ششم، ص ۱۱۶، ۱۱۷، مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی۔

۳۳۴) امام ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد جعفر البغدادی القدوری متوفی (۴۲۸ھ)، المختصر القدوری، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۶۳، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔ طبع ثالثہ، ۱۴۲۹ھ۔

۳۳۵) فتاویٰ ہندیہ، کتاب المناسک، باب الجنایات، ص ۲۶۶، جلد اوّل، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۳۳۶) امام زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف بابن النجیم المغربی الحنفی متوفی (۹۷۰ھ)، البحرالداق، کتاب الحج، باب الجنایات، جلد ۳، ص ۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م۔

۳۳۷) امام ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی (متوفی ۸۰۰ھ)، الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ص۴۰۲، المجلد الاوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶م

۳۳۸) علامہ محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)، الدرالمختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۱۶۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲م۔

۳۳۹) فتاویٰ الھندیہ، کتاب المناسک، باب الجنایات، الفصل الثانی، ص ۲۶۷، المجلد الاوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۳۴۰) الدرالمختار، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۱۶۶، ومابعدھا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲م۔

۳۴۱) ہدایۃ، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۲۵۰، مکتبہ مدینہ، ۱۷، اُردو بازار، لاہور۔

۳۴۲) الجوھرۃ النیرۃ، المجلد الاوّل، کتاب الحج، باب الجنایات، ص ۴۰۵۔۴۰۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶م۔

۳۴۳) النھر الفائق، المجلد الثانی، ص ۱۲۳، وما بعدھا، کتاب الحج، باب الجنایات، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲م۔

۳۴۴) الفتاویٰ الھندیہ۔ کتاب الحج۔ باب الجنایات۔ فصل الخامس۔ ص ۲۷۱۔ وما بعدھا۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰م۔ طبع اولیٰ۔

۳۴۵) الجوھرۃ النیرۃ، المجلد الاوّل، کتاب الحج، باب الجنایات، ص۴۱۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶م۔

۳۴۶) فتح القدیر۔ کتاب الحج۔ فصل فی جزاء الصید۔ ص۶۰۔ ومابعدھا۔ الجلد الثالث۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳م۔

۳۴۷) المعتصر الضروری شرح مختصر القدوری۔ کتاب الحج۔ باب الجنایات۔ ص ۲۷۵۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔ کراچی۔ طبع ثالث۔ ۱۴۲۹ھ۔

۳۴۸) البحرالرائق۔ کتاب الحج۔ باب الجنایات۔ ص ۶۱۔ المجلد الثالث۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م۔

۳۴۹) کنزالدقائق۔ کتاب الحج۔ باب مجاوزۃ الوقت بغیر احرام، ص ۲۹۸۔۲۹۹، حاشیہ ۳،۲، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، طبع اولیٰ، ۱۴۲۴ء/ ۲۰۰۴م۔

۳۵۰) فتح القدیر۔الجلد الثالث۔کتاب الحج۔باب اِضافة الاحرام الی الاحرام ۔ص۱۰۴۔ وما بعدھا۔دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔طبع اولیٰ۔۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔
۳۵۱) فتح الباری، کتاب الأ یمانِ والنذ ر،ص ۴۹۰، جز حادی عشر، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع ثانی، ۲۰۰۵م/۱۴۲۶ھ۔
۳۵۲) التعریفات۔باب النون۔ص ۲۳۶۔دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔
۳۵۳) فتح الباری، کتاب الأ یمانِ والنذ ر،ص ۴۹۰، جز حادی عشر، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع ثانی،۲۰۰۵م/۱۴۲۶ھ۔
۳۵۴) سورۃ آلِ عمران۔آیت ۳۵۔
۳۵۵) سورہ مریم۔آیت ۲۶۔
۳۵۶) سورۃ الدھر۔آیت ۷)۔
۳۵۷) سورۃ البقرۃ۔آیت ۲۷۰۔
۳۵۸) فتح الباری، کتاب الأ یمانِ والنذ ر،ص ۴۹۱، جز حادی عشر، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع ثانی،۲۰۰۵م/۱۴۲۶ھ۔
۳۵۹) المراۃ المناجیح۔باب فی النذور۔ص۲۰۳۔جلد پنجم۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔
۳۶۰) المرقاۃ المفاتیح۔باب فی النذور۔ص ۳۵۔مکتبہ امدادیہ۔ملتان۔
۳۶۱) الدُّرُّ المختار، کتاب الأیمان،ص ۲۸۵، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، طبع اولیٰ،۲۰۰۲م/۱۴۲۳ھ۔
۳۶۲) صحیح مسلم۔باب فی کفارۃ النذر۔ص ۱۲۶۵۔دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔الجز الثالث۔
۳۶۳) الھدایة مع الدرایة۔ص ۲۰۹۔حاشیہ۱۰۔مکتبہ مدینہ۔۱۷، اُردو بازار، لاہور۔
۳۶۴) لسان العرب ۔ باب الجیم ۔ص ۳۰۳۔ جلد۲۔ دارالأخیار۔سعودی عرب۔طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۶م۔
۳۶۵) القاموس الجدید(عربی۔اُردولغت)۔ص ۱۲۷۔ادارہ اسلامیات۔۱۹۰ انارکلی۔لاہور۔
۳۶۶) سورۃ المجادلة۔آیت ۱۱۔
۳۶۷) i۔ بخاری۔کتاب المجعة . باب لایقیم الرجل اَخاہ۔
ii۔ مسلم۔کتاب السلام۔باب تحریم اِقامت الرجل۔

۳۶۸) تفسیر کبیر۔سورۃ المجادلہ۔آیت نمبر ۱۱۔ص ۲۳۴۔المجلد خامس عشر۔دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔طبع ثانی۔۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔

۳۶۹) سورۃ الطّور۔آیت ۴۸۔

۳۷۰) تفسیر ابن کثیر۔سورۃ الطّور۔آیت نمبر ۴۸۔ص ۴۳۹۔جز نمبر ۲۔دارالطیبہ۔طبع ثانی۔ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م۔

۳۷۱) سنن الترمذی۔أبواب الدعوات. باب مایقول اِذا قام من مجلسہٖ

۳۷۲) ڈاکٹر وھبہ الزحیلی۔الفقہ الاسلامی وادلّتہ۔ص ۷۰۶۹۔جلد نمبر ۹۔دارالفکر۔دمشق۔شام ۔طبع عاشر۔۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷م۔

۳۷۳) المعجم الوسیط، باب الھمزہ،ص ۲۵،جلد:۱،دارالدعوۃ،استنبول،ترکی،تحقیق: مجمع اللغۃ العربیہ۔

۳۷۴) المغرب فی ترتیب المعرب. باب الھمزہ مع الام، ص۴۴،جلد:۱،مکتبہ اُسامہ بن زید،حلب،شام،طبع اولیٰ،۱۹۷۹م،تحقیق:محمود فاخوری وعبدالحمید مختار۔

۳۷۵) طلبۃ الطلبۃ فی الاصطلاحات الفقھیہ۔کتاب الطلاق۔ص۲۲۴۔جلد:۲۔ دارالقلم۔بیروت۔طبع اولیٰ ۱۴۰۶ھ۔تحقیق:خلیل المیس۔

۳۷۶) تاج العروس من جواہر القاموس،باب اُلی،ص ۹۱،جز:۳۷،دارالفکر،بیروت،طبع اولیٰ ۱۴۱۴ھ۔

۳۷۷) تھذیب اللغۃ۔باب آلی۔ص ۱۹۸۔جز:۵۔

۳۷۸) تفسیر کبیر۔سورۃ البقرۃ۔آیت نمبر ۲۲۶۔ص ۶۹۔المجلد الثالث۔دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔لبنان۔طبع ثانیہ۔۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔

۳۷۹) معتصر الضروری علی شرح مختصر القدوری، کتاب الایلاء،ص ۵۴۵، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ،گارڈن،کراچی۔

۳۸۰) التعریفات، باب الألف،ص۴۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت،مع اولیٰ،۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م

۳۸۱) اللُباب فی شرح الکتاب، باب الاِیلاء،ص ۵۹،جلد:۳، دارالکتاب العربی، بیروت،سن ندارد،تحقیق:محمودامین النواوی۔

۳۸۲) تفسیر خازن۔سورۃ البقرہ۔آیت ۲۲۶، ۲۲۷۔ص ۱۵۷، ۱۵۸۔المجلد الاوّل۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔طبع اولیٰ۔۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔

۳۸۳) تفسیر کبیر۔ سورۃ البقرۃ ۔ آیت ۲۲۶۔ص ٦٩ ۔ المجلد الثالث۔ دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔ طبع ثانیہ۔۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔
۳۸۴) سورۃ آل عمران۔ آیت: ۱۱۸۔
۳۸۵) سورۃ النور۔ آیت: ۲۲۔
۳۸۶) محمود بن عمر الزمخشری۔ الفائق فی غریب الحدیث، باب الحاء مع الدال، ص ٢٦٦، جز:۱، دارالمعرفۃ، لبنان، طبع ثانی، تحقیق: علی محمد البجاوی، محمد ابوالفضل ابراہیم۔
۳۸۷) صحیح بخاری۔ باب تغییر الزمان حتی تعبد الأوثان
۳۸۸) ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن زطی الخزاز الکوفی (متوفی ۱۵۰ھ) الشرح المیسر. باب: ویلٌ للمتألّین من أمّتی، مکتبۃ الفرقان، عجمان، متحدہ عرب اُمارات، طبع اولیٰ ۱۹۹۹م، تحقیق: ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس۔
۳۸۹) ابوالحسن علی بن ابوبکر بن عبدالجلیل الرشدانی المرغینانی (متوفی ۵۹۳ھ) الھدایۃ۔ کتاب الطلاق۔ باب الایلاء۔ ص۹۲۔ مکتبہ مدینہ، ۱۷۔ اُردو بازار۔ لاہور۔
۳۹۰) الفقہ الاسلام و أدلتہ ۔ص ۷۰۶۹۔ جلد:۹۔ دارالفکر۔ دمشق۔ طبع عاشر۔ ۲۰۰۷م/ ۱۴۲۸ھ۔ شام۔
۳۹۱) الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الِایلاء، ص۲۳۲، وما بعدھا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲م۔
۳۹۲) ھدایۃ المجتھد، کتاب الایلاء، ص ۵۱٦، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، طبع جدیدہ۔
۳۹۳) درمختار۔ کتاب الطلاق۔ باب الایلاء۔ ص۲۳۲۔ دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲م۔
۳۹۴) معتصر الضروری علی شرح مختصر القدوری، کتاب الایلاء، ص ۵۴۵، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، گارڈن، کراچی، طبع ثالثہ، ۱۴۲۹ھ۔
۳۹۵) تفسیر کبیر، سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۶، ص۷۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانیہ ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴م۔
۳۹٦) ہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ص ٩٦، مکتبہ مدینہ، ۱۷، اُردو بازار، لاہور۔
۳۹۷) الجوھرۃ النیرہ، کتاب الایلاء، ص ۲۰۹، المجلد الثانی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰٦م۔

۳۹۸) تفسیر بیضاوی، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۲۶، ص ۱۲۱، المجلد الاوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثالثہ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م۔
۳۹۹) ہدایۃ۔ کتاب الطلاق۔ باب الایلاء۔ ص ۹۷۔ مکتبہ مدینہ۔ ۱۷، اُردو بازار، لاہور۔
۴۰۰) قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن محدم بن احمد بن رُشد القرطبی (متوفی ۵۹۵ھ)، بدایۃ المجتھد، کتاب الایلاء، ص ۵۱۵، طبع جدیدہ، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔
۴۰۱) کنزالدقائق، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ص ۴۰۵، جز اوّل، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلام، گارڈن، کراچی۔
۴۰۲) علاء الدین الکاسانی (متوفی ۵۸۷ھ)، البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ص ۱۷۷، جلد: ۲، دارالکتاب العربی، بیروت، طبع ۱۹۸۲م۔
۴۰۳) ہدایۃ، کتاب الطلاق، باب الایلاء، ص ۱۰۴، جلد: ۲، مکتبہ مدینہ، ۱۷، اُردو بازار، لاہور۔
۴۰۴) ابن منظور افریقی، لسان العرب، ص ۳۳۵، ۳۳۶، دارالأ خیار، ریاض، سعودی عرب، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م۔
۴۰۵) سورۃ الانبیاء۔ آیت ۳۔
۴۰۶) سورہ عبس۔ آیت ۱۰۔
۴۰۷) سورۃ الجمعہ۔ آیت ۱۱۔
۴۰۸) سورۃ الانبیاء۔ آیت ۱۷۔
۴۰۹) سورہ لقمان۔ آیت ۶۔
۴۱۰) سنن ابوداوَد۔ کتاب الجہاد۔ باب فی الرمی۔
۴۱۱) (الف) صحیح بخاری۔ فی الأ دب المفرد۔ ۱/۲۷۴۔
(ب) فیض القدیر، ص: ۱۸، جلد: ۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴م۔
۴۱۲) سنن الکبری للنسائی، کتاب عشرۃ النسآء، ابواب الملاعبہ، رقم الحدیث: ۸۹۳۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱م۔
۴۱۳) ابن منظور افریقی، لسان العرب، ص ۲۷۷، باب الام، دارالأ خیار، ریاض، سعودی عرب، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م۔

۴۱۴) i) الطبرانی فی الاوسط۔۱/۱۳۲۔ ح:۴۱۳۔
ii) البیان والتعریف فی أسباب ورودالحدیث، ص:۳۴۷، جلد:۱، مطبعۃ البھاء، دارالحکومت حلب، شام، ۱۳۲۹ھ۔
۴۱۵) رواہ ابوداؤد۔کتاب الطہارۃ۔ باب الاستتار فی الخلاء، رقم الحدیث:۳۵۔
۴۱۶) التعریفات، باب الام، ص۱۹۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔
۴۱۷) التعریفات۔ باب اللام۔ص۱۹۲۔
۴۱۸) سنن البیہقی الکبریٰ، کتاب الشھادات، باب من کرہ کلما لعب الناس بہ من الحزہ، رقم الحدیث:۲۰۷۵۴، ص:۲۱۷، جلد:۱۰، مکتب دارالباز، مکۃ المکرّمہ ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴م۔
۴۱۹) i) صحیح بخاری، کتاب الأیمان والنذور. باب لا یحلفُ باللات والعزی ولا باالطواغیت
ii) صحیح مسلم، کتاب الایمان . باب من حلف باللات والعزی فلیقل لا الہ الاّاللہ
۴۲۰) نیل الاوطار، باب تحریم القمار، ص۹۹، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثالثہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴م۔
۴۲۱) ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) فتح الباری، کتاب الایمان والنذور، ص۴۶۰، جز حادی عشر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵م۔
۴۲۲) لسان العرب، ص۶۰، جلد ۵، مادہ ذال، دارالأخیار، ریاض، سعودی عرب، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶م۔
۴۲۳) سورۃ الشعرا۔ آیت:۱۴۔
۴۲۴) سورۃ غافر۔آیت:۳۔
۴۲۵) سورۃ الزمر۔آیت:۵۳۔
۴۲۶) کتاب التعریفات، باب الذال، ص۱۱۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م۔
۴۲۷) مسند شہاب، باب کفارۃ الذنب الندامۃ، رقم الحدیث:۷۷، ص:۸۰، جلد:۱، مؤسۃ الرسالہ، بیروت، طبع ثانی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶م۔ تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السّلفی۔
۴۲۸) مسند احمد بن حنبل، باب حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۲۵۲۷۵۔
۴۲۹) i) سنن ابن ماجہ، ابوابُ الزھد، رقم الحدیث: ۴۲۵۰۔
ii) السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب التفقات، رقم الحدیث: ۱۸۹۴۳۔

۴۳۰) شعب الایمان، للبیہقی، **الحادی عشر من شعب الایمان**، رقم الحدیث: ۷۹۸۔

۴۳۱) جامع الترمذی، **باب صفة القیامة والدقائق والورع**، رقم الحدیث: ۲۵۰۵۔

۴۳۲) الیاس انطون الیاس، قاموس الحبیب (عربی، انگریزی) ص ۳۷۱، مادہ (ق) دارالجیل، بیروت، لبنان، ۱۹۷۸ء۔

۴۳۳) لسان العرب، باب القاف، ص ۶۵، ۶۶، دارالأخیار، ریاض، سعودی عرب۔

۴۳۴) سورۃ السبا۔ آیت ۴۸۔

۴۳۵) سورۃ الانبیاء۔ آیت ۱۸۔

۴۳۶) سورۃ السبا۔ آیت ۵۳۔

۴۳۷) صحیح البخاری، **کتاب الخمس. باب ماجآء فی بیوت ازواج النبی** ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۳۴۔

۴۳۸) سورۃ النور، آیت ۲۳۔

۴۳۹) سورۃ النور، آیت ۴۔

۴۴۰) تفسیر ابن کثیر۔ سورۃ النور۔ آیت ۴۔ دارالطیبہ۔ طبع ثانی ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م۔

۴۴۱) سورۃ النور۔ آیت ۷، ۶۔

۴۴۲) روح المعانی، سورۃ النور، آیت ۶، **الجز الثامن عشر، دارالأحیاء التراث العربی**، طبع اولیٰ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م۔

۴۴۳) تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النور، آیت ۶، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۴۴۴) تفسیر قرطبی۔ سورۃ النور۔ آیت ۶۔

۴۴۵) سورۃ البقرہ۔ آیت ۲۲۲۔

۴۴۶) سنن ابن ماجہ، کتاب الصلوٰۃ۔

۴۴۷) تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور، آیت ۶، دارطیبہ، طبع ثانی ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹م۔

۴۴۸) سورۃ النسآء۔ آیت ۱۱۰۔

۴۴۹) سورۃ الھود۔ آیت ۱۱۴۔

۴۵۰) سنن الدارمی، کتاب الرقاق، باب فی حسن الخلق، رقم الحدیث، ۲۷۹۱۔

۴۵۱) الزھد لابن المبارک وصحیح البانی فی صحیح الجامع۔ رقم: ۲۱۵۱۔

۴۵۲) سورۃ الزمر، آیت ۵۳۔

۴۵۳) مولانا وحید الزماں قاسمی، القاموس الجدید، باب الظاء، ادارہ اسلامیات، انارکلی، ۱۹۰ اُردو بازار، لاہور۔

۴۵۴) التعریفات۔ باب الظاء۔ دارالکتب العلمیہ۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰م۔

۴۵۵) ابن منظور افریقی۔ لسان العرب۔ باب الظاء۔ ص: ۲۵۱۔

۴۵۶) تہذیب اللُّغۃ۔ ص ۴۶۔ جلد ۵۔ موسوعۃ الشاملہ۔

۴۵۷) سنن ابوداؤد۔ کتاب الطہار۔ باب صفۃ الوضو۔

۴۵۸) التعریفات۔ باب الظاء۔ ص ۱۴۷۔

۴۵۹) سورۃ الانعام۔ آیت ۸۲۔

۴۶۰) سورۃ اللقمان۔ آیت ۱۳۔

۴۶۱) سورۃ النسآء۔ آیت ۴۰۔

۴۶۲) i) محمد بن اسماعیل بخاری (متوفی ۲۵۶ھ)۔ ادب المفرد۔ باب الظلم۔
ii) المعجم الاوسط۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۰۔ ص: ۱۲۰۔ جلد: ۲۔

۴۶۳) صحیح مسلم۔ کتاب المساقات۔ باب تحریم الظلم وغصب الارضِ وغیرھا، رقم الحدیث: ۴۲۱۷۔

۴۶۴) صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ و الادب. باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۶۷۴۰۔

۴۶۵) صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب صحبۃ الممالیک و کفارۃ، رقم الحدیث: ۴۳۸۸۔

۴۶۶) علامہ مجلسی، بحار الانوار. باب الظلم و أنواعہ، ص ۳۲۰۔

۴۶۷) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۶۷۴۱۔

۴۶۸) المنجد (عربی، اُردو)۔ دارالاشاعت۔ اُردو بازار۔ کراچی۔

۴۶۹) الیاس انطون الیاس۔ قاموس الجیب (عربی/انکلیزی) دارالجیل۔ بیروت۔ ۱۹۷۸ء۔

۴۷۰) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب. باب تحریم الغیبۃ، رقم الحدیث: ۶۷۵۸۔

۴۷۱) سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۲۔

۴۷۲) تفسیر خزائن العرفان۔سورۃ الحجرات۔آیت ۱۲۔

۴۷۳) صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الأدب. باب تحریم ظلم المسلم۔رقم الحدیث:۶۷۰۶۔

۴۷۴) سیر أعلام النبلاء۔ص ۲۲۸۔جلد ۹۔

۴۷۵) i) فقـه الأدعیة وَالأَذکـار ۔عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر۔ بـاب التـوبة من الذنوب۔ص:۲۶۳۔جلد:۲۔ناشر:الکویت۔طبعة ثانیة ۔۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳م۔

ii) الأذکـار، امام محی الدین ابوذکریا یحی بن شرف النووی(متوفی ۶۷۶ھ) بـاب کفارة الغیبة و التوبة منها۔ص ۸۴۵۔جلد ۲۔

۴۷۶) الـدعوات الکبیر. باب مایقول اِذا جری علی لِسانه. ص:۲۹۴،جلد:۲،رقم الحدیث: ۵۰۷،من المنشورات: مرکز المخطوطات،کویت، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳م۔

۴۷۷) اصولِ کافی۔باب اِجتناب الغیبة و البهتان،ص ۳۵۷،جلد ۲۔

۴۷۸) مساوی الأخلاق۔باب ماجآءُ فی کفارة الغیبة.

۴۷۹) الأذکار. باب کفارة الغیبة و التوبة منها، ص ۸۴۵،جلد ۲۔

۴۸۰) فرہنگ فارسی۔دارالاشاعت۔اُردو بازار۔کراچی۔

۴۸۱) فیروز اللُّغات۔فیروز سنز۔اُردو بازار۔کراچی۔

۴۸۲) اُردو دائرۃ المعارف۔

۴۸۳) التعریفات۔باب الطاء۔ص ۱۴۵۔دارالکتب العلمیہ۔بیروت۔

۴۸۴) قاموس الجدید،ص ۵۷۱،ادارہ اسلامیات،۱۹۰،انارکلی،اُردو بازار،لاہور،پاکستان۔

۴۸۵) لسان العرب۔ص ۲۲۸،۲۲۹۔جلد ۸۔

۴۸۶) قاموس الجیب۔ص ۲۸۶۔دارالجیل۔بیروت۔

۴۸۷) مرقات۔ص ۲۔جلد ۹۔

۴۸۸) فتح الباری۔ص ۲۱۳۔جلد ۱۰۔

۴۸۹) مفتاح السعادہ۔ص ۳۳۸۔جلد ۲۔

۴۹۰) الترغیب والترہیب۔ص ۸۸۔جلد ۴۔

۴۹۱) مرقات۔ص ۲۔جلد ۹۔

۴۹۲) لسان العرب۔ص ۱۶۰۔جلد ۱۰۔

۴۹۳) مسند احمد۔ص ۲۱۳۔جلد ۱۔

۴۹۴) سورۃ الزمر۔آیت: ۵۳۔

۴۹۵) سورۃ النسآءَ۔آیت ۷۸۔

۴۹۶) سورۃ النسآء۔آیت ۷۸۔

۴۹۷) سورۃ النسآء۔آیت ۱۳۱۔

۴۹۸) سورۃ الاعراف۔آیت: ۱۳۱۔

۴۹۹) سورۃ الاعراف۔آیت: ۱۳۱۔

۵۰۰) سورۃ بنی اسرائیل۔آیت: ۱۳۔

۵۰۱) سورۃ النمل۔آیت ۴۷۔

۵۰۲) سورۃ یٰسین۔آیت ۱۸۔

۵۰۳) سورۃ یٰسین۔آیت ۱۹۔

۵۰۴) صحیح مسلم، کتاب السلام۔باب لاعدویٰ ولا غیرہ۔

۵۰۵) صحیح مسلم۔کتاب السلام۔باب لاعدویٰ ولاطیرۃ۔

۵۰۶) سنن ابن ماجہ۔باب من کان یعجبه الفأل ویکرہ، رقم الحدیث: ۳۵۳۸۔

۵۰۷) مسند احمد۔جلد ۲۔ص ۲۲۰۔

۵۰۸) i۔ کتاب البغیة العلیا فی آداب الدین والدنیا. الفصل السادس فی الطیرۃ والفأل، ص: ۳۹۹، جلد: ۱، دار اقرأ، بیروت، طبع رابع ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م، محقق: محمد کریم راجح۔

ii۔ وسائل الشیعة. کتاب الابتلاء والکفارات من ابواب آداب السفر.

۵۰۹) سورۃ آل عمران۔آیت ۱۵۹۔

۵۱۰) اسعد حومد، الیسر التفاسیر۔ص ۲۳۶۲۔جلد ۱۔سورۃ طٰہٰ۔آیت ۱۴۔

۵۱۱) ابوالبقاء أیوب بن موسیٰ الحسینی الکفومی، کتاب الکلیات لِأبی البقاء. فل الصاد، ص ۸۷۶، جز ۱، تحقیق، عدنان درویش، محمد المصری، مؤسسة الرّسالہ، بیروت ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م۔

۵۱۲) سورۃ التوبہ۔ آیت ۱۰۳۔

۵۱۳) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصوم۔ باب فی توابع الصوم، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۵۱۴) سورۃ الھود۔ آیت ۸۷۔

۵۱۵) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت ۱۱۰۔

۵۱۶) سورۃ النسآء۔ آیت ۴۳۔

۵۱۷) کتاب الکلیات لأبی البقاء۔ فصل الصاد۔ ص ۸۷۶۔ جز ۱۔

۵۱۸) المعجم الوسیط، باب الصاد، ص ۵۲۲، جُز: ۱، دارالدعوۃ، استنبول، ترکی، تحقیق: مجمع اللغۃ العربیۃ

۵۱۹) سورۃ البقرۃ۔ آیت ۱۵۷۔

۵۲۰) محمد بن احمد بن عثمان الذھبی۔ سیر أعلام النبلاء، ص ۴۳۰، مؤسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱م۔

۵۲۱) المعجم الوسیط۔ باب الصاد۔ ص ۵۲۲۔ جز۔ ۱۔

۵۲۲) سورۃ الحج۔ آیت ۴۰۔

۵۲۳) احکام القرآن۔ ص ۲۷۔ جلد ۱۲۔ دارالکاتب العربی۔ القاھرہ۔ مصر۔

۵۲۴) ابنِ منظور افریقی۔ لسان العرب۔ باب الصاد۔ ص ۳۶۵۔ جلد ۷۔

۵۲۵) سورۃ العنکبوت۔ آیت ۴۵۔

۵۲۶) سنن الکبری للبیھقی. باب ماجآء مِن التشدید فی ترک الجماعۃ من غیر عذر، رقم الحدیث: ۴۷۲۱۔

۵۲۷) تاج العروس من جواھر القاموس. فصل الصاد، ص: ۸۴۶۸، جز: ۱، دارالفکر، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۴ھ۔

۵۲۸) سورۃ الاحزاب۔ آیت ۵۶۔

۵۲۹) التعریفات، باب الصاد، ص ۱۳۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م

۵۳۰) المعجم الوسیط، باب الصاد، ص ۵۲۲، جزء، دارالدعوۃ، استنبول، ترکی، تحقیق، مجمع اللغۃ العربیۃ

۵۳۱) التعریفات، باب الصاد، ص ۱۳۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۵۳۲) صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب: قضاء الصلوٰۃ الفائِتۃ و اِستحباب تعجیلِ قضا لٰھا، حدیث: ۶۸۰۔

۵۳۳) صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ، باب: قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ و استجاب تعجیلِ قضا لھا۔
۵۳۴) صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب من صلی بالناس جماعۃ بعد ذھاب الوقت، حدیث ۵۹۲۔
۵۳۵) (مثنوی شریف۔ دفتر دوم۔ ص ۲۳۔ کے حوالے سے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''امیر معاویہ رضی اللہ عنہ'' کے ص ۵۹، ۶۰ پر نقل فرمایا ہے)
۵۳۶) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ، رقم الحدیث: ۳۱۵۔
۵۳۷) المعجم الوسیط، (ابراھم، أحمد الزیات، حامد عبدالقادر، محمد النجار)، دارالدعوۃ، ترکی، تحقیق: مجمع اللغۃ العربیۃ۔
۵۳۸) التوقیف علی مھمات التعاریف، دارلفکر المعاصر، دارالفکر، بیروت، دمشق، طبع اولیٰ ۱۴۱۰ھ تحقیق: د۔ محمد رضوان الدایۃ۔
۵۳۹) علامہ السید الشریف الرضی، نھج البلاغۃ، محفوظ بک ایجنسی، مارٹن کوارٹر، کراچی۔
۵۴۰) اِسفارُ الفصیح. باب المضموم اوّلہ، تحقیق: أحمد بن سعید بن محمد قشاش، ناشر: عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ، المدینۃ المنورۃ. المملکۃ السعودیۃ العربیۃ، طبع اولی، ۱۴۲۰ھ۔
۵۴۱) المخصص۔ باب الخبر ہ۔ ص ۲۸۰۔ جلد نمبر ا، داراحیاء الستر اث العربی۔ بیروت۔ طبع اولیٰ ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، تحقیق: خلیل ابراہیم جفال)
۵۴۲) اکمال الأعلام بتثلیث الکلام. باب من المثلث المختلف المعانی، ناشر: جامعہ أم القریٰ. مکّۃ المکرمۃ، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء، تحقیق: سعد بن حمدان الغامدی۔
۵۴۳) المغنی المحتاج اِلی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج، ص ۱۶۰، ج۔۲، ناشر: دارالفکر، بیروت، لبنان۔
۵۴۴) التعریفات، باب الشین، ص ۱۳۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء۔
۵۴۵) الفروق اللغویۃ۔ ص ۳۵۹۔ جز۔ ا، ناشر: دار العلم و الثقافۃ، قاہرہ، مصر، تحقیق: محمد ابراہیم سلیم۔

۵۴۶) قوّۃ القلوب فی معاملۃ المحبوب، ص ۳۱۶، جلد ا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثانی، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۵۴۷) المدخل لابن الحاج. فصل غَسْلُ الیدعندالأکل. مکتبہ دارالتراث. قاھرہ. مصر

۵۴۸) سورہ لقمان۔ آیت ۱۳۔

۵۴۹) سورۃ الحج۔ آیت ۳۱۔

۵۵۰) ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی، الادب المفرد، باب الظلم ظلمات، ص ۱۷۱، جزا، دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت، طبع ثالثہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹م۔ تحقیق: محمد فواد عبدالباقی۔

۵۵۱) سورۃ النسآء۔ آیت ۴۸۔

۵۵۲) الآداب الشرعیۃ۔ فصل فی حبوط المعاصی۔ ص ۱۶۴۔ جلد ا۔

۵۵۳) مسند امام احمد بن حنبل۔ جز رابع عشر۔ ص ۳۵۰۔ مؤسۃ الرسالہ۔ بیروت۔ طبع ثانی۔ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م، تحقیق: شعیب الأرنؤوط۔

۵۵۴) صحیح البخاری، کتاب الفضائل المدینہ، باب فضل المدینہ، رقم الحدیث: ۱۸۷۱، جلد ا، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۵۵۵) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب: ضیانۃ المدینہ، رقم الحدیث: ۱۳۸۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۵۵۶) مرقات المفاتیح۔ کتاب المناسک۔ باب حرم المدینہ۔ ص ۲۲۳۔ جلد ۹۔ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۳م۔

۵۵۷) مرقات المفاتیح۔ کتاب المناسک۔ باب حرم المدینہ۔ ص ۱۰۔ جلد ۹۔ دارالفکر۔ بیروت۔ ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۳م۔

۵۵۸) شرح صحیح مسلم۔ کتاب الحج۔ باب المدینہ تنفی خبثھا۔ ص ۳۸۷۔ جلد ثالث۔ فرید بک سٹال۔ ۳۸، اُردو بازار، لاہور۔

۵۵۹) مسند امام احمد بن حنبل، باب فضل المدینہ، رقم الحدیث: ۱۸۵۱۹، مؤسۃ الرسالہ، بیروت۔ طبع ثانی، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۹م۔

۵۶۰) لسان المیزان، جلد رابع، ص ۱۳۳، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع ثالثہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶م، تحقیق: دائرۃ المعرف النظامیہ، الہند۔

۵۶۱) اشعۃ اللمعات، کتاب المناسک، باب حرم المدینہ، ص ۳۹۳۰۹۴، جلد ۲، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر۔

۵۶۲) آزاد دائرۃ المعارف۔

۵۶۳) التعریفات، باب التاء، ص ۵۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ ؍ ۲۰۰۰م۔

۵۶۴) آزاد دائرۃ المعارف۔

۵۶۵) سورۃ البقرۃ۔ آیت ۲۷۵۔

۵۶۶) سنن ابوداؤد۔ کتاب البیوع۔ باب فی التجارۃ۔ رقم الحدیث ۳۳۲۸۔ ص ۲۴۶۔ جلد ۳۔

۵۶۷) المنجد (عربی اُردو) لوئس مالوف۔ ص ۱۶۶۔ مادہ ''ج''۔ دارالاشاعت، کراچی۔

۵۶۸) لسان العرب، ص ۳۳۳، جلد ۲، دارالأخیار، الریاض، سعودی عرب، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء۔

۵۶۹) کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، ص: ۱۵۲، جلد: ۱، مکتبہ مدینہ، ۱۷، اُردو بازار، لاہور۔

۵۷۰) سورۃ الجمعۃ۔ ۹۔

۵۷۱) محمود بن احمد بن الصدر الشہید البخاری برہان الدین مازہ، **المحیط البرهانی**، ص ۱۴۹، جلد ۲، **فصل فی الخامس والعشرون فی الصلاة. داراحیاء التراث العربی**، بیروت، لبنان۔

۵۷۲) **أخرجه ابن أبی شیبه. باب من کان یری الجمعة فی القری وغیرها. قال الألبانی فی الضعیفة**، ص ۳۱۸، جلد ۲، اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین۔

۵۷۳) صحیح مسلم۔ کتاب الجمعہ۔ **باب التغلیظ فی ترک الجمعة.**

۵۷۴) محمد بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن عبدالجبار بن مفلح اللخمی، **مشیخة أبی طاهر ابن أبی الصقر**، باب اوّل الکتاب، ص ۷۰، جلد ۱۰، مکتبۃ الرشد، الریاض، سعودیہ، طبع اولیٰ، ۱۹۹۷ء، تحقیق: الشریف حاتم بن عارف العونی۔

۵۷۵) جامع البیان فی تاویل القرآن۔ سورۃ المریم۔ ۵۹۔ محمد بن جریر بن یزید۔ بن کثیر بن غالب الآملی، ابوجعفر الطبری۔ متوفی ۳۱۰ھ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، تحقیق: احمد محمد شاکر۔

۵۷۶) محمود بن احمد بن الصدر الشہید البخاری برہان الدین مازہ، **المحیط البرهانی**، ص ۱۴۹،

جلد۲، فصل فی الخامس والعشرون فی الصلاۃ. داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

۵۷۷) سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجمعۃ۔

۵۷۸) المحیط البرھانی. فصل فی الخامس والعشرون، ص ۱۴۹، جلد نمبر۲۔

۵۷۹) مسند احمد۔ رقم الحدیث۔ ۱۷۳۱۸۔

۵۸۰) امام ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، باب کفارۃ من ترکھا، ص ۴۰۷، جلد ۱، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث ۱۰۵۵، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان۔

۵۸۱) شرح سنن ابی داؤد، کتاب الجمعہ، باب من ترکھا، ص ۳۷۳، جلد نمبر ۴، مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع اولیٰ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م، محقق أبو النذر خالد بن ابراہیم المصری، ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن أحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدرالدین الحسینی (متوفی ۸۵۵ھ) رقم الحدیث: ۱۰۲۵۔

۵۸۲) کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال . فصل الثانی فی وجوب الجمعہ، ص ۷۳۳، جلد نمبر ۷، مؤسۃ الرسالہ، بیروت، طبع خامسہ ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱م محقق: بکری حیانی، صفوۃ السقاء، رقم الحدیث: ۲۱۱۵۶۔

۵۸۳) الجوھرۃ النیرہ، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، ص ۸۳، جلد ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶م۔ تحقیق: الیاس قبلان۔

۵۸۴) تفسیر القرآن العظیم، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) سورۃ البقرہ، آیت ۲۲۲، دارطیبہ للنشر والتوزیع، طبعۃ ثانیۃ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹م، محقق: سامی بن محمد سلامۃ۔

۵۸۵) الصحیح لمسلم، امام ابوالحسین بن الحاج القشیری النیسا پوری (متوفی ۲۶۱ھ) کتاب الحیض، باب جواز الحائض رأس زوجھا و ترجیلہ، حدیث ۳۰۲، ص ۲۴۶، جلد اوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۵۸۶) الجامع الصحیح السنن الترمذی، محمد بن عیسیٰ ابوعیسیٰ الترمذی السلمی (متوفی ۲۷۹ھ) کتاب الطھارہ، باب ماجآء فی کراھیۃ اِتیانِ الحائض، داراحیاء التراث العربی، بیروت، تحقیق: احمد محمد شاکر وآخرون۔

۵۸۷) المستدرک علی الصحیحین، محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الحاکم النیساپوری، کتاب الطہارہ، ص ۲۷۸، جلد ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا۔

۵۸۸) جامع الترمذی، امام حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) کتاب الطہارہ، باب ماجآء فی ذالک، ص ۴۹، حدیث ۱۳۷، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، طبع ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹م۔

۵۸۹) سنن الدارمی، کتاب الطہارہ، باب اِذا اتی الرجل امرأتہ، ص ۲۴۹، دارالکتاب العربی، بیروت طبع اولیٰ، ۱۴۰۷ھ، امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابومحمد الدارمی، تحقیق: فواز احمد زمرلی، خالد السبع العلمی۔

۵۹۰) مصنف عبدالرزاق، ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصغانی، باب اصابت الحائض، ص ۳۳۰، المکتب الاسلامی، بیروت، طبعہ ثانیہ ۱۴۰۳ھ، تحقیق: حبیب الرحمٰن الأعظمی۔

۵۹۱) جامع الترمذی، کتاب الطہارہ، باب ماجآء فی کراھیۃ اتیان الحائض، ص ۴۹، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، طبع ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹م۔

۵۹۲) جامع الترمذی، کتاب الطہارہ، باب ما جآء فی کراھیۃ اتیان الحائض، ص ۴۹، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، طبع ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹م۔

۵۹۳) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطھارۃ . باب الدماء المختصۃ بالنسآء، ص ۴۴، جلد اوّل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۵۹۴) نیل الاوطار۔ کتاب الطہارۃ، باب الحائض لاتصوم ولا تصلی، ص ۳۰۰، جلد ۱۔۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع ثالث، ۲۰۰۴م/ ۱۴۳۵ھ۔

۵۹۵) جامع الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجآءُ فی کراھیۃ البزاق فی المسجد، حدیث رقم: ۵۷۲۔

۵۹۶) سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کراھیۃ البزاق، رقم الحدیث: ۴۷۴۔

۵۹۷) السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الصلوٰۃ، باب کراھیۃ البزاق فی المسجد، رقم الحدیث ۲۳۔

۵۹۸) سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کراھیۃ البزاق فی المسجد، رقم الحدیث ۴۷۷۔

۵۹۹) صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب حک البزاق بالید من المسجد، رقم الحدیث ۴۰۵۔
۶۰۰) سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب کراھیة البزاق فی المسجد، رقم الحدیث: ۴۱۰۔
۶۰۱) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ ومواضع الصلوٰۃ. باب النھی عن البصاق فی المسجد فی الصلوٰۃ وغیرھا، رقم الحدیث: ۵۵۳۔
۶۰۲) شرح سنن ابن ماجہ، مغلطای بن قلیج بن عبداللہ البکجری المصری الحکری الحنفی، أبوعبداللہ، علاء الدین (المتوفی ۷۶۲ھ) باب المصلی یتنخم، ص ۱۶۸۶، جلد ۱، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، المملکۃ السعودیہ، طبع اولیٰ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹م۔ محقق: کامل عویضہ۔
۶۰۳) صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب کفارۃ البزاق فی المسجد، رقم الحدیث: ۴۱۵۔
۶۰۴) شرح الأربعین نووی، صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ، ص: ۱۵۱، جلد: ۱۔
۶۰۵) سورہ ھود، آیت: ۱۱۴۔
۶۰۶) صحیح بخاری۔ کتاب مواقیت الصلوۃ۔ باب الصلاۃ کفارۃ۔ رقم الحدیث: ۵۲۶۔
۶۰۷) سنن الترمذی۔ باب معاشرۃ النّاس۔ ص: ۳۵۵۔ جلد: ۴۔
۶۰۸) سورۃ البقرۃ۔ آیت: ۲۷۰۔
۶۰۹) أیسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر، سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۰، مکتبۃ العلوم والحکم، مدینۃ المنورہ، طبعہ خامسہ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔
۶۱۰) صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب الصلاۃ کفارۃ، رقم الحدیث: ۵۲۵۔
۶۱۱) سورۃ النسآء، آیت: ۳۱۔
۶۱۲) روح المعانی، سورۃ النسآء، آیت: ۳۱، جز: ۵۔
۶۱۳) صحیح مسلم۔ کتاب الطہارت۔ باب الصلوٰت الخمس۔ رقم الحدیث: ۲۳۳۔
۶۱۴) صحیح البخاری۔ کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰت الخمس کفارۃ۔ رقم الحدیث: ۵۲۸۔
۶۱۵) صحیح مسلم۔ کتاب البروالصلۃ۔ باب ثواب المؤمن فیما۔ رقم الحدیث: ۶۷۲۶۔
۶۱۶) صحیح مسلم۔ کتاب البروالصلۃ۔ باب ثواب المؤمن فیما۔ رقم الحدیث: ۶۷۳۴۔
۶۱۷) صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ، رقم الحدیث: ۱۳۵۲۔

۶۱۸) التحریر والتنویر، الشیخ محمد الطاہر بن عاشور، ص :۲۸۷، جلد:۲۸، دارسحنون للنشر والتوزیع، تونس، ۱۹۹۷ء۔

۶۱۹) مسند الشھاب، محمد بن سلامہ بن جعفر أبوعبداللہ القضاعی، ص :۳۴۸، جز:۱، مؤسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع ثانی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء، تحقیق :حمدی بن عبدالمجید۔

۶۲۰) شعب الایمان، السادس والاربعون من شعب، ص:۳۷۲، جلد: ۵، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی خراسانی البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ)، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۱۰ھ، تحقیق: محمد السعید بسیونی زغلول۔

۶۲۱) صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب المؤمن أمرہ کلہ خیرٌ، رقم الحدیث: ۲۹۹۹۔

۶۲۲) سورۃ النسآء۔ آیت :۷۹۔

۶۲۳) سورۃ الفرقان۔ آیت: ۷۰۔

۶۲۴) شرح النووی علی صحیح مسلم، باب فضل الوضوء والصلوٰت، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع ثانی، ۱۳۹۲ھ۔

۶۲۵) مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبدوایاک نستعین، محمد بن ابی بکر أیوب الذرعی أبوعبداللہ المعروف بابن القیم الجوزیہ، ص: ۴۳۲۔۴۳۳، جلد : ۱، دارالکتاب العربی، بیروت، طبع ثانی، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء، تحقیق: محمد حامد الفقی۔

۶۲۶) تفسیر الخازن، ص: ۲۵۷، جلد:۳، دارالفکر، بیروت، طبع، ۱۳۲۰ھ/۱۹۷۹ء۔

۶۲۷) تفسیر کبیر، الکتاب الثانی فی مباحث بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ص :۱۴۴، جلد: ۱، نکتہ: ثالثۃ والعشر ون، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

۶۲۸) الجامع لأحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الأنصاری الخزرجی شمس الدین القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) ص: ۹۲، جلد: ۱، دارعالم لکتب، الریاض، السعودیہ، طبع ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء، محقق: ہشام سمیر البخاری۔

۶۲۹) (۱) لعلل المتناھیۃ فی الأحادیث الواھیۃ، عبدالرحمٰن بن علی بن الجون (متوفی ۵۹۷ھ) باب من رفع قرطاسا، ص: ۸۸، جلد: ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ، تحقیق: خلیل المیس۔

(۲) أخرجہ الدیلمی ۔ص:۴۴۔جلد:۴۔رقم الحدیث:۶۱۳۹۔

۶۳۰) (۱) الروض الدانی، المعجم الصغیر، سلیمان بن احمد بن أیوب أبوالقاسم الطبرانی، باب الألف فی اسمہ احمد، ص:۱۳۱، جلد:۱، دار عمار، عمان طبع اولیٰ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م۔ تحقیق: محمد شکور محمود الحاج أمدیر۔

(۲) عون المعبود شرح سنن أبی داوٗد، أبوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی، باب: فی التسمیۃ علی الوضوء،ص:۱۲۱، جلد:۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۱۵ھ۔

۶۳۱) جامع الاخبار، شیخ محمد بن محمد السبزواری، **فصل الی والعشرون فی فضائل**، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ص:۱۱۹، جلد:۱، مؤسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث،قم، ایران، محقق: علاء آل جعفر۔

۶۳۲) المجموع شرح المہذب، یحییٰ بن شرف النووی، کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الوضوء، مطبعۃ المنیریۃ۔

۶۳۳) **بحار الانوار الجامعۃ لِدررِأخبار الأئمۃِ الأطہار**، شیخ محمد باقر بن محمد تقی مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) باب:۵،**التسمیۃ والادعیۃ المستحبۃ عندالوضوء و قبلہ و بعدہ**، ص:۳۱۵،مؤسۃ الوفاء، بیروت، لبنان۔

۶۳۴) شرح کتاب بلوغ المرام، شیخ زید بن مسفر البحری، باب الوضوء، الدرس الثالث والاربعون۔

۶۳۵) **وسائل الشیعۃ الیٰ تحصیل مسائل الشریعہ**، شیخ محمد بن حسن الحرالعاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) ص:۹۴۱،جلد:۱، **مؤسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث**،قم، ایران۔

۶۳۶) منہج الصادقین، ص:۱۰۱، جلد:۱، مکتبہ محمد حسن علمی، طہران، ایران، طبع ۱۳۳۶ھ۔

۶۳۷) سورۃ المؤمن، آیت:۳۔

۶۳۸) **تنبیہ الغافلین بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین** ۔امام ابولیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) باب: **ما جآءَ فی فضلِ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ**، تحقیق و تعلیق: یوسف علی بدیوی، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، طبعۃ ثالثۃ: ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م۔

۶۳۹) سنن ابن ماجہ، امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی (متوفی ۲۷۳ھ) کتاب الأدب، باب: فضل لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، رقم الحدیث: ۳۷۹۶، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، السعودیہ۔

۶۴۰) جامع العلوم والحکم، امام أبوالفرج عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب الحنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) ص: ۱۶۸، جلد:۱، دارالمعفۃ: بیروت، طبعۃ اولیٰ: ۱۴۰۸ھ۔

۶۴۱) المرقات، کتاب الصلوۃ، باب: ماعلی المأموم من المتابعۃ للامام و حکم المسبوق. فصل الثانی، ص: ۹۸، جلد:۳، مکتبہ امدادیہ، ملتان، پاکستان۔

۶۴۲) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، ص: ۱۸۸، جلد: ۶، تحت رقم الحدیث: ۸۸۹۵، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر، طبع اولیٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۶۴۳) مرقات، کتاب الصلوٰۃ، باب: ماعلی المأموم من المتابعۃ، فصل الثانی، ص: ۹۸، جلد: ۳۔

۶۴۴) وسائل الشیعۃ الیٰ تحصیل مسائل الشریعۃ، شیخ محمد بن حسن الحرالعاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) ص: ۴۲۵، جلد: ۱، مؤسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، قم، ایران۔

۶۴۵) وسائل الشیعۃ الیٰ تحصیل مسائل الشریعۃ، شیخ محمد بن حسن الحرالعاملی (متوفی ۱۱۰۴ھ) ص: ۴۲۵، جلد: ۱، مؤسۃ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث، قم، ایران۔

۶۴۶) الاِتحافات السنیۃ بالأحادیث القدسیۃ، علامہ عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۱ھ) رقم الحدیث: ۱۶۱، مؤسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان، تحقیق: محمد عفیف الزعبی۔

۶۴۷) جامع الترمذی۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) کتاب الدعوات۔ باب: ما جآءَ فی فضلِ التسبیح والتکبیر والتھلیل والتحمید، حدیث رقم: ۳۴۶، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، السعودیہ۔

۶۴۸) مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل أبوعبداللہ الشیبانی، باب: مسند علی بن ابی طالب، ص: ۱۵۸، جلد: ۱، رقم الحدیث: ۶۹۴، مؤسۃ قرطبہ، القاہرہ، مصر۔

۶۴۹) الترغیب والترھیب۔ عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ، أبومحمد، زکی الدین المنذری (متوفی ۶۵۶ھ) ص: ۴۱۵، جلد: ۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ اولیٰ، ۱۴۱۷ھ۔

۶۵۰) کلمۃ الاخلاص و تحقیق معناھا، ابن رجب حنبلی، فصل فی فضل لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ، ص: ۵۶، جلد: ۱، المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الرابعۃ، ۱۳۹۷ھ۔

۶۵۱) شعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ خراسانی البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الثانی، ص: ۹، جلد: ۲، حدیث رقم: ۱۰۱۵، دارالکتب العلمیہ،

بیروت، طبعہ اولیٰ ۱۴۱۰ھ، تحقیق: محمد سعید بسیونی زغلول۔

۶۵۲) جامع الترمذی، امام ابوعیسی محمد بن عیسیٰ الترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) کتاب: تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ المدثر، رقم الحدیث: ۳۳۲۸، دارالسلام، الریاض، السعودیہ۔

۶۵۳) مجمع الزوائد و منبع الفوائد، نورالدین علی بن أبوبکر الہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) کتاب التوبۃ. باب منه فی سعة رحمة الله، رقم الحدیث: ۱۷۶۲۹، مکتبۃ القدسی، سنۃ النشر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴م۔

۶۵۴) احیاء علوم الدین، محمد بن محمد أبوحامد الغزالی الطّوسی (متوفی ۵۰۵ھ)، ص۳۱۲، جلد: ۱، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان۔

۶۵۵) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، علاءُالدین علی بن حسام الدین المتقی الہندی البرہان فوری (متوفی ۹۷۵ھ) نوع الثانی فی فضائل الایمان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع خامسہ ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱م، تحقیق: بکری حیانی، صفوۃ السقاء۔

۶۵۶) سورۃ حم سجدہ۔ آیت: ۲۳۔

۶۵۷) شعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ خراسانی البیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الثانی، ص: ۹، جلد: ۲، حدیث رقم: ۱۰۱۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ اولیٰ ۱۴۱۰ھ، تحقیق: محمد السعید بسیونی زغلول۔

۶۵۸) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، علاءالدین علی بن حسام الدین المتقی الہندی البرہان فوری (متوفی ۹۷۵ھ) الفصل الاول فی فضلها والترغیب، ص: ۲۲۶، جلد: ۴، رقم الحدیث: ۱۰۲۷۶، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، طبعہ خامسہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱م۔ تحقیق: بکری حیانی، صفوۃ السقاء۔

۶۵۹) احیاء علوم الدین، محمد بن محمد ابوحامد الغزالی الطّوسی (متوفی ۵۰۵ھ) ص: ۱۴۶، جلد: ۴، بیان دواء الرجاء والتسبیل. دارالمعرفة، بیروت، لبنان۔

۶۶۰) سورۃ الانفال۔ آیت: ۲۴۔

۶۶۱) سورۃ الفاطر۔ آیت: ۲۸۔

۶۶۲) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الخوف من اللہ، رقم الحدیث: ۶۱۱۵۔

۶۶۳) کتاب الفوائد (الفیلانیات)، أبوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی (متوفی ۳۵۴ھ) مجلس آخر، ص: ۲۸۷، جز: ۱، دارابن الجوزی، مع ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء، الریاض، السعودیہ۔

۶۶۴) المعجم الکبیر، سلیمان بن أحمد بن أیوب أبوالقاسم الطبرانی (متوفی......) ص: ۱۷، جلد: ۱۰، باب عبداللہ بن مسعود الھذلی. مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، عراق، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء، تحقیق: حمدی بن عبدالمجید السّلفی، رقم الحدیث: ۹۷۹۹۔

۶۶۵) جامع الأحادیث، عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)، ص: ۱۱۶، جلد: ۲۰، باب حرف المیم، تحقیق: دکتورعلی جمعہ (مفتی الدیار المصریہ)، طبع علی نفقۃ: دکتور حسن عباس زکی، رقم الحدیث: ۲۱۶۵۶۔

۶۶۶) الاستذکار الجامع لمذاھب فقھا والأمصار، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری اندلسی، قرطبی، مالکی (متوفی ۴۶۳ھ)، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، حدیث ابوھریرۃ قال رجل لم یعمل حسنۃ قط لأھلہ اذا مات فحرقوہ، دارقتیبۃ، دارالوعی، سنۃ النشر ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۶۶۷) صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یھدم ماکان قبلہ وکذالھجرۃ والحج، رقم الحدیث: ۳۳۶۔

۶۶۸) شرح صحیح مسلم، ص: ۷۶، جلد: ۱، مطبوعۃ نورمحمد اصح المطابع، کراچی، ۱۳۷۵ھ۔

۶۶۹) سورۃ الانفال۔ آیت: ۳۸۔

۶۷۰) الجمع بین الصحیحین البخاری والمسلم، محمد بن فتوح الحمیدی، ص: ۳۲۳، جلد: ۳، رقم الحدیث: ۳۹۲۴، دارابن حزم، بیروت، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء۔

۶۷۱) الجامع الصحیح المختصر، محمد بن اسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (متوفی ۲۵۶ھ)، کتاب الایمان، باب حُسن الاسلام المرء، ص: ۲۴، جلد: ۱، رقم الحدیث: ۴۱، دار ابن کثیر، الیمامہ، بیروت، طبعۃ ثالثۃ: ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، تحقیق: د۔ مصطفیٰ دیب البغار (أستاذ الحدیث فی جامعہ دمشق)۔

۶۷۲) فتح الباری شرح صحیح البخاری، أحمد بن علی بن حجر أبوالفضل العسقلانی الشافعی (متوفی ۸۵۲ھ) باب اِثم من الشرک باللہ، ص: ۲۶۶، جلد: ۱۲، دارُالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ۔

۶۷۳) نزهة المجالس و منتخب النفائس، عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری (المتوفی ۸۹۴ھ)، باب فی فضل الصدقة وفعل المعروف، ص:۲۰۲، جلد:۱، المطبعہ الکاستلیۃ، مصر، عام النشر :۱۲۸۳ھ۔

۶۷۴) الذخیرہ. کتاب الطهارہ. الباب السادس فی الحیض. الفصل الاوّل فی أحکام الحیض. والطهر، دارالغرب الاسلامی، سنۃ النشر، ۱۹۹۴م، تحقیق: الدکتور محمد حجی۔

۶۷۵) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خروج الخطایا مع ماءٍ، رقم الحدیث:۶۰۱۔

۶۷۶) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خروج الخطایا مع ماءٍ، رقم الحدیث:۶۰۰۔

۶۷۷) مسند احمد بن حنبل۔ حدیث ابوامامہ الباہلی الصدی۔ رقم الحدیث: ۲۲۲۱۶۔

۶۷۸) سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطهارة۔ باب ثواب الطهور۔ رقم الحدیث:۲۸۵۔

۶۷۹) سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطهارة۔ باب ثوابِ الطهور۔ رقم الحدیث:۲۸۱۔

۶۸۰) مسند أبی بکر الصدیق، أحمد بن علی بن سعید الأموی المروزی أبوبکر، فصل فی غسیل یوم الجمعة، ص:۱۹۷، جلد:۱، المکتب الاسلامی، بیروت، تحقیق: شعیب الأرناؤوط۔

۶۸۱) کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، الفصل الخامس: فی غسیل یوم الجمعة، رقم الحدیث:۲۱۲۴۲، ص:۷۵۴، جلد:۷۔

۶۸۲) سنن ابوداؤد، کتاب الصلوة۔ باب فی المحافظة علی وقت، رقم الحدیث:۴۲۵۔

۶۸۳) صحیح بخاری۔ کتاب الصلوٰة الخمس کفارة۔ رقم الحدیث:۵۰۵۔

۶۸۴) مسند احمد۔ رقم الحدیث:۲۱۵۵۶۔ ص:۴۴۱۔ الجزء الخامس والثلاثون۔

۶۸۵) سنن ترمذی۔ ابواب الصلوة۔ باب فضل الصلوٰت الخمس۔ رقم الحدیث:۲۱۴۔

۶۸۶) سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰة۔ باب فضل الجمعة۔ رقم الحدیث:۱۰۵۲۔

۶۸۷) صحیح مسلم۔ کتاب المساجد۔ باب المشی الی الصلوٰة تمحی به الخطایا وَترفَعُ به الدرجات۔ رقم الحدیث:۱۵۵۳۔

۶۸۸) سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰة، باب فی فضل القعود فی المسجد، رقم الحدیث:۴۶۹۔

۶۸۹) سنن دارمی۔ کتاب الصلوٰة۔ باب فی فضل الصف الاوّل۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۵۔

۶۹۰) سنن الترمذی۔ ابواب الصلوٰة۔ باب فضل التکبیرة الاولیٰ۔ رقم الحدیث:۲۴۱۔

۶۹۱) صحیح بخاری۔کتاب الصلوٰۃ۔ باب جهر الامام بالتامین، رقم الحدیث: ۷۴۷۔

۶۹۲) صحیح بخاری، کتاب صفة الصلاة، باب فضل اللهم ربنا لک الحمد، رقم الحدیث:۷۶۳۔

۶۹۳) سنن دارمی۔کتاب الصلاۃ۔باب فضل من سجد للہ سجدۃً۔رقم الحدیث:۱۴۶۱۔

۶۹۴) اتحاف الخیرۃ المهرۃ ، کتاب الایمان، باب فضل الصلوٰۃ،ص:۴۸۷،جلد:۳۔

۶۹۵) السنن الصغیر للبیهقی، کتاب الصلوۃ، باب فضل الصلاۃ بالجماعۃ،رقم الحدیث:۳۷۳۔

۶۹۶) صحیح البخاری۔کتاب الصوم۔ باب صوم رمضان ایمانا واِحتسابانیة، رقم الحدیث: ۳۸،۱۸۰۲،۱۹۱۰۔

۶۹۷) صحیح ابن حبان۔کتاب الصوم۔باب فضل رمضانَ۔رقم الحدیث:۳۴۳۳۔

۶۹۸) نزهۃ المجالس ومنتخب النفائس،عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری (متوفی ۸۹۴ھ) باب فضل عرفہ والعیدین،ص:۱۶۲،جلد:۱،المطبعہ الکاستلیۃ،مصر،عام النشر ۱۲۸۳ھ۔

۶۹۹) عون المعبود شرح سنن ابی داوٗد، باب صوم عرفۃ بعرفۃ،ص:۵۷، جلد:۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت،طبعہ ثانیہ: ۱۴۱۵ھ،مولف:محمد شمس الحق العظیم آبادی اُبوالطیب۔

۷۰۰) فتح الباری، کتاب الصوم،قولہ باب صیام یوم عاشوراء، رقم الحدیث:۱۹۰۲، جز:رابع۔

۷۰۱) لسان المیزان،ابن حجر عسقلانی، باب شعر،ص:۳۰۲،جلد:۵، مؤسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت،طبعہ ثالثہ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶م،تحقیق: دائرۃ المعرف النظامیہ،الہند۔

۷۰۲) فتح الباری۔کتاب الصوم۔باب صیام البیض۔ص:۱۹۷۔جز:رابع۔

۷۰۳) صحیح البخاری۔کتاب الزکاۃ۔ باب الصدقة تکفر الخطیئة۔رقم الحدیث:۱۳۶۸۔

۷۰۴) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا. باب من مات ولم یوص هل یتصدق عنه، رقم الحدیث:۲۷۱۶۔

۷۰۵) مسند احمد بن حنبل۔مسند الشامیین۔رقم الحدیث:۱۸۰۷۲۔

۷۰۶) سنن ترمذی۔کتاب الزکاۃ۔باب ماجآءَ فی فضل الصدقۃ۔رقم الحدیث:۶۶۴۔

۷۰۷) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، کتاب الزکاۃ، باب فضل الزکاۃ، رقم الحدیث: ۳۲۴۷۔

۷۰۸) سورۃ التوبہ۔آیت ۱۰۳۔

۷۰۹) جامع لِأ حکام القرآن، سورۃ التوبہ، آیت:۱۰۳، ص :۲۴۲، جلد:۸، دارعالم الکتب، الریاض، السعودیہ،طبع:۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳م،تحقیق: ہشام سمیر البخاری۔

۷۱۰) صحیح البخاری۔ کتاب الحج۔ باب فضل حج مبرور۔ رقم الحدیث:۱۴۴۹۔

۷۱۱) المستدرک علی الصحیحین۔ اول کتاب المناسک۔ رقم الحدیث:۱۶۱۲۔

۷۱۲) صحیح البخاری۔ ابواب العمرۃ۔ باب وجوب العمرۃ و فضلھا۔ رقم الحدیث:۱۶۸۳۔

۷۱۳) فتح الباری، کتاب العمرہ، باب وجوب العمرۃ وفضلھا، ص:۵۱۴، الجزء الثالث۔

۷۱۴) سنن الترمذی۔ کتاب الحج۔ باب ثواب الحج والعمرۃ۔ رقم الحدیث:۸۱۰۔

۷۱۵) سنن ابن ماجہ۔ کتاب المناسک۔ باب فضل دعاءِ الحاج۔ رقم الحدیث:۲۸۹۲۔

۷۱۶) اطراف المسند العمتلی بأطراف المسند الحنبلی، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)، باب حکیمہ بنت أمیۃ بن الأخنس أم، ص:۴۳۳، جلد:۹، دارابن کثیر، دارالکلم الطیب، دمشق، بیروت۔

۷۱۷) مسند احمد بن حنبل۔ حدیث اُمّ مسلمۃ زوج النبی ﷺ۔ ص:۲۹۹۔ جلد:۶۔

۷۱۸) سنن الترمذی۔ کتاب الحج۔ باب فضل الطّواف۔ رقم الحدیث:۸۶۶۔

۷۱۹) سنن البیہقی الکبریٰ، کتاب الضحایا، باب مایستحب من ذبح صاحب، رقم الحدیث: ۱۰۰۰۵۔

۷۲۰) نزھۃ المجالس و منتخب النفائس. باب فضل عرفۃ والعیدین، ص:۱۶۱، ج:۱۔

۷۲۱) کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر. باب خاتمہ فی اُمور مشیر اِلیٰ بعض، ص:۴۰، جلد:۲۔

۷۲۲) مسند احمد بن حنبل، باب مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، رقم الحدیث: ۴۴۶۲، ص:۳۰، جلد:۲۔

۷۲۳) المستدرک علی الصحیحین، کتاب المناسک، رقم الحدیث: ۱۷۹۹، ص: ۶۶۴، جلد: ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ: ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰م۔

۷۲۴) صحیح ابن خزیمہ، باب تباھی اللہ اھل السماء باھل، رقم الحدیث: ۲۸۴۰، ص:۲۶۳، جلد:۴۔

۷۲۵) الجامع الصحیح المختصر، محمد بن اسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی، باب الحلق و التقصیر عندالحج، رقم الحدیث:۱۶۴۱، دارابن کثیر، الیمامہ، بیروت، الطبقہ الثالثہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷م۔

۷۲۶) کنزالعمال فی سنن الاقوال والأفعال. فصل اول فی فضائل الحج، رقم الحدیث: ۱۱۸۱۰۔

۷۲۷) سورۃ بنی اسرائیل۔ آیات ۲۴۔۲۳۔

۷۲۸) جامع العلوم والحکم، ابو الفرج عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی، ص:۱۷۳۔ جلد:۱۔ دارالمعرفۃ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۰۸ھ۔

۷۲۹) i۔ جامع بیان العلم و فضله لا بن عبدالبر. باب جامع فی فضل العلم، رقم الحدیث:۱۸۶۔

ii۔ الترغیب والترہیب، الباب الاوّل فی الترغیب، ص:۱۸۳، جلد:۱۰، رقم الحدیث:۲۸۸۹۶۔

۷۳۰) الطبرانی فی معجمه الأوسط، ص:۲۶۴۔ جلد:۲۔ رقم الحدیث:۱۹۳۵۔

۷۳۱) مسند امام اعظم، کتاب الطب و فضل المرض والرقی والدعوات، ص:۳۴۲، رقم الحدیث: ۴۴۷، فرید بک سٹال، لاہور۔

۷۳۲) مسند امام اعظم، کتاب الطب و فضل المرض والرقی والدعوات، ص:۳۴۲، رقم الحدیث: ۴۴۷، فرید بک سٹال، لاہور۔

۷۳۳) الجامع الصحیح السنن الترمذی، کتاب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب فضل العلم، رقم الحدیث: ۲۶۴۸۔

۷۳۴) المنجد (مترجم) باب الواوٗ۔ ص:۱۰۸۹۔

۷۳۵) سورۃ البقرۃ۔ آیت: ۱۸۰۔

۷۳۶) مؤطا امام مالک۔ باب الأمر بالوصیۃ۔ ص:۷۶۱۔ جز:۲۔ رقم الحدیث:۱۴۵۳۔ داراحیاء التراث العربی۔ مصر۔ تحقیق: محمد فواد عبدالباقی۔

۷۳۷) شرح الزرقانی علی مؤطا مالک. باب الامر بالوصیة، ص: ۷۵، جز:۴، مصنف: امام محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ)، دارالکتب العلمیہ۔ بیروت، طبع ۱۴۱۱ھ۔

۷۳۸) سنن ابن ماجہ۔ باب الحیف فی الوصیة، رقم الحدیث: ۲۷۰۵۔

۷۳۹) سنن ابن ماجہ کتاب الوصایا۔ باب الحثُّ علی الْوَصِیَّةِ۔ رقم الحدیث:۲۸۰۴۔

۷۴۰) سبل السلام ۔ باب الوصایا۔ ص:۱۰۴۔ جز:۳۔ مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی ۔ طبعہ رابعہ۔ ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰م، مؤلف: محمد بن اسماعیل الأمیر الکحلانی الصغانی (متوفی ۱۱۸۲ھ)۔

۷۴۱) قوت القلوب فی معاملة المحبوب، محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المشہور بأبی طالب مکی (متوفی ۳۸۶ھ)، ص: ۳۱۶، جلد:۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبعہ ثانیہ ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵م، تحقیق: د۔ عاصم ابراہیم الکیلانی۔

۷۴۲) الفتح الکبیر فی صنم الزیادۃ اِلی الجامع الصغیر، جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی بکر السیوطی، ص:۱۱۵۔ جلد:۲، دارالفکر، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳م۔

۷۴۳) موسوعۃ الدفاع عن رسولِ اللہ ﷺ، باب فی مدح حبیبی۔ ص:۱۳۔ جز:۹۔

۷۴۴) نفخ الطیب من غصن الأندلس الرطیب. باب ترجمہ أبی مدین۔ ص:۱۴۴۔ جلد:۷۔ دارصادر۔ بیروت۔ ۱۳۸۸ھ۔

۷۴۵) مسند ابو یعلیٰ. احمد بن علی بن المثنی أبویعلی الموصلی التمیمی، رقم الحدیث: ۲۷۸۹، دارالمامون للتراث، دمشق، طبع اولیٰ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م، تحقیق: سلیم حسین أسد۔

۷۴۶) شعب الایمان، ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی، الثالث والخمسون من شعب، رقم الحدیث: ۶۲۷۷، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اولیٰ ۱۴۱۰ھ، تحقیق: محمد السعید لبسیونی زغلول۔

۷۴۷) i۔ المستطرف فی کل فن مستظرف. باب ولاۃ اُمور الاسلام، ص:۸۹، جلد:۱۔

ii۔ التمثیل والمحاضرۃ. باب واصحاب السلطان، ص:۳۵، جلد:۱۔

۷۴۸) التذکرۃ الحمدونیۃ. باب السعی فیھا، ص:۴۷۸، جلد:۲۔

۷۴۹) شعب الایمان، فصل فی المصافحۃ والمعانقۃ، ص:۲۸۰، جز:۱۱، رقم الحدیث:۸۵۴۳۔

۷۵۰) شرح صحیح بخاری۔ لابن بطال۔ کتاب الادب۔ ص:۱۷۱۔ جلد:۹۔ رقم الحدیث:۸۸۱۔

۷۵۱) شعب الایمان۔ البیھقی۔ السابع والاربعون شعب، ص:۳۸۷، ج:۵، رقم الحدیث:۷۰۳۳۔

۷۵۲) قوت القلوب۔ باب ذکر أحکام مقام الرضا۔ ص:۴۳۹۔ جز:۱۔

۷۵۳) حلیۃ الاولیاء وطبقات الأصفیاء۔ ابونعیم احمد بن عبداللہ الأصبھانی۔ باب بشر بن الحارث۔ ص:۳۵۴۔ جز:۸۔ دارالکتاب العربی۔ بیروت۔ طبع رابع۔ ۱۴۰۵ھ۔

۷۵۴) سنن ابن ماجہ۔ باب مایقال اِذا فرغ مِن الطعام۔ حدیث نمبر:۳۲۸۵۔

۷۵۵) صحیح مسلم۔ باب استحباب القول مثل القول۔ رقم الحدیث:۸۷۷۔

۷۵۶) صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ والآداب. باب من لعنہ النبی ﷺ أوسبہ أودعا علیہ، رقم الحدیث: ۶۷۸۹۔

۷۵۷) سنن ابن ماجہ۔ کتاب الأطعمۃ. باب ماجآء فی اللقمۃ تسقط۔ رقم الحدیث:۱۸۰۴۔

۷۵۸) الخصائص الکبریٰ، فائدة قاضی عیاض حکی عن الحسن،ص:۳۸۷، جز:۲،مصنف: ابو الفضل امام جلال الدین السیوطی، دارالکتب العلمیہ ، بیروت طبع ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م۔

۷۵۹) سبل الھدی الرشاد فی سیرة خیر العباد. الباب الرابع فی فضل الصلاۃ، ص:۴۲۹، جز:۱۲۔

۷۶۰) سورۃ المائدہ۔آیت:۴۵۔

۷۶۱) کنزالعمال فی سنن الاقوال۔باب العفوعن القصاص۔رقم الحدیث:۳۹۸۶۲۔

۷۶۲) مسند امام احمد بن حنبل۔باب مسند عبادۃ بن الصامت۔رقم الحدیث:۲۲۸۴۶

۷۶۳) صحیح ابن حبان۔باب الدیون۔رقم الحدیث:۵۰۴۳۔ص:۴۲۲۔جز:۱۱۔

۷۶۴) مسند ابویعلیٰ ۔حدیث رجل۔رقم الحدیث:۶۸۶۹۔دارالمأمون للتراث، دمشق، طبع اولیٰ ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴م، ص:۲۸۶، جز:۱۲۔

۷۶۵) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔باب الذکر بعدالصلوٰۃ۔ص:۴۲۶۔جلد:۹۔

۷۶۶) i۔ حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح، امام احمد بن محدم بن اسماعیل الطحاوی الحنفی (متوفی ۱۲۳۱ھ)،ص:۶۶۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان، طبع اولیٰ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م، المحقق۔محمد عبدالعزیز الخالدی۔

ii۔ بریقۃ محمودیۃ فی شرح طریقۃ محمدیۃ وشریقہ نبویۃ، ابوسعید الخادمی الفصل الثالث فی أمور،ص:۴۰۳، جلد:۶، مطبعۃ شرکت صحافیہ،مصر،سن ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰م۔

۷۶۷) مسند امام أحمد بن حنبل ۔ص:۲۱۰۔جلد:۲۔حدیث رقم:۶۹۶۲۔مؤسسہ قرطبۃ۔القاہرۃ۔

۷۶۸) مسجد امام احمد بن حنبل ۔حدیث عتبہ بن المسلمی ۔رقم الحدیث:۱۷۶۹۱۔ص:۱۸۵۔ج:۴۔ مؤسسۃ قرطبہ۔قاہرہ۔مصر۔

۷۶۹) صحیح مسلم۔کتاب البر والصلۃ والآداب. باب ثواب المؤمن فیما یصیب، رقم الحدیث:۵۲، المجلد الرابع ،ص:۱۹۹۳۔

۷۷۰) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب. باب ثواب المؤمن فیما یصیب،رقم الحدیث:۵۲، المجلد الرابع ،ص:۱۹۹۳۔

۷۷۱) سنن أبوداوٗد۔ باب الأمراضِ الْمُکَفِّرَ ةِ للذنوب۔رقم الحدیث:۳۰۹۱۔

۷۷۲) مسند الامام احمد بن حنبل۔رقم الحدیث:۲۵۲۷۵۔ص:۱۵۷۔ج:۶۔مؤسۃ قرطبہ۔قاہرہ۔

۷۷۳) الفوائد۔ تمام بن محمد الرازی أبوالقاسم (متوفی ۴۱۴ھ)، رقم الحدیث:۱۳۱۵۔ص:۱۲۱۔ جز:۲۔مکتبۃ الرشد۔الریاض۔ ۱۴۱۲ھ۔تحقیق: حمدی عبدالمجید السّلفی۔

۷۷۴) شعب الایمان، فصل فی ذکر ما فی الأوجاع والأمراض والمصیبات من الکفارات۔رقم الحدیث:۹۸۶۹۔

۷۷۵) مرقاۃ المفاتیح۔ باب عیادۃ المریض۔ص:۲۶۷۔ جز:۵۔

۷۷۶) الجامع الأحکام القرآن۔سورۃ التوبہ۔آیت: ۱۰۱۔ص:۲۴۱۔جلد:۸۔ دارعالم الکتب۔ الریاض۔طبع ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳م۔المحقق: ہشما سمیر البخاری۔

۷۷۷) الموضوعات۔ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن عبیداللہ بن محمد الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)۔ص:۲۰۰، جلد:۳،مکتبۃ السلفیۃ، مدینہ منورہ، تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان، طبع اولیٰ ۱۳۸۸ھ۔

۷۷۸) شعب الایمان،باب فی تحریم النفوسِ والجِنَایَاتِ عَلَیْهَا۔رقم الحدیث:۴۹۴۰۔

۷۷۹) سورۃ المائدہ۔آیت:۲۹۔

۷۸۰) أسرارالمرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبریٰ۔نورالدین علی بن محمد بن سلطان المشہور ملا علی القاری (متوفی ۱۰۱۴ھ)،ص:۳۰۴، جز:۱، دارالأمانۃ/ مؤسۃ الرسالہ بیروت، ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۷۱م، تحقیق: محمد الصباغ۔

۷۸۱) صحیح ابن حبان۔ باب فضل الشہادۃ۔رقم الحدیث: ۴۷۴۹۔

۷۸۲) المعجم الکبیر للطبرانی۔رقم الحدیث:۹۶۲۔

۷۸۳) سورۃ المائدہ۔آیت:۴۵۔

۷۸۴) اعراب القرآن المنسوب للزجاج. باب الی ایّ شئی یعودھا، ص:۱۲۶۔۱۲۵، جلد:۱، دارالکتاب المصری، القاہرہ و دارالکتب اللبانیہ، بیروت، طبع رابع، ۱۴۲۰ھ۔

۷۸۵) الفقہ علی المذاهب الأربعة ۔ص:۱۳۰۔جلد:۵۔دارالکتب العلمیہ ۔ بیروت۔ لبنان۔طبع ثانی ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳م۔

۷۸۶) اعراب القرآن المنسوب للزجاج. باب الیٰ ای شئی یعود مما، ص:۱۲۶۔۱۲۵، جلد:۱۔

۷۸۷) الفردوس بمأثور الخطاب. أبوشجاع شیرویه بن شهردار بن شیرویه الدیلمی الهمذانی الملقب الکیا (متوفی ۵۰۹ھ)، فصل فی تفسیر آیۃ القرآن، ص: ۱۵۳، جلد: ۳، دارالکتب العلمیه، بیروت، سنۃ النشر ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶م، تحقیق: السعید بن بسیونی زغلول۔

۷۸۸) تفسیر القرآن الکریم (ابن کثیر) سورۃ المائدہ۔ آیت: ۴۵۔ ص: ۱۲۴۔ جلد: ۳۔ دارطیبه للنشر والتوزیع۔ طبعۃ ثانیۃ ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹م۔ المحقق: سامی بن محمد سلامۃ۔

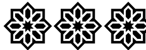
۷۸۹) تهذیب اللُّغة. امام ابو منصور محد بن احمد بن الازهری الهروی (متوفی ۳۷۰ھ) باب (حفر)، ص: ۹۹، جلد: ۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اولیٰ ۲۰۰۱م۔

۷۹۰) غریب الحدیث۔ القاسم بن سلام الهروی أبوعبید۔ ص: ۱۰۶۔ جلد: ۴۔ دارالکتاب العربی۔ بیروت۔ طبع اولیٰ۔ ۱۳۹۶ھ۔ تحقیق: د، محمد عبدالمعید خان۔

۷۹۱) شعب الایمان۔ رقم الحدیث: ۹۸۸۵۔ فصل فی ذکر مافی الأوجاع والأمراضِ والمصیبات من الکفارات۔

۷۹۲) کنزالعمال فی سنن الأقوال والأفعال. باب اوّل فی ذکر الموت و فضائله۔ رقم الحدیث: ۴۲۱۲۲۔

۷۹۳) الآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة۔ ص: ۳۴۶۔ جلد: ۲۔ دارالکتب العلمیه۔ بیروت۔ علامه جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیه۔



ڈاکٹر محمد اویس معصومی کی دیگر کتب

۱۔ قیاس کی شرعی حیثیت و ضرورت ایک تحقیقی جائزہ

۲۔ مقالات اربعین

۳۔ قیوم زماں (حضور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کے حالات زندگی)

۴۔ بوڑھے لوگ (اسلامی تعلیمات کے آئینے میں)

۵۔ روشن فکر (بچوں کے عقائد کی اصلاح کیلئے)

۶۔ بسم اللہ کی برکتیں

۷۔ غیبت (مذمت، اسباب، علاج، کفارہ، اباحت)

۸۔ بدشگونی اور فال کی شرعی حیثیت

۹۔ شرعی قوانین میں لفظ کفارہ کا اطلاق و تطبیق (زیر طبع)

۱۰۔ کلیات راہی (علامہ نذر محمد راہی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر مشتمل)



تلاش حق فاؤنڈیشن
پی۔او بکس 8778 صدر کراچی۔
فون نمبر: 0345-2255080, 021-34590599
E-mail : talashehaq@yahoo.com